سیف حسینی مع صولتِ حیدریہ

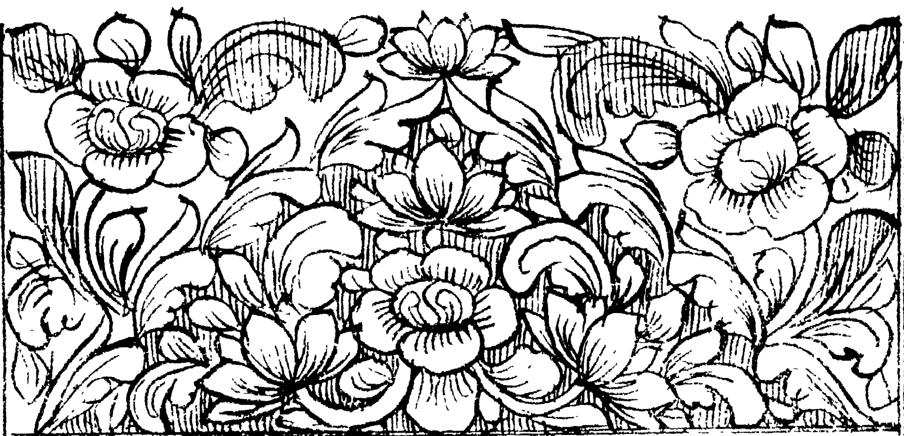
یہ ہر دو رسالے تصنیفات سے جناب فاضل اجلّ عالم بے بدل جناب مولوی مرزا باقر علی بیگ صاحب مرحوم مغفور اعلے اللہ مقامہٗ و درجاتہٗ کی ہین سیف حسینی بجواب اُس فتوے کے ہے کہ جو عامۂ اہل جماعت نے مولوی نذیر حسین سُنی المذہب سے دربارہ تعزیہ داری استفتا کیا تھا اور نامبُردہ نے دیدہؔ و دانستہ ازراہ ابلہ فریبی و دھوکہ بازی عوام کالانعام کے ذکر مصائب مظلوم کربلا یعنی بیان نواسۂ جناب سید الشہدا کو قطعی حرام لکھدیا تھا۔ فاضل جلیل عالم نبیل جناب مولوی میرزا باقر علی بیگ صاحب جنت مآب نے کتب قدیمہ و جدیدہ اُسی سُنی المذہب سے گریہ و بکا خامس آل عبا کو واجب ثابت کر دکھلایا ہے اور صولتِ حیدریہ مین اس امر کا ثبوت کما حقہ کتب فریقین سے دیا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے شیخین کی بیعت بقلب صمیم و استرضائے دلی نہین کی۔

اطلاع

کوئی سُنّی صاحب نہ اس کو خریدے اور نہ پڑھے

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد


من بکیٰ علی الحسین او ابکیٰ او تباکی وجبت لہ الجنۃ
سفینہ
سنہ ۱۳۱۱ ہجری
بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین طبع شد



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده على ما حللنا افاضة الدموع على مصائب الحسين واصحابه المذبوحين بالقاسهم الزاكية وعلى ما
باستضحاك جفوننا بالاستعبار على احوالهم في يوم كانت كل عين فيه باكية وحرم الجنة على ما نعى
البكاء والنياحة على شهداء الكربلاء وصوحب المصيبة الذين هم في عيشة راضية ولعن على اعدائهم
البغاة عذابا ونكالا في الآخرة وسيد خلدهم في الهاوية ونشكره على ما وفقنا لعزاء الحسين
ابن خير البرية وجعلنا من الطالبين بثاره مع وليه الامام ثاني عشر عليه التحية وجعل
شهادة الحسين لنقض المومنين من العذاب الاليم وسيلة قوية واستوقد لمبغضه
في يوم القيمة نارا حامية والصلوة والسلام على رسوله الذي بكى على قرة عينه وفؤاد قلبه
الحسين وامرنا ايضا للبكاء عليه وقال من بكى على الحسين او ابكى او تباكى وجبت له الجنة
وعلى آله واولاده الذين هم ائمة الانس والجنة اما بعد فيقول العبد المذنب الغريق في بحر العصيان
الغائص في لجة الطغيان الراجي الى رحمة ربه الحنان والمنان المتمسك باذيال اهلبيت نبي
الانس والجان باقر علي بن آغا علي بن آغا غوص علي غفر الله له ولهما بفضله والامتنان
كمترين متلمذان جناب قدسي اساس معلى القاب عالم المعي فاضل لوذعي سلالة الاطياب
الامجاد سمي السادس من حجج الله على العباد مرشد المومنين والسادات صاحب احسن
العادات قدوة ارباب صدق ويقين قبلة محبين آل طه ويسين زبدة اهل تحقيق وتدقيق
سرآمد كملاء فن تجويد سردفتر حفاظ وقراء قديم وجديد گل گلستن محمدی گل بن رياض
حيدری مولوی حافظ جعفر علی لا زالت شموس افاداته طالعة واقمار افاضاته لامعة كه ان ايام ضلالت وگمراہی تو امان من

فارغ صلاح اس تراب اقدام مومنین کی ہوا کہ ایک رسالہ درباب ممانعت تعزیہ داری سبطِ رسول جگر گوشۂ علیؑ و بتولؑ کی
اور گریہ و بکا اُس شہیدِ گلگون قبا پر کسی شخص نے فرقۂ یزیدیہ سے بطور سؤال و جواب لکھکر اور بدواہیر بازدگانہ نظر از قتلہ
شہدا کربلا سے مزین کر کے چھپوایا ہے بمجرد سُننے اس خبر وحشت اثر کی قوت شائقہ اُسکے دیکھنے کی بہ نظر قدح و جرح
مشتاق ہوئی چونکہ مین وارد میرٹھ تھا لہذا بیچ خدمت مکرمی معظمی سلالۂ دودمان مصطفوی نقادہ خاندان مرتضوی
صاحبِ ذہن نقادہ ذی قریحہ وقادہ ناظم باکمال ناثر عدیم المثال صاحب خلق حسن میر احمد حسن صاحب دام مجدہ خلف الرشید
جناب مربی الفضلا معین العلما باعث ترویج دین مبین خیر البشر دُر دریائے جود و سخا بحرِ مواج دہش و عطا مورد
مراحم لم یزلی منشی میر کفایت علی صاحب دام اقبالہ کی دہلی مین لکھا کہ نظراً الی الثواب رسالہ مسطورہ کو تلاش کر کر میرے
پاس بھیجدین چونکہ رسالہ مذکورہ کو مصنف صاحب نے بخوف اسیاف اقلام حیدر یان کا تلم یکن شیاً مذکوراً کی حجرۂ
نیستی مین مضمر اور مستتر کر دیا تھا شفیقی ممدوح نے کمال جد و جہد سے ایک رسالہ پیدا کر کر اس ہیچ میرز کے پاس بھیجا
جب اس خاکسار کی نظر سے گزرا تو معلوم ہوا کہ مصنف اُس رسالہ کا شیخ نذیر حسین تبع تابعین شیخ نجدی کہ درحقیقت
عدو حسین علیہ السلام ہے کہ جسکے نام کی ترکیب اضافی سے عند ماہرین علوم ادبیہ دشمنی با امام حسینؑ ظاہر و باہر پس اگرچہ
رسالہ مذکورہ بسبب متضمن ہونے مضامین مزخرفہ و اہیہ کے قابل جواب تھا مگر بخیال اسکے کہ عوام کالانعام اسکو دیکھکر
ضلالت و گمراہی مین نہ پڑین لکھنا جواب کا ضرور ہوا اُمید ناظرین باتمیز سے یہی کہ چونکہ انسان مصداق ہے سہو و نسیان
کا اگر کسی جگہہ خلل و ذلل دیکھین تو حتی الوسع اُسکی اصلاح مین کوشش فرمائین اور زبان طعن و تشنیع کو نہ کھولین واللہ
معنا و للمنافقین عذاب الیم اور نام اس رسالہ کا سیف حسینی رکھا واللہ یحب الصادقین و یبغض الکاذبین **نقل**

سؤال مستفتی چہ می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ بماہ محرم الحرام شہادت حسنین
علیہما السلام حسب روایات کتاب سر الشہادتین روز عاشورا یا غیر آن جائز است یا نہ شنیدہ میشود کہ علماء اعلام
از دہلی تا لکھنؤ در عشرۂ محرم بیان شہادت امامین ہمامین را معمول خود میدارند و مولانا مرزا حسن علی صاحب محدث علیہ
الرحمۃ کہ از اجل تلامذۂ جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب بودند در عشرۂ محرم شہادت حسنین علیہما السلام را ہم بیان
میفرمودند و بعضے از اہل علم بیان شہادت را حرام میدانند و بقول ابن حجر مکی کہ در صواعق محرقہ مرقوم است تمسک مے نمایند
عبارتہ ہکذا عن الغزالی یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ قتل الحسن والحسین وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم
فانہ یہیج الی بغض الصحابۃ والطعن فیہم و قول مولوی محمد اسمعیل شہید مرحوم کہ در صراط مستقیم افادہ فرمودہ اند ہم
سند می آرند خلاصہ این است کہ چون حسنین علیہما السلام بمرتبۂ شہادت فائز شدند داخل جنت گشتند پس محل سرور است
نہ محل غم و اگر اقربائے شما در چنین مصائب مبتلا شدہ باشند و کسے آن مصائب را پیش شما بیان کند ہرگز شنیدن آن مصائب را
جائز نمیدارید و مبینین آنرا از دائرہ محبت خارج میشمارید پس چیز یکہ در حق اقربائے خود جائز نمیدارید در حق امام چگونہ

تجویز می کنید انتہے مضمونہ ملخصًا و نیز می گویند کہ کتاب سر الشہادتین از شاہ عبد العزیز صاحب نیست کدامے شیعہ تصنیف کردہ بنام شاہ صاحب مشتہر ساختہ جواب ہر سوال مفصلاً و مشروحًا ارشاد شود بینوا توجروا ترجمہ سوال مذکور کہ مصنف رسالہ مسطور کے شاگرد نے لکھا ہے بلفظ نقل کیا گیا - کیا فرماتے ہین عالم دین کے اور مفتی شرع متین کے بیچ اس مسئلہ کے کہ بیچ مہینہ محرم کے شہادت حسنینؑ کے موافق روایتون کتاب سر الشہادتین کے عاشورا کے دن یا سوا اس کے بیان کرنا جائز ہے یا نہین اور سنا گیا ہی کہ عالم مشہور دہلی سی لکھنو تک بیچ عشرہ محرم کے بیان شہادت اماممین ہمامین کا معمول اپنا رکھتے ہین اور جناب مولانا مرزا حسن علی صاحب محدث کہ بڑے شاگردون سے مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے تھے وہ بھی بیچ عشرہ محرم کے شہادت حسنینؑ کی کا بیان فرماتے تھے اور بعضے صاحب علم کے بیانِ شہادت کو حرام جانتے ہین اور قول ابن حجر مکی کا کہ بیچ صواعق محرقہ کے لکھا ہے تمسک پکڑتے ہین عبارت اُسکی اسطرح ہے عن الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ القتل الحسن والحسین وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج الی بغض الصحابۃ والطعن فیہم یعنی روایت ہی امام غزالی وغیرہ سی کہ حرام ہی واعظ وغیرہ پر روایت قتل حسن حسین کی اور جو ہوا ہی درمیان صحابہ کے جھگڑونے اور قصون سے پس تحقیق وہ برانگیختہ کرتا ہے طرف بغض صحابہ اور طعن کرنے کے انمین اور قول محمد اسمعیل شہید مرحوم کا کہ بیچ صراط المستقیم کے افادہ فرمایا ہی بھی سند لاتے ہین خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جو حسینؑ برتبہ شہادت پہنچے داخل جنت کے ہوئے پس جگہہ خوشی کی ہی نہ محل غم کا اور اگر اقربا تمہارے ایسے مصیبتون مین مبتلا ہوئے ہون اور کوئی شخص اُنکی مصائب کو تمہارے آگے بیان کرے ہرگز اُن مصائب کے سننے کو روا رکھوگے اور ظاہر کرنے والے اسکے کو دائرہ محبت سی خارج کہوگے پس جو چیز کہ حق مین اقربا اپنے کے روا نرکھو تم بیچ حق امام کے کیونکر روا رکھتے ہو تمام ہوا مضمون مولوی اسمعیل کا اور بھی کہتے ہین کہ کتاب سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب سے نہین ہی کسی شیعہ نے تصنیف کر کر شاہ صاحب کے نام سی مشتہر کردی ہے جواب ہر سوال کا مفصل اور شرح ارشاد ہو بینوا توجروا - **جواب** اوپر طریقہ حقہ فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ کے اوپر الواح ضمائر ارباب نصفت گزین انصاف آئین کے مخفی اور محتجب نہ ہے کہ صورت مرقومہ مین تذکرہ تذکیر مصائب امامین ہمامین علیہم السلام یعنی جناب امام حسنؑ و حسینؑ اور رونا اور رولانا اور محزون ہونا اور محزون کرنا اوپر بلا اور محن اہلبیتؑ رسالت کے کہ مصائب جمیع مقربان بارگاہ صمدیت سی عظیم اور بلاہائے تمامی اولیاء اللہ سے سخت تر ہے بحجج ساطعہ و اخبار متواترہ اور براہین قاطعہ و آثار مستظافرہ ہر آن و ہر زمان جمعًا و فرادًا بجانہ ہمیر و فقیر سنت مؤکدہ ہی اور منع کرنیوالا اور حرام جاننے والا اس ذکر کا داخل ہی تحت عموم قول لایکون عدو آل محمدؐ الا حرامیًا کے اسواسطے کہ ابتدا روز شہادت جناب سید الشہدا سی تا الی الآن ہر نوع مین انواع امت محمدی اور ہر صنف مین اہل اسلام سی یہ ذکر شائع اور ذائع رہا ہے اور کسی فرقہ کے عالم نے بجز متعصبین اہلسنت اور نواصب و خوارج کے اسکے ذکر کو منع نہین کیا جو لوگ کے فی الجملہ انصاف رکھتے ہین خود اس ذکر کو بیان کرتے ہین

اور اُس پر روتے رولاتے ہین چنانچہ حال مولوی شاہ عبدالعزیز دہلوی اور فاضلِ اجلّ مولوی رشید الدین خان اور مولوی حاجی
قاسم وغیرہ علماء دہلی کا مشہور اور معروف ہے کہ یہ سب صاحب ہر سال عشرہ محرم مین بجائے تفسیر قرآن قصۂ پُرغصۂ شہادت سبطین
رسول الثقلین کا وعظ فرماتے تھے اور خود بھی روتے تھے اور سب کو رولاتے تھے اور ان ایام مین بارہا بحضور شاہ سابق دہلی
کہ سب خاص و عام بھی جمع ہوتے تھے احوال معرکہ کربلا اور قصہ شہادت جگر گوشہ رسول ہر دو سرا کو بیان کرتے تھے اور سب آدمی
سنکر اشک خونی سے آستین و دامن کو تر کرتے تھے اور شاہ صاحب وغیرہ علما اسکے جلدو مین انعام و اکرام پاتے تھے اور خلعت گران بہا
سے سرفراز و ممتاز ہوتے تھے چنانچہ یہ امر فی الجملہ عبارت مستفتے سے بھی کہ جملہ اہلِ خلاف سے ہی روشن و مبرہن ہے اور ایسا ہی حال
علماء متقدمین مثل شیخ ابو الفتوح نصیر آبادی اور خواجہ محمد حدادی حنفی اور امام شرف الائمہ ابو النصر سنجانی اور خواجہ محمد منصور اور
قاضی ثنائی حنفی اور خواجہ نجم الدین ابو المعالی بن ابی القاسم نیشاپوری حنفی المذہب کا کتب معتبرہ اہلسنّت مین مندرج ہے کہ سب علماء
عشرہ محرم مین عزاداری امام مظلوم کیا کرتے تھے اور حال شہدائے کربلا بیان کر کے روتے رولاتے تھے خصوص خواجہ نجم الدین مذکور کے
حال مین لکھا ہے کہ یہ شخص نعل ضریح کہ جسکو تعزیہ کہتے ہین بنوا کر رکھتا تھا اور دس دن تک سر و پا برہنہ تارک اللذات اشک ریزان گریان
و نالان رہتا تھا اور شاہ عبدالعزیز نے مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا حال لکھا ہے کہ بنا رسم تعزیہ داری کی اس ہی شخص سے تبنی ہوئی
اور پھر شاہ صاحب نے سلیمان بن صرد خزاعی کا حال کہ جسکو صحابہ رسول خدا اور مقتدا اور پیشوا فرقہ اہل تسنن کا جانتا ہے اسطرح
لکھا ہے کہ یہ شخص ماتم داری سید ابرار مین عمدہ شریک مختار تھا اور یافعی مرآت الجنان کے وقایع سال تین سو باون ہجری مین
حال شہنشاہ زمان معزّ الدولہ کا کہ شیعیانِ خاص اہلبیت سے تھا حیز تحریر مین لایا ہے کہ شاہ مذکور نے اس ہی سال مین اپنی عایا
ممالک محروسہ کو خصوص اہلِ بغداد کو حکم دیا کہ سب لوگ عزاداری امام حسینؑ کی کرین بلکہ ہر سال اس امر کو اپنے اوپر لازم و واجب
گردانین چنانچہ ہر کو مہ ادنیٰ و اعلےٰ نے بنا بر تعمیل حکم اور امتثال امر کی اپنی گھرون مین مجالس منعقد کین اور بروز عاشورہ فرمان
قضا جریان شاہ مذکور کا اہل بغداد پر یون نافذ ہوا کہ تا وقت شام سب دکانین شہر کی بند رہین اور کوئی شخص کوئی چیز مخصوص
قسم طعام سے نہ بیچنے پاوے اور عورات روافض مُو پریشان سر و پا برہنہ سینہ کوبان نوحہ و ماتم کنان گھرون سے باہر نکلین
اور تاریخ ہجدہم ذی الحجہ کو خوشی عید غدیر کی کی اور نوبت و نقاری بجوائے اور جشن شاہانہ کیا اور پھر وقائع سال تین سو پچپن ۳۵۵
مین لکھا ہے کہ اس سال بھی رافضیون نے ماتم داری امام شہید کربلا کی بعادت معمولی کی مؤلف کہتا ہے کہ یہ غم و سرور انکا بہ متابعت
روایت ائمہ ہدیٰ اور نوائب رسول خدا کے ہے جیسا کہ منقول ہے کہ دوست ہمارا وہ ہے کہ جو ہمارے ایام مصیبت اور غم مین
غمگین اور ملول ہو اور ایام خوشی مین خوش اور مسرور ہو اور امام شافعی نے بھی اس مصیبت مین چند مرثئے تصنیف کیے
اور اصحاب امام ابو حنیفہ اور اصحاب شافعی نے بھی مرثئے کہے اور خواجہ ابو منصور پیشوا فرقہ اہل تسنن ہر سال اصفہان مین
تعزیہ امام غریب مظلوم دشت بلا کا بنایا کرتا تھا اور خواجہ علی غزنوی بھی مابین بغداد کے کہ جسکا نام مدینۃ الاسلام اور دار الخلافہ
خلفائے بنی عباسیہ ایام کا ہے تعزیہ داری امام مظلوم کی ہر سال کیا کرتا تھا اور تعزیہ بنوا کر عزاخانہ مین رکھتا تھا اور ہمیشہ مجلسین کیا

کرتا تھا اور مولع سب شتم دشمنانِ اہلبیت تھا ایک دن کسی شخص نے اُس سے پوچھا کہ تو معاویہ کے حق مین کیا کہتا ہی اُسنے
سنکر اہل مجلس کیطرف خطاب کیا اور بآواز بلند کہا کہ اے مسلمانون یہ شخص علی سے پوچھتا ہی کہ تو معاویہ کے حق مین کیا کہتا ہی بھلا تم
ہی بتلاؤ کہ علی معاویہ کے حق مین کیا کہیگا واقعی کیا خوب لطیفہ کہا اُس شخص نے اور میر عباد سی کہ علامۂ زمان اور شعر و سخن مین فتنۂ
دوران تھا کسی شخص نے پیش بادشاہ عباسی پوچھا کہ کل دن عاشورہ کا ہی تو حق مین معاویہ کے کیا کہتا ہی اُس نے کچھ جواب
ندیا پھر سائل نے پوچھا پھر اُسنے کچھ جواب ندیا جب تیسری دفعہ اُسنے پھر پوچھا تو اُسنے کہا کہ اے شخص کیا تو حال معاویہ کا نہین جانتا
جو مجھسے پوچھتا ہی کیا تو حال اُسی معاویہ کا پوچھتا ہے کہ جسکے باپ نے دندانِ مبارک جناب رسول مقبول کے شہید کئے اور جسکی مان نے
جگر امیر حمزہ عمِ رسول کا کھایا اور جسنے خود امام حسنؑ کو زہر دلوا کر شہید کرایا اور جسکے بیٹے نے سرِ سبطِ رسول کا تیغِ ظلم سے جدا کیا
اے مسلمانون تم ایسے معاویہ کو کیا کہتے ہو یہ سنکر حضار مجلس نے کہ حنفی اور شافعی اور حنبلی اور مالکی تھے بیساختہ زبانِ لوم و
ملام حق مین معاویہ اور یزید اور اُسکے اخراب اعد توابع کے دراز کی اور جناب امام حسینؑ پر نوحہ اور ماتم اور فریاد و زاری کرنی
لگے اور صاحب روضۃ الشہدا نے لکھا ہی کہ روایت مین وارد ہے کہ جب مہینہ محرم کا آئے تو چاہیے کہ محبانِ اہلبیت مصیبت
شہدا کو تازہ کرین اور تعزیہ داری اولاد رسالت پناہ مین مشغول رہین اور آتش حسرت سے دلونکو بریان اور جگر کو سوزان کرین
ع زاندوہ این ماتم جان گسل + روان گرد از دیدہا خونِ دل - اور اخبار مقتل شہدا کو کہ کتابون مین مسطور ہے تکرار
اور آب دیدہ سے غبار ملال کو صفحۂ سینہ سے زدودہ کرین انتہی - پس اِس سے ثابت ہوا کہ ذکرِ حال جناب امام حسین علیہ السلام
ہمیشہ سے معمول اکثر اہل اسلام کا رہا ہی اور یہ امر ثواب عظیم کا باعث ہی خصوص عشرہ محرم الحرام مین کہ یہ دن وہ دن ہین کہ جنکی
بزرگی خداوند ذوالجلال نے قرآن مین فرمائی ہی چنانچہ فرماتا ہی والفجر ولیالٍ عشر یعنی قسم ہی فجر کی اور دس راتون کی پس مراد لیال
عشر سے دس راتین ماہ محرم کی ہین اور مفسرون نے بھی لکھا ہی کہ خداے تعالے نے فرمایا ہی کہ قسم کھاتا ہون مین دس
رات کی کہ آدمی تمام سال کو انتظار مین دس رات کی بسر کرتے ہین اور کاروبار کو اون کے آنے پر موقوف رکھتے ہین اور ابتدا
اونکی شب اول سے ہے اور انتہا اونکی شب دہم پر ہے اور حدیث مین وارد ہی کہ کوئی دن اندنون کی برابر مرتبہ مین نہین ہے
کہ عمل صالح اِن دنون مین بہتر اور افضل اور دنونسے ہوتے ہین کیونکہ یہ ایام کربت اور غربت شہدا کے ہین اور ثواب بے حساب
عوض اُس صبر و رنج کے جو راہِ خدا مین اٹھایا ہی اِن دس راتون مین اُنکی روحون پر نازل ہوتا ہی انتہی اور شاہ عبد العزیز دہلوی
نے بھی اِس آیۃ کی تفسیر مین ایسا ہی کچھ لکھا ہی اب ہم کہتے ہین کہ اِس مین شک نہین کہ ذکر احوال اخیار و نکو کار جملۂ اعمال صالحہ
سے ہی چنانچہ حدیث مین وارد ہی کہ ینزل الرحمۃ عند ذکر الاخیار یعنی نازل ہوتی ہی رحمت وقت ذکر کرنے احوال نیک
بختون کے اور ایسی ہی اُن کے حالات کو سُنکر رونا اور گریہ و بکا کرنا بموجب حدیث نبوی فی البکاء اثر الرحمۃ
یعنی بکا مین اثر رحمت خداوند عالم ہی پس ایام محرم مین ذکر کرنا حال شہادت حسنینؑ اور اہلبیت حسینؑ کا اور اُن کے مصائب
کہ جو معاویہ غاویہ اور یزید پلید اور اُن کے مقتدا اور توابعین ضالین کے ہاتھونسے گذرے کہ آجتک کسی فرد بشر

پر نہین گزرے اور آیندہ کو بھی نہین گزرین گے رونا اور رولانا اور نوحہ اور شیون کرنا بہ نسبت اور دنون کے زیادہ
فضیلت رکھتا ہی علاوہ برین خدائے تعالےٰ بھی فرماتا ہے واما بنعمت ربک فحدث یعنی نعمت پروردگار
اپنے کا پس ذکر کر اسمین شک نہین کہ ذکر مصیبت جناب امام حسینؑ ایک نعمت عظمےٰ اور آلاء کبرےٰ سے ہی اسواسطے
کہ اس ذکر پر آدمی کو رونا آتا ہے اور رونے پر بموجب حدیث نبوی من بکیٰ علی الحسین او ابکی او تباکیٰ وجبت له الجنة
کے بہشت واجب ہوتا ہی پس اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ جس پر بہشت واجب ہوتا ہی دیکھو نصر اللہ خان نے
وہ مخزن مین لکھا ہے کہ رونا اور غمگین ہونا اوپر شہادت اہلبیتؑ کے موجب ثواب اور ترقی درجات کا اور باعث کفارہ
سیّات کا ہی اور علامت رحمت اور دلیل شفقت کی ہی اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مسلمان کے گناہ بسبب اندوہ
اور غم کے جو اُسکو لاحق ہوتا ہی بخشے جاتے ہین پس چونکہ غم اہلبیتؑ کا سب غمون سے زیادہ تر وسیلہ واسطے کفارہ سیّات کی اور
حصول ثواب و نجات کی ہی لہذا ثابت ہوا کہ ذکر مصائب امام حسینؑ مستحب ہے اور مقدمہ مستحب کا بھی مستحب ہوتا ہی دلیل اس ذکر کی
مقدمہ ہونے پر واسطے گریہ مستحب کی یہ ہی کہ یہ وہ مصیبت ہی کہ جو شخص اسکو بدل سُنے گا تو بیشک اُسکو اندوہ و غم عارض
ہوگا اور گریہ و بکا طاری بلکہ ہم کہتے ہین کہ ذکر خود بھی فی نفسہ مستحب ہے جیسا کہ نصر اللہ خان مذکور حنفی المذہب نے اپنے
وہ مخزن مین لکھا ہی کہ ذکر حال آل عبا اور اولاد مصطفےٰ افضل عبادت اور موجب سعادت ہی کہ اسمین فرمان حضرت باری
کا ہی کہ خداے تعالےٰ قرآن مین فرماتا ہے کہ اما بنعمة ربک فحدث نعمت کا ذکر کرنا اور اُسکی خوبی کا شکر کرنا ہی اور وجود
جناب مصطفےٰ اور ظہور اولاد سید ابرار رحمت شامل اور نعمت کامل ہے پس اس نعمت عظمےٰ و عطیہ کبرےٰ کی مناقب
اور فضائل کا ذکر کرنا گویا شکر بجالانا ہی اور دوسری یہ کہ سُننا ان بزرگون کے اخبار کا اور دریافت کرنا اُن حضرات کے
آثار کا تاثیر عظیم رکھتا ہی بیچ زائل کرنے زنگ عصیان کے آئینہ دل و جان سے اور بیچ حاصل کرنے نور ایمان کے اور روشنی
عرفان کی اور مقربان درگاہ ذی الجلال کے عبادت اور زہد اور ریاضت اور استقامت اور ہمت اور صبر اور شکر کا
معلوم کرنا موجب توفیق و ہدایت اور سبب رغبت اور ہمت کا ہوتا ہے انتہےٰ قول فی الواقع جبکہ حال جناب امام حسینؑ سُنا
جاتا ہی یا دیکھا جاتا ہی تو معلوم ہوتا ہی کہ اُس جناب کا کسقدر زہد اور عبادت اور صبر اور شکر اور ہمت تھی کہ زیر خنجر بھی باوجود
بھوک اور پیاس کے یاد خدا رہی اور تیر و شمشیر و سنان مین تسلیم و رضا اور اسقدر شکر تھا کہ جب کوئی زخم بدن پر لگتا تھا تو شکر
کرتے تھے اور صبر و ہمت کا یہ حال تھا کہ چھ مہینے تک کا بچہ اپنا راہِ خدا مین دیدیا اور جوان فرزند ہمشکل نبی کو اس راہ مین فدا
کیا اور استقلال اور استقامت اور ثبات قدم ایسا تھا کہ راہِ خدا مین قدم آگے بڑھا کر پھر پیچھے کو نہ ہٹایا پس جو شخص کہ
یہ اوصاف اُس جناب کے دیکھے یا سُنے گا تو لاریب و بلاشک رغبت اُسکے ان امورات کیطرف متیسر ہوگی پس اس غم مین
کمال تاثیر ہے اور کیونکر تاثیر نہو کہ یہ اُس شخص کا غم ہے کہ جس پر کوئی رونے والا باقی نہ تھا چنانچہ جناب امام حسینؑ
خود فرماتے ہین کہ انا قتیل العبرة ما ذکرت عند مومن الا بکی واغتم قلبه لمصابی یعنی مین کشتہ گریہ و زاری ہون نہ

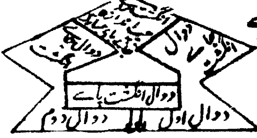
لیا جائیگا نام میرا آگے کسی مومن کی مگر یہ کہ بے اختیار وہ رونے لگے اور مغموم ہو میری مصیبت پر واقعی ایسی ہی مصیبت اُس جناب کی ہے کہ پتھر جسکو سُنکر پانی ہوجائے مگر یہ مانعین پتھر سے بھی سخت تر ہین کہ بسبب قساوت قلبی کے اُنکا دل نہین پگلتا الحاصل جبکہ خود امام مظلوم یہ فرمائین تو پھر ذکر اس مصیبت کا کیونکر جائز نہو چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جب جناب زکریا نام پنجتن کا لیتے تھے تو چار نام کے لینے سے ایک فرحت اور سرور انکو حاصل ہوتا تھا اور کمال خوش ہوتے تھے اور جب نام نامی ابا عبد اللہ الحسینؑ کا زبان حق ترجمان پر لاتے تھے تو نہایت حزن و ملال طاری ہوتا تھا اور بے ساختہ اُن کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے تھے جب اُس جناب نے متعجب ہوکر باعث اس امر کا خداوند جلیل سے پوچھا تو خداوند عالم نے سارا قصہ کربلا کا اُنسے ارشاد فرمایا وہ جناب سُنکر بہت روئے اور یزید پر لعنت کی پس ان روایتوں سے بھی ہمارا وہ مطلب جو ہمنے اوپر بیان کیا کہ یہ وہ غم ہے کہ اسکو جو سُنے تو وہ رونے لگے ثابت ہوا اور بھی سیر کبیر مین امام رضا بخاری سُنّی کا حال لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ اے عزیز خاک کربلا کی وہ خاک ہے کہ جس مین تخم شہادت کا بویا ہے پس جو کوئی کہ مصیبت پر امام حسینؑ کے اشک غم نی چشم ہاے حق مین اندوہ آگین سے جاری کریگا بہشت عنبر سرشت اُسکے واسطے ضرور ہوگا محبان اہلبیت کو چاہیے کہ جب محرم کا چاند دیکھین تو مصیبت کو اُس امام کی تازہ کرین اور دس دن تک مصائب اُس جناب کی سُنکر گریہ و بکا مین مصروف ہین اور تعزیت اولاد حضرت رسالت پناہ کی برپا رکھین اور ہر سال اس امر کو اپنے اوپر لازم اور واجب گردانین اور ملا حسین کاشفی نے روضۃ الشہدا مین یہ حال بعینہ رضا بخاری مذکور کا لکھا ہے اور سیر کبیر مین امام زاہد کا حال اسیطرح پر لکھا ہے کہ محرم مین بروز عاشورا امام مظلوم کی عزاداری کرتا تھا اور اورونکو بھی رغبت دلاتا تھا اور سبب ثواب اُسکا بیان کرتا تھا اور خوشخبری دخول بہشت اور دخول جنت کی سناتا تھا اور شیخ عبد الحق دہلوی نے اخبار الاخیار مین لکھا ہے کہ فاضل شیخ احمد شیبانی خاندان نبوت سے نہایت دوستی رکھتا تھا اور اپنے پیر کی وضع اور طریق پر دس دن تک محرم مین اور بارہ دن تک ربیع الاول مین کپڑے نئے سفید دھوئے ہوئے نہ پہنتا تھا اور خاک پر سوتا اور قبور سادات پر جلبہ کشی کرنا معمول اپنا رکھتا تھا اور جناب سید الشہدا اور اہلبیت کے نام پر کھانا کھلاتا تھا اور کوزے نفیس شربت کی اپنے سر پر رکھکر سادات کے گھر لیجاتا تھا اور انکو اور یتیمونکو اور فقیرونکو پلاتا تھا اور حال امام حسینؑ کا اسطرح بیان کرتا اور ایسا روتا کہ گویا واقع کربلا اُسکے سامنے ہوا ہے اور جب عورتونکی رونے اور پیٹنے کی آواز سنتا تھا تو آپ بھی آنکھوں سے خون برساتا تھا اور بھی کتاب جواہر العقدین کی قسم ثانی ذکر چہاردہم مین لکھا ہے کہ ابن جوزی کی بیٹی نے نقل کی ہے کہ ایکبار ابن البہادیہ شاعر کربلا پر وارد ہوا قبر جناب امام حسینؑ دیکھکر اور مصیبت اُس جناب کی خیال کرکر بہت رویا اور فی البدیہ چند شعر اُس جناب کے مرثیہ مین کہے اور اُن شعرون مین اپنے شریک ہونے کا افسوس کیا اتفاقاً اُسی حال مین سو گیا جناب رسالت مآب کو خواب مین دیکھا کہ حضرت فرماتے ہین کہ اے شخص شاد و خوش ہو کہ خداوند عالم نے عوض اس مرثیہ کے تیرے نام کو اُن لوگون کے زُمرہ مین داخل کیا کہ جو کربلا مین امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے ہین

اور وہ شعر یہ ہین ؎ احسین للمبعوث جدک بالھدی ٭ ممایکون الحق عنہ بسائل ؎ یعنی اے حسین آپکے نانا واسطے ہدایت اُن لوگون کے کہ خدای تعالیٰ بروز قیامت اُنسے سوال کریگا مبعوث ہوئے لوکنت شاھدا بکربلا لبذلت فی ؎ تنفیس کربک جھد بذل الباذل یعنی اگر مین بھی کربلا مین بروز معرکہ آپکی ساتھ ہوتا تو بلا شبہ اپنی جان آپ پر تصدق کرتا اور اشرار فجار کو سبعیٔ باز و دفع کرتا ؎ سقیف حد السیف من اعدائکم ٭ عللا وخل السمہرے الذابل ؎ اور بجھاتا مین آب دم شمشیر اعدا تمہاری سے پیاس کو اور آب سنان نیزہ دامن دراز اُسکی ہی ۔ لکننی اخرت عنک لشقوتی ٭ فبکای بین الغری وبابل ؎ لیکن مین اپنی بدقسمتی سے محروم اور پیچھے رہا تجھسے پس رونا میرا درمیان نجف اشرف در بابل کے ہی ھنی حرمت النصر من اعدائکم ٭ فاقل من حزن ودمع سائل ؎ یعنی اے حسین آپ قصور میرا معاف فرمائین کہ مین آپ کی یاری و مدد سے محروم رہا پس بہت کم ہی حزن اور رونا میرا پس ان ابیات سے کہ فضلائے معتمدین فرقہ اہل تسنن نے ذکر کئے ہین ثواب اس ذکر کا متحقق ہوا اور علی ہذا ابنا بر مذہب فرقہ محقہ اثنا عشریہ کے بھی ثواب اس ذکر کا اتفاقی ہے کہ ائمہ ہدیٰ سے ثواب مین اس ذکر کے احادیث اس کثرت سے مذکور ہین کہ جو حد و احصا مین نہین آسکتین از انجملہ جناب امام ہمام محمد باقر سے منقول ہے کہ ایما مومن دزقت عیناہ علی مصاب جدی الحسین حتی تسیل علی خدہ بواہ اللہ فی الجنۃ غرفا تسکنھا احقابا یعنی جو مومن مصیبت سید الشہدا پر چشم پر آب ہو اور ایک قطرہ بھی روان ہو رخسارون پر اُسکے ثواب اُسکا یہ ہی کہ خدا تعالیٰ اُسے بہشت مین جگہ دیگا کہ وہ اُس مین ہمیشہ رہیگا اور بھی حدیث مین وارد ہی کہ جب جناب رسول خدا نے سیدۃ النسا فخر مریم و آسیا بہترین زنان عالم فاطمۃ زہرا علیہا التحیۃ والثنا کو شہادت امام حسین کی خبر دی اور اُس معصومہ نے پوچھا کہ یہ حادثہ کس زمانہ مین ہوگا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اُس زمانہ مین ہوگا کہ جب ہم اہلبیت مین سے کوئی نہوگا پس یہ سنکر وہ معصومہ بہت روئین اور پوچھا کہ جب ہم سے کوئی نہوگا تو پھر میرے حسین پر کون رویگا اور کون تعزیہ داری اُسکی کریگا حضرت نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ میری اُمت مین ایک قوم کو پیدا کریگا کہ مرد اُن کے روئین گے میری اہلبیت کے مردونپر اور عورتین اونکی روئین گی میری اہلبیت کی عورتونپر اور ہر سال سامان عزا تیرے حسین کا تازہ کرتے رہی گی ایک قوم بعد دوسرے قوم کے دوستون تیرے سے پس قیامت مین مین اُن کے مردون کی شفاعت کرونگا اور تو انکی عورتونکی شفاعت کرنا اور اے نور دیدہ قیامت کے دن سب کی آنکھین خوف خدا سے روتی ہونگی مگر آنکھ اُس شخص کی کہ جو رویا ہوگا مصیبت پر میرے حسین کی پس وہ آنکھ اُس روز ہنستی ہوگی اور خوشخبری دیجائیگی ساتھ نعمات جنت کی اور بھی اوپر طریقہ اہلبیت کے مروی ہی کہ ایک شخص نے جناب امام زین العابدین کو اپنے فرزند کی شادی مین شریک ہونیکی تکلیف دی آپنے فرمایا کہ بعد معرکہ کربلا اور شہادت اقربا کی ایسی مجلس مین جانے سے عہد کیا ہی مگر ہان اگر تو مجلس ماتم میرے پدر عالیقدر کے منعقد کرے تو البتہ مین اُسمین شریک ہوسکتا ہون پس اُس شخص نے حسب الارشاد اپنی گھر مین مجلس ماتم برپا کی اور وہ جناب بھی بصورت مصیبت زدون کے چاک گریبان گریہ کنان اُس مجلس مین تشریف لائے اور واقعہ خوان نے منبر پر جاکر واقعہ کربلا شروع کیا اور مصائب جناب امام

حسینؑ بیان کرنے لگا اہل مجلس کو اُن مصائب کے سُننے سے اسقدر رقت طاری ہوئی اور جوش گریہ ہوا کہ سب بے ہوش ہوگئے جب
صاحب خانہ کو ہوش آیا تو امام کو اپنی جگہہ پر نہ دیکھا متحیر ہوکر ہر طرف دیکھنے لگا آخر کو دیکھا کہ وہ جناب قریب دروازہ کے زمین پر کھڑے
ہین اور رو رہے ہین صاحب خانہ نے عرض کی کہ فدا ہون آپ پر سے ماں باپ میرے کیا باعث ہے کہ حضرت یہان آنکر کھڑے ہوئے
ہین اُس جناب نے ارشاد کیا کہ اے شخص ارواح طیبہ انبیا اور اوصیا اور ملائکہ مقربین اِس مجلس مین اسقدر آنکر جمع ہوئے ہین
کہ جگہہ مجلس مین کھڑے رہنے کی نہین رہی ہے اسواسطے مین یہان آنکر کھڑا ہوا ہون اصحابان نصفت شعار عدالت آثار
خیال فرمائین کہ اس مجلس اور اس ذکر کی کسقدر توقیر اور فضیلت اور عظمت ہے کہ جس مجلس مین اس ذکر کے سُننے کو ارواح انبیا
کی اور فرشتے تشریف لاتے ہین پس اِن احادیث اور روایات سے استحباب اس ذکر کا اور مسنونیت اس مجلس کی ثابت ہوئی
بلکہ جواز تعزیہ یعنی نقل ضریح مقدس اور علم شدّے مجلس خانون مین رکھنا بھی متحقق ہوا اوّل تو اسواسطے کہ سند اسکی کتب فریقین
مین موجود ہے سوا اسکے فرقہ شیعہ تو اسکو بناتا ہی ہے مگر اکثر اشخاص فرقہ اہلسنت بھی اُسکو بناتے ہین پس بموجب حدیث اہل سنت
لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ کے بنانا تعزیہ کا جائز ہوا دوسرے یہ کہ طرفین مین یہ قاعدہ اصول فقہ کا مسلم الثبوت
ہے کہ مقدمہ مباح کا بھی مباح ہوتا ہے یعنی جو چیز کہ سبب پڑے طاعت اور عبادت کی اور موجب ہو امر خیر اور نیک
کی تو وہ بھی طاعت اور عبادت ہے پس بموجب اس قاعدہ مقررہ طرفین کے بنانا تعزیہ کا کہ وہ بھی مقدمہ گریہ مستحب کا ہے
شعائر اللہ مین داخل ہوگا اور امورات مسنونہ مین شمار کیا جائیگا اور اسی جگہہ سے ثابت ہوا کہ اہانت اور استخفاف اور
بی ادبی ایسی چیزون کی درحقیقت اہانت شعائر اللہ کی ہے کہ جو مستلزم ہے کفر اور ارتداد اون کے اہانت کرنیوالے کی اور
تعظیم اور تکریم اِن چیزون کی بفحوائے آیہ ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب باعث طہارت اور
تقوی قلوب ہے یعنی فرماتا ہے خدائے تعالے کہ جو شخص تعظیم کرے شعائر اللہ کی پس وہ تعظیم موجب طہارت قلب ہے اور مراد
شعائر اللہ سے وہ چیزین ہین کہ جو واسطہ اور ذریعہ ہین عبادت معبود برحق کی جیسا کہ جوہری نے صحاح مین اُسکی تصریح کی ہے
اور کہا ہے کہ الشعائر اعمال الحج وکلما جعل علما لطاعۃ اللہ یعنی شعائر اعمال حج ہین اور جو چیزین
کہ گردانی جاوین علامت واسطے طاعت خدا کے اور صاحب مدارک نے تفسیر آیہ ومن یعظم حرمات اللہ مین لکھا ہے
کہ الحرمۃ ما لا یحل ہتکہ یعنی حرمت اُس چیز کو کہتے ہین کہ جسکی ہتک حلال نہو اور ظاہر ہے کہ ہتک اُن چیزون کی حلال نہین
ہے اسواسطے کہ ہتک اور ذلت اور بے ادبی اُن چیزون کی درحقیقت ذلت اور بی ادبی اس شخص کی ہے کہ جسکی طرف
یہ چیزین منسوب ہین پس اُن کی ہتک حرمت اور نہ تعظیم کرنا اِن اشیاء متبرکہ معظمہ کا فی نفس الامر ذلت دینا اور بے ادبی
کرنا رسول خدا کا اور اون کی نواسہ شہید کربلا کا ہے اور یہ امر سب مذہب مین حرام ہے پس بے ادبی تعزیہ کی ساتھ بھی حرام ہے
خود محدث دہلوی مولوی شاہ عبد العزیز باوجود اس تعصب اور عناد کے کہ اُن کے تحفہ سے حروریت اور عناد صاف ٹپکتا ہے تحفہ
کے باب مطاعن کے دوسرے طعن مین لکھتے ہین کہ جو کوئی عاشورہ کی دن خوشی کرے اور امام حسینؑ کی اہانت اور خاندان

کی حقارت کرے ایسے شخص کو مرتد جانین تو بہتر ہے اب جو شخص کہ تعزیہ داریکو منع کرتے ہین اور خوشی کرنیکا فتوے دیتے ہین اور محرم
مین اسقدر خوش ہوتے ہین کہ گویا روز عید ہی اُنکو چاہیئے کہ وہ اِس قول پر عمل کرین اور بھی حکیم سلامت علی خان معروف بہ مولوی
سلامت علی نے کہ اکابر اہلسنت سے ہی ایک کتاب ابطال مذہب امامیہ مین بہت شد و مد سے لکھی ہی اُس کتاب مین لکھا ہی کہ اِس مین
ہرگز شک نہین کہ امام باڑہ اور نقل تربت شریف بعد تیار ہونے کی لائق تعظیم کی ہین اور بالضرورت ادب اُنکا شایان ایمان ہے
انتہے - دوسری یہ کہ یہ بھی اصول فقہ کا مسئلہ ہی کہ ہر شے مین اصل اباحت ہی اور عدم تحریم یعنی جبتک کہ شارع کی جانب سے اُسکی حرمت
پر حکم صادر نہوا ہو اور بعد کو بھی یہ ثابت نہو جائے کہ شارع نے اِس چیز کو حرام کیا تب تک وہ شے مباح ہی اور کرنا اُسکا درست ہے
اور یہ بھی قاعدہ اصول کا ہی کہ اصل برارت ذمہ کی ہے مشغولیت سے یعنی جبتک کہ شارع کی جانب سے تکلیف اُس شی کی ثابت نہو
تب تک مکلف اُس سے بری الذمہ ہی پس اِن دونون قاعدہ نیز اباحت تعزیہ کی اور برارت ذمہ تعزیہ دار کی متفرع ہی اسواسطے
کہ کہین کسی جگہہ قرآن مین یا حدیث نبی انس و جان مین ممانعت تعزیہ بنانے کی نہین آئی پس اہلسنت کے نزدیک بھی بنانا تعزیہ
کا مباح اور جائز ہوگا اور معاضد ہمارے اِس قول کا مذہب شیعی کا ہی کہ وہ بھی ایک عالم ہی علمائے اہلسنت سے اور نہایت معتبر اِس فرقہ
کا ہی وہ کہتا ہی کہ جو چیز ہے یا وہ واجب ہے یا حرام اور جواز بنانے تعزیہ کا قواعد اصول فقہ اور کتب احادیث اور اقوال اور افعال علما کی
ثابت ہی تو عدم حرمت اُسکی یقینی متیقن ہوگی بلکہ کسی کے نزدیک واجب ہوگی تیسرے یہ کہ دلائل المعجزات اور دلائل الخیرات
مین نقشہ روضہ مطہرہ جناب رسول مقبول اور قبر آنحضرت اور قبور شیخین کا کھینچا ہوا ہی اور سرنامہ پر اُسکے یہ عبارت لکھی ہوئی ہی کہ
هذا قبة الروضة المبارکة التی دفن فیها رسول الله وصاحباه یعنی یہ نقشہ قبہ روضہ مبارک کا ہی کہ جس مین رسول خدا
اور دونو یار اُنکے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مدفون ہین اور صورت اُسکی یہ ہے قبر رسول قبر ابوبکر قبر عمر چوتھے یہ کہ جناب رسول خدا
نے ایک شخص کو جس نے چومنی چوکھٹ بہشت اور حور عین کی قسم کھائی تھی اُس کو واسطے برارت ذمہ کے قسم سے اجازت دی
کہ مان اور باپ کی قبرون کے نشان بنا اور اُنکو چوم چنانچہ یہ قصہ مفصلاً مطالب المومنین اور فتاواے عالمگیری اور خزانة الروایات
مین کہ صحاح اہلسنت سے ہین لکھا ہی اور احقر العباد نے وسیلة الزائرین مین مفصلاً اسکو نقل کیا ہی پانچوین یہ کہ کتاب درر و غرر
مین کہ معتبرین کتب اہلسنت سے ہی لکھا ہی کہ حقوق مرشد کے مرید پر خارج از حد احصا ہین اور صاحبان عرفان کے نزدیک
چار ہادی ہین ایک کتاب الہی کہ جس مین احکام اور محاسن میان اسلام ہی دوسرا ہادی احادیث نبی خیر الانام ہی کہ مفسر
احکامات کتاب الہی ہی تیسرا ہادی علمائے دین ہین کہ رموز دانان احکام الہی اور نکتہ سنجان احادیث رسالت پناہی
ہین چوتھا ہادی مرشد ہی کہ جو ہادی ہی طریقہ باطنی کا اور مرشد ہی راہ طریقت کا کہ یہ راہ جزو شریعت ہی پھر صاحب درر نے
حال شیخ عبد اللہ بلخی کا بعد اِس تمہید کے لکھا ہی کہ اپنے مرشد شاہ احمد بخاری سے اسقدر اعتقاد اور خلوص ارادت رکھتا تھا کہ
ہر سال بلخ سے اون کی زیارت کو بخارا مین جاتا تھا اور جب وہ مرگیا تو عبد اللہ نے ایک پارچہ حریر پر اپنے پیر کی تصویر کھنچوالی
اور سارا نقشہ اُس مکان کا کہ جس مین وہ بیٹھتا تہا اور نقشہ اُسکے مقبرہ کا اور مسجد کا اُس پارچہ پر نقش کرایا اور ہر روز اُس کی

زیارت کیا کرنا تھا چھٹے یہ کہ مولوی جامی نے رسالہ فتوح الحرمین مین نقشہ اور صورت مکہ منورہ اور مدینہ طیبہ اور کوہ ابو القیس اور روضہ بقیع اور کوہ صفا اور مروہ کی لکھی ہی اور مولوی شاہ عبد الحق دہلوی محدث نے بھی کتاب ما ثبت بالسنہ مین تصویر قبر جناب رسول الثقلین مع تصاویر قبور شیخین کھنچوائی ہی ساتوین یہ کہ صاحب روضۃ الاحباب رضی کی فصل چھٹی باب سوم مین نقشہ نعلین جناب رسول خدا کا لکھا ہی اور حال اُسکی برکت اور بزرگی کا بہت کچھ بیان کیا ہی وہ لکھتا ہی کہ نعلین آپ کی پوست گاو کے تھی کہ تمثال اور صورت اُسکی نزدیک اِس فقیر کے کاغذ کی کتری ہوئی اِس شکل پر تھی اور تعریف مین اُس نقشہ



نعلین کے لکھا ہے کہ اے طالب نقشۂ نعلین رسولخدا تو نی آسمان پر راہ پائی ہی اب جو شخص سید مصر کی دوستی سچی رکھتا ہے اس جوتے کے نقشہ کو سر پر رکھے اور عاجزی کرے اور اُسکا معتقد ہووے اور پھر کتین اُسکی لکھی ہین الغرض جبکہ علمائے معتمدین نے نقول مقابر اور ضرایح اور کوہ اور نعلین کی لکھی تو پھر نقل ضریح جناب امام حسینؑ کیونکہ درست نہوگی کہ یہ نقل قبر نواسۂ رسول مقبول کی ہی حیف ہے ہوا النعین اِس نقل پر کہ لوگ مادہ جو حدیث دانی اور علمیت کے ازراہ اعتقاد اپنے پیرون کی قبور اور جبال اور مساجد اور مقابر اور نعلین رسولخدا کی تصویرین اور نقشے کتابون مین اپنی لکھ جائین بلکہ اورونکو ہدایت کر جائین اور رسولخدا کی بھی اجازت واسطے بنانے نقل قبر کے ہو اور یہ فضلہ خوران یزید جگر گوشہ رسول کی نقل ضریح کو منع کرین اور بت ٹھہرائین اور طرفہ یہ ہی کہ بموجب قول شاعر کے ؎ نازم کہ از رقیبان دامن کشان گزشتی + گو خاک راہ ماہم برباد رفتہ باشد + دشمنی اور عداوت اہلبیتؑ نے دیدۂ باطن کو اِن کوردون کی ایسا نابینا اور بے بصیرت کیا ہی کہ اپنے علماء کو بھی انہون نے بت پرست ٹھہرایا ہے اسواسطے کہ جیسی تصویر کسی شی کی کاغذ پر کھینچنا ہے ویسی ہی کاغذ کی کترنا یا کاغذ کی بنانا ہی اگر یہ بت پرستی ہی تو بلا ریب وہ بھی بت پرستی ہی اور جو وہ درست ہی تو یہ بھی درست ہی و الا صاف دشمنی امام حسینؑ کے ساتھ اُن کی ثابت ہوگی علاوہ ازین بت نام اُس شی کا ہی کہ جو صورت بنی ہوئی ہو ذی روح کی اور تعزیہ فقط نقل مکان روضہ اور نقل قبر جناب امام حسینؑ ہی کہ واسطے گریہ مستحب کے بناکر روبرو اپنی رکھتے مین نہ اسکو خدا جانتے ہین نہ اُسکی پرستش کرتے ہین مگر چونکہ وہ منسوب ہے امام حسینؑ کیطرف تو البتہ اُسکی اہانت اور خفت اور ذلت کو ہم سبب کفر کا سمجھتے ہین غرض کہ تصویر ذی روح کی بنانا حرام ہی اور غیر ذی روح کی نقل بنانا حرام نہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ اِس فرقہ کو چاہیے کہ بنانے تصویر ذی روح کو بھی حرام نہ کہین اور اُسکو جایز اور حلال جانین ورنہ عائشہ صدیقہ اہل تسنن بت پرست ہوجائینگی اسواسطے کہ وہ گڑیان بناکر کہ جو تصاویر ذی روح کی تھین اُنسے کھیلا کرتی تھین چنانچہ کتب صحیحہ اس فرقہ مین لکھا ہی کہ عائشہ نے کہا کہ جناب رسولخدا نے جنگ تبوک سے مراجعت فرمائی اور میرے گھر مین تشریف لائی تو ایک جگہ پر میری کھیلنے کی گڑیان رکھی ہوئی تھین اور اُن کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا اتفاقاً وہ پردہ ہوا سے اوڑا اور جناب رسول خدا کی نظر اُن گڑیون پر پڑی حضرت نے دیکھکر مجھسے پوچھا کہ اے عائشہ یہ کیا ہین مین نے عرض کی یہ گڑیان ہین کہ مین انسے کھیلا کرتی ہون اُن گڑیون مین ایک گھوڑا بھی تھا کہ اُسپر دو پر لگے ہوئے تھے حضرت نے اُسے دیکھکر ازراہ تعجب کے پوچھا کہ یہ کسکی نقل ہی مین نے عرض کی یہ گھوڑے کی تصویر ہی آپ نے سُنکر فرمایا کہ گھوڑے کو پر دن سے کیا نسبت مین نے

عرض کی شاید آپنے نہین سُنا کہ حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے یہ سُنکر حضرت تبسم ہوئے اور جامع الاصول مین عائشہ سے
منقول ہے کہ اُسنے کہا کہ مین ہمجولیونکی ساتھ گڑیونسے کھیلا کرتی تھی اور جب جناب رسولخدا تشریف لاتے تو ہمجولیان میری حضرتکو دیکھکر
بسبب خوف کے چھپ جاتین اُسوقت وہ جناب اُنسے اشارہ کرتے میرے ساتھ کھیلنے کا پھر وہ میری ساتھ کھیلنے لگتین فضل ابن
روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل مین بطور تاویل کی اس حدیث کو لکھا ہے کہ کھیلنا عائشہ کا گڑیونسے تو صحیح ہے مگر وہ
گھوڑون کی تصویرین تھین۔ اور تصویرین گھوڑون کی بنانا حرام نہین ہے بلکہ انسانکی تصویر بنانا حرام ہے اور بعض نے
کہا ہے کہ انسان جن حیوانات اور ملائکہ کی عبادت اور پرستش کرتے ہین اون کی تصویرین بنانا حرام ہے فاضل مذکور
نے ہر چند اپنے مذہب پر سے اعتراض اوٹھانا چاہا لیکن اُٹھ نہ سکا اسواسطے کہ معتبر ابن بحر الرائق شرح کنز الدقائق اور صحیح مسلم
اور صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح اہل نحلہ مین لکھا ہے کہ تصویر ممنوع وہ ہے کہ جو مشابہ مخلوق خدا کے بنائی جائے پس اس سے حرمت
عام تصویر ذی روح کی ثابت ہوتی ہے اور تاویل صاحب ابطال الباطل کی باطل اور یہ تاویل اسطرح سے بھی باطل ہوتی ہے کہ اُس نے
جو کہا کہ انسان کی تصویر بنانا حرام ہے موافق قول اسکے بزرگون کے یہ بھی غلط ہے اسواسطے کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح
مشکوٰۃ مین ایک حدیث اپنے بزرگان دین سے نقل کی ہے کہ اُس سے بنانا تصاویر انسانات کا بھی جائز معلوم ہوتا ہے یعنی عائشہ
سے روایت ہے کہ ان جاء جبرئیل بصورتی فی خرقۃ حریر خضراء الی رسول اللہ فقال ھذہ زوجتک
فی الدنیا والاخرۃ یعنی جبرئیل میری تصویر لیکر ایک پارچہ ریشمی سبز رنگ پر پاس رسول خدا کے آئے اور کہا کہ یہ بی بی
تمہاری ہے دنیا اور آخرت مین روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے اب اصحابان عدالت و انصاف گزین ان روایات مین
غور و تامل فرماوین کہ یہ طائفہ کسبیہ بخاطر عائشہ صدیقہ اپنی کے خاص خانہ رسول مقبول مین بت پرستی ثابت کرین اور پھر
اُسکے جواز مین تاویلات رکیکہ و اہیہ دور از کار پیدا کرین اور حدیثین اُسکی حلت کی بنائین حرام کو حلال کرین اور کہین
کہ گڑیان کھیلنی کی جناب رسولخدا کیطرف سے رخصت اور اجازت ہے چنانچہ عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ مین اور شارح
مشارق الانوار نے شرح مذکور مین لکھا ہے کہ گڑیون کی کھیلنے مین رخصت ہے اور بسبب عداوت جناب امام حسینؑ کے اونکی نقل
ضریح کو کہ جو شکل غیر ذی روح کی ہے اور کل فریق مین جائز ہے اُسکو حرام کہین اور بت پرستی ٹھہرائین نقشہ نعلین رسول مقبول
کو کہین کہ سر پر رکھو اور اُسکی تعظیم و تکریم کرو اور نقشہ قبر فرزند رسول کو کہین کہ اسکو پاؤن سے روندو اور توڑکر جلا دو
اور تصویر قبور شیخین کو کہین کہ اسکی تکریم اور توقیر کرو اور اُسکی اہانت اور خفت کرنیوالے کو کافر جانین اور تصویر روضہ
منورہ جگر گوشہ علیؑ و بتولؑ کی حقارت اور توہین کو جائز رکھین اور اُسکی اہانت کرنیوالے کو مثاب جانین حالانکہ صاحب
مشارق الانوار نے یہ بھی لکھا ہے کہ تصویر بنانی اُس شی کی کہ جو جاندار نہو مثل درخت وغیرہ کے جائز ہے اور اس مین شارع
سے رخصت حاصل ہے پس اسکو ناجائز کرین اور جسکے بنانیکی رخصت نہو بلکہ رسول خدا اُسکے بنانے والے پر لعنت کرین اُسکو
جائز کرین چنانچہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ جناب رسولخدا نے عمر بن الخطاب اور عثمان بن طلحہ کو حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی

دیوار سے سب تصویرونکو کہ جو کفار نے بنا رکھی ہین مٹا دو پس عمر نے سوا تصویر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے
اور سب صورتونکو مٹا دیا جبکہ جناب رسولخدا مع اپنے اصحاب خاص کے خانہ کعبہ مین تشریف لائے اور اُن دونون تصویرونکو
دیکھا تو پوچھا کہ اے عمر تو نے انکو کیون نہ مٹایا اس نے عرض کی کہ یہ صورتین پیغمبرون کی تھین مجھے اِن کے مٹانے سے شرم حیا
آئی حضرت نے یہ سُنکر ارشاد کیا کہ اِن کو بھی مٹا دے اور پھر فرمایا کہ لعنت خدا کی اُس شخص پر اور اُس قوم پر کہ جو تصویر
اور شبیہہ اُس چیز کی بنائے کہ جو پیدا کی ہوئی اُسکی نہو اس روایت سے کئی فائدے حاصل ہوئے - اوّل تو ابطال تاویل
صاحب ابطال الباطل کے کہ اُسنے کہا ہے کہ گھوڑے کی تصویر بنانا جائز ہے دوسرے داخل ہونا تحت لعن رسول خدا عایشہ
صدیقہ ام المومنین کا بنا بر اس روایت کے کہ اُس جناب نے مخلوقات خدا کی تصویر اور شبیہہ بنانے والے پر لعنت کی اور عایشہ
صدیقہ شبیہہ انسان اور حیوان کی بناکر اُنسے کھیلتی تھین اور اس روایت مین تخصیص گڑیون کی کہین نہین ہے کہ جس سے
رخصت سمجھی جائے الحاصل جبکہ اِن کی عایشہ صدیقہ باوجود ممانعت اس شد و مد کے کہ مقید بہ لعنت ہو تصاویر ذی روح
کی بناوین تو شبیہہ بنانا غیر ذی روح کا کہ کسی مذہب اور ملت مین اُسکی ممانعت پایہ ثبوت کو نہین پہنچی کیونکہ بت پرستی
ہو سکتی ہے مگر صداقت اور عداوت اسی کا نام ہے کہ بباعث محبت ام المومنین اور بسبب عداوت اہلبیتؑ کے گڑیونکا کھیلنا
جائز رکھا اور جو شے جائز اور مباح اور مرخص از رسول خدا تھی یعنی تعزیہ امام حسینؑ کا اُسکو ناجائز اور غیر مشروع قرار دیا ؛

فاعتبروا یا اولی الابصار اور چونکہ عادت اس طائفہ کبیسہ کی یہ ہے کہ جب اپنے اعتراض کا دندان شکن جواب
پاتے ہین اور عاجز ہوتے ہین تو وہ پردہ آزرم حیا کو رخ بیحیائی سے اٹھا کر اور طرح سے طریقہ کید و خدع کا اختیار کرتے ہین پس
بنا برین جبکہ انہون نے یہ جواب پایا کہ تصویر غیر ذی روح کی بنانا حرام نہین ہے تو پھر کہنے لگے کہ تعزیہ بنانا بدعت ہے اور ہر بدعت
ضلالت ہے پس جواب اسکا اوّل تو یہ ہے کہ ہم کہتے ہین کہ تعزیہ ساتھ کسی معنی کے معانی بدعت سے بدعت نہین ہو سکتا
اسواسطے کہ اگر مراد بدعت سے وہ بدعت ہے کہ جو برخلاف حکم خدا اور رسول خدا ہو یعنی جس چیز کو رسول خدا نے حلال کیا ہو اسکو
کوئی شخص حرام کرے اور جسکو حرام کیا ہو اُسکو حلال کرے تو پس ناظرین کتب حدیث و تواریخ پر ظاہر ہے کہ تعزیہ بنانا جناب
امام حسینؑ کا کسی حدیث سے کسی وقت مین حرام نتھا کہ جسکو حلال کیا اور ہم اوپر بیان کر آئے ہین کہ بموجب قاعدہ اصول کے
جس چیز کی ممانعت شارع سے ثابت نہو وہ جائز اور مباح ہے اور جبکہ تعزیہ کی ممانعت ثابت نہوئی تو وہ بھی مباح ہوگی
اور شے مباح بدعت نہین ہو سکتی مع ذالک جبکہ ماخذ اسکا حدیث نبوی بھی موجود ہو چنانچہ اوپر حدیث بیان کی گئی
کہ حضرت نے واسطے بنائی نقل قبر کے اجازت دی تھی پھر اسکو بدعت کہنا فرقہ مبتدعین و مرتدین مین داخل ہوتا ہے چنانچہ ابن
فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھتا ہے کہ بدعت اُسے کہتے ہین کہ جو چیز نئی پیدا ہو اور شرع مین اُسکے واسطے ماخذ اور اصل
پائی جائے اور جو چیز ایسی ہو کہ شرع مین اُسکے واسطے اصل موجود ہو کہ اسپر وہ اصل دلالت کرتی ہو اُسکو عرف شرع میں بدعت
نہین کہتے مگر ہان گستاخی معاف معنی بدعت کے بدعات حضرات خلفائے ثلثہ وغیرہ پیشوایان اس فرقہ پر البتہ

آتی ہین کہ انہون نے ہزارون بدعتین دین مین پیدا کین خمس کو بنی ہاشم سے منع کیا حالانکہ رسول خدا ہمیشہ بموجب تعمیل آیہ وافی ہدایہ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول الایہ کے اونکو دیا کرتے تھے آگ لیکر خانہ جناب فاطمہ پر چڑھ آئے اور اوس گھر کو آگ لگادی کہ جو مہبط وحی الہی تھا اور اوسوقت اوس گھر مین جناب امیر اور حسنین اور جناب معصومہ تشریف رکھتے تھے اور بغیر اجازت اوس گھر مین گھس گئے کہ جس مین فرشتے بغیر اجازت جا نسکتے تھے حالانکہ خدای تعالی نے منع کیا ہی کہ بلا اجازت اور بے اذن کسی کے گھر مین نہ جاؤ جناب امیر کو کھینچ کر باہر نکال لائے اور بجبر اون سے بیعت لی حالانکہ حکم خدا اور امر رسول جناب امیر سے بیعت کرنے کیواسطے صادر ہوا تھا تراویح کو بے حکم خدا اور رسول مقرر کیا اور پھر اسی نعم البدعۃ کہا حی علی خیر العمل کو اذان سے نکال ڈالا اور الصلوۃ خیر من النوم کو داخل کیا وضو مین پاون دھونیکا حکم دیا اور مسح کو موقوف کیا حالانکہ حکم خدا واسطے مسح کے ہے اور یہی باعث ہے کہ محی الدین عربی نے حکم دونون چیز کا دیا اور کہا کہ دھونا بھی جائز ہے اور مسح کرنا موزون پر بلا ضرورت تجویز کیا باوجود اسکے کہ اثر اس حکم کا قران سے کہین ثابت نہین ہوتا عول اور تعصیب کو فرائض مین ایجاد کیا حالانکہ وہ باطل ہی جیسا کہ ابن عباس سے منقول ہے کہ یہ مسئلہ بدعت حضرت عمر سے ہے اور باطل ہے پس یہ امور البتہ بدعات حضرات خلفا سے برخلاف حکم خدا اور رسول ہین اور اسی قبیل سے حرام کرنا خلیفہ صاحب کا متعۃ الحج ومتعۃ النسا کو اور کہنا انکا کہ المتعتان کانتا فی عہد رسول اللہ وانا احرمہما یعنی زمانہ رسول خدا مین دونو متعہ حلال تھے اور مین اون دونون کو حرام کرتا ہون پس دیکھو کہ بدعت اسکا نام ہے کہ جس چیز کو خدا اور رسول حلال کرے خلیفہ صاحب اسکو حرام کرین اور کہین کہ انا احرمہما سوا اسکے ہم پوچھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ سنیان جو بلا اجازت بلکہ باوجود ممانعت خدا اور جناب رسول خدا کی کہ خداوند عالم نے فرمایا تھا کہ وقرن فی بیوتکن یعنی تم اپنے گھرون مین بیٹھو اور گھرونسے نہ نکلو اور بھی جناب رسول خدا نے عائشہ صدیقہ سے کہا تھا کہ خوف کیجو تو اے عائشہ اوس روز سے کہ ایک فرقہ باغیہ کے غول مین تو ہو اور سگان نہر حواب تیرے ناقہ پر فریاد کرین گھر سے باہر نکلین اور ابن عم رسول اور خلیفہ وقت سے کہ خود اون کی گردن مین بھی طوق بیعت اوس جناب کا پڑا ہوا تھا لڑنے کو جائز اور درست سمجھین اور بہ بہانہ خون عثمان کہ جسکو خود بھی کفر کی نسبت دیتی تھین اور نعثل کے نام بدنام رکھا تھا کہ وہ ایک یہودی ریش دراز مشابہ بہ حضرت عثمان تھا اور کہتی تھین کہ اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا فانہ قد کفر یعنی قتل کرو نعثل کو قتل کرے اللہ نعثل کو کہ بتحقیق اوسنے کفر کیا جناب امیر سے لڑین اور ہزارہا صحابی کا خون کرادیا جیسا کہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کتب معتبرہ اہل السنن مین ثبت ہے پس بتاؤ کہ یہ کونسی بدعت ہے اور ایسی ہی معاویہ نے جو جناب امیر سے مقابلہ کرکے لاکھون صحابی کا خون کیا یہ کونسی بدعت مین داخل ہے غرض بدعت اسکا نام ہے کہ جو خلاف خدا اور رسول ہو نہ تعزیہ کہ جو موافق حکم خدا اور رسول کے ہوتا ہے پس کیا بے انصافی ہے کہ تعزیہ کے بنانے کو موجب کفر کا جانین اور ایسی باتون کو سبب ارتداد کا نہ سمجھین اور اگر مراد بدعت سے یہ ہے کہ جو کوئی چیز بعد زمانہ نبی کے پیدا ہو تو اون معنی پر تعزیہ کیا بلکہ اکثر چیزین بدعت ہو جاتی ہین توضیح اسکی یہ ہے کہ علمائے اہلسنت نے بدعت کو دو قسم پر منقسم کیا ہے

ایک قبیحہ دوسری حسنہ اوّل کی مذمت کی ہی دوسری کی مدح اور بعض علمائے اہل سنّت نے بدعت حسنہ کو چار قسم پر تقسیم کیا ہی
ایک بدعت واجبہ مانند تعلیم اور تعلم قواعد علم صرف و نحو کہ اس سے کلام خدا اور رسول سمجھا جاتا ہی اور سمجھنا انکا واجب ہے اور مقدمہ
مقدمۂ واجب کا بھی واجب ہے اگرچہ وجوب انکا شارع سے متعلق نہو اور مانند تشریح الفاظ عربیہ کہ جو قرآن و احادیث مین وارد ہین
اور مثل تعلیم اور تعلم اصول فقہ اور سوائے اسکے دوسری بدعت مندوبہ اور وہ وہ ہی کہ جو زمانہ رسول خدا مین نہ تھی مثل تعمیر مدارس
اور کاروان سرائین تیسری بدعت محمودہ مثل انعقاد مجالس بحث و ابحاث قربۃ الی اللہ چوتھی بدعت مباحہ مثل مصافحہ
عقیب صلوٰۃ ظہر اور فراخی عیش و لذات اور بناء خانہ و نکاح وغیرہ چنانچہ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری مین اور عبدالحق دہلوی
نے شرح مشکوۃ مین اسی طرح تصریح کی ہی پس اب ہم کہتے ہین کہ اگر تسلیم کرین کہ تعزیہ امام مظلوم کا باین معنی بدعت ہی تو
لااقل بدعت حسنہ مین داخل ہوگا نہ قبیحہ مین اسواسطے کہ یہ تعزیہ مقدمہ ہی گریہ مستحب کا مگر ہان بدعت قبیحہ وہ چیزین ہین کہ
جو ہندوستان مین عوام و خواص اہلسنّت مین جاری ہین مثل اسکے کہ گورستان مشائخ پر ہر سال بروز وفات انکے جمع ہو کر
گاتے اور بجاتے ہین اور انواع اور اقسام کے لہو و لعب اور امورات غیر مشروعہ عمل مین لاتے ہین اور مرتکب افعال قبیحہ شنیعہ کے
ہوتے ہین اور نام اسکا عرس رکھا ہی اور یہ جانتے ہین کہ مُردہ اس سے خوش ہوتا ہی پس البتہ یہ امور بدعت قبیحہ مین داخل ہین اور
وہ چیزین بھی بدعت قبیحہ مین داخل ہین کہ جو اوپر ہم بیان کر آئے ہین مثل تراویح وغیرہ کے اور ابن حجر نے بھی جو معنی بدعت
کے لکھے ہین تو اُن معنی پر بھی تعزیہ داری بدعت نہین ہوسکتی اسواسطے کہ اُس نے لکھا ہی کہ بدعت اُسے کہتے ہین کہ
جس شی کیواسطے شرع مین اصل نہو اور تعزیہ داری کیواسطے تو شرع مین اصل موجود ہی جیسا کہ بیان ہوا اور دشمنی دوسری
اس فرقہ کی اہلبیتؑ کے ساتھ یہ ہی کہ جو لوگ کہ جناب عرش قباب امام عزیز مظلوم پر روتے ہین اور تعزیہ داری اُن کی کرتے ہین
اُن کو تو یہ فرقہ بت پرست اور کافر ٹھہراتا ہی اور جن لوگون نے کہ جناب امام حسینؑ کے قبر کھودنیکا حکم دیا تھا اور زائرون کو
زیارت قبر اطہر اُس عالی جناب سے مانع آئے تھے اونکو اپنا امام اور پیشوا اور ستون دین جانتے ہین جیسا کہ جلال الدین سیوطی
نے متوکل خلیفہ عباسی کے مدح مین کہ جسنے انہدام قبر جناب امام حسینؑ کا ارادہ کیا تھا لکھا ہی کہ اُس نے ظاہر کیا سنت کو اور
مدد اور یاری کی اہلبیت کی اور اہلبیت نے بھی مدح اسکی بیان کی ہی پس یہ انکی کمال دشمنی اور عداوت ہی کہ فرزند رسول
سے الغرض تعزیہ اور علم کہ فرقہ محقہ بناتے ہین نہ وہ صورت انسان کی ہی نہ کسی حیوان کی کہ جو حرام ہو بلکہ مقصود اُس سے
تصور مین لانا ضریح اقدس کا ہی کہ جس مین وہ جناب مدفون ہوئی ہین اور خیال کرنا علم نصرت شیم لشکر ملائک پیکر جناب
سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کا تا مومنین کیواسطے معین ہو اوپر بکا مستحب کے اور علم اور نشان ہمیشہ سے سب لشکرون مین ہوتے
ہین فوج یزیدی مین اسقدر نشان اور علم تھے کہ جن پر سر شہیدون کے نصب کیے تھے اور جناب رسولخدا کے بھی لشکر مین
رایت تھا کہ جنگ خیبر مین پہلے وہ رایت شیخین کو دیا گیا تھا اور جب وہ بھاگ کر جہاد پر سے چلے آئے تھے تو حضرت نے
فرمایا تھا کہ لَاُعطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیرَ فَرَّار چنانچہ جناب رسول خدا نے دوسرے دن

وہ رایت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کرار غیر فرار کو مرحمت کیا اور اُس جناب نے جا کر بقوت امامت اُس خیبر کو سر کیا اور کفار نابکار کو زیر ذوالفقار لاکر دار البوار پہنچایا سبحان اللہ خداوند عالم نے تو اپنے حبیب سے یہ ارشاد کیا کہ کہو اے حبیب اپنی امت سے کہ لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی نہیں چاہتا میں تم سے اس رسالت پر مزدوری مگر دوستی اپنی ذوالقربیٰ کی اور رسول خدا نے فرمایا کہ اِنِّی تَارِكٌ فِیكُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ لَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا اور اس فرقہ نے حکم خدا اور فرمودہ رسول ہدیٰ پر یہ عمل کیا اور یہ دوستی اہلبیت سے خرچ کی کہ پہلے تو خلافت کو اُن سے چھین لیا حالانکہ بموجب حکم خدا اور حکم رسول کردہ حق علی ابن ابیطالب کا تھا اسواسطے کہ خدائے تعالےٰ نے یہ دو نو آیتہ بنا بر نص خلافت جناب امیرؑ کے رسول خدا پر نازل کی ایک تو کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ اور دوسری اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ کہ مفسرین فریقین نے لکھا ہے کہ یہ دو نو آیہ شان میں جناب امیرؑ کی نازل ہوئی ہیں اور جناب رسول خدا نے بھی بحکم خدا اُس جناب کی خلافت پر نص فرمائی اور کہا کہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ اور خلیفہ صاحب نے مبارکباد دی اور بخ بخ فرمایا اور امام حسنؑ کو معاویہ نے زہر دیکر شہید کیا اور عائشہ نے اُس معصوم کے جنازہ پر تیر لگوائے اور یزید نے تو ظلم کا خاتمہ ہی کر دیا کہ تمام خاندان رسول کو برابر کیا مگر بنا اس طرح ظلم کی مبتنی اور پر ظلم شیخین کے ہے چنانچہ بلاذری نے کہ اعظم محدثین اہلسنت سے ہے لکھا ہے لَمَّا قُتِلَ ذَبِیْحُ اللّٰهِ الْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیٍّ كَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَةَ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ عَظُمَتِ الرَّزِیَّةُ وَجَلَّتِ الْمُصِیْبَةُ وَحَدَثَ فِی الْاِسْلَامِ حَدَثٌ عَظِیْمٌ وَلَا یَوْمَ كَیَوْمِ الْحُسَیْنِ فَكَتَبَ اِلَیْهِ یَزِیْدُ اَمَّا بَعْدُ یَا اَحْمَقُ فَاِنَّا جِئْنَا اِلٰی بُیُوْتٍ مُنَجَّدَةٍ وَفُرُشٍ مُمَهَّدَةٍ وَوَسَائِدَ مُنَضَّدَةٍ فَقَاتَلْنَا عَنْهَا فَاِنْ یَكُنِ الْحَقُّ لَنَا فَعَنْ حَقِّنَا قَاتَلْنَا وَاِنْ یَكُنِ الْحَقُّ لِغَیْرِنَا فَاَبُوْكَ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ هٰذَا وَاٰثَرَ وَاسْتَاْثَرَ بِالْحَقِّ عَلٰی اَهْلِهٖ انتہی یعنی جبکہ ذبیح اللہ حسین بن علی عزت شہادت کو فائز ہوئے تو عبد اللہ بن عمر نے یزید بن معاویہ کو لکھا کہ امابعد تحقیق عظیم ہوئی رزیت اور بزرگ ہوئی مصیبت اور پیدا ہوا اسلام میں حادثہ اور نہیں ہے کوئی دن مثل روز شہادت حسین پس اسکے جواب میں یزید پلید نے لکھا کہ اے احمق ہم آئے ہیں طرف خانہائے افراشتہ اور فرشہائے گسترده اور آراستہ اور وسادہائے تو بتو انداختہ کے پس مقاتلہ کیا ہم نے انسے پس اگر حق ہمارا تھا تو ہم اپنے حق پر لڑے اور اگر حق ہمارے غیر کا تھا تو پس باپ تیرا اول اُس شخص کا ہے کہ جسنے بنا اس سنت کی رکھی اور حق اہل حق کا چھین لیا اور حقدار کو حق نہ دیا پس روایت شاہد عدل ہے کہ اگر خلفا خلافت کو غصب نہ کرتے اور سلطنت رسول مقبول کو اُن کے گھر سے اپنے گھر میں نہ لیجاتے اور حق اہلبیت کا انکو دیدیتے تو زنہار کسی کو جرات اس ظلم کی خاندان رسول پر نہ ہوتی پس یہ

حوادث جو حضرت اہلبیتؑ پر گزری بدولت حضرات خلفا کے گزری اور ظلم یزید کا کہ جو امام حسینؑ پر اور انکی آل پر ہوا وہ بھی معلول ہے ظلم اوّل
و ثانی کا اور جو جھگڑے اور قصے کہ امتِ محمدی مین پیدا ہوئے علت ان سب کی وہی غصب کرنا خلافت کا ہی اور وہی اصل اس فرع کی ہے جیسا کہ
کہا کہ قتل الحسینؑ یوم السقیفہ چنانچہ شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎ کرد شخصے سوال از دانا + کہ بگو کشتہ شد حسینؑ کجا + گفت کہ اندر
سقیفہ اش کشتند + بہر دنیاے جیفہ اش کشتند + سبب قتل چہ بود نیز یزید + این ستم بردے از سقیفہ رسید + ہر مرض را کہ میشود
لاحق + باشد اسباب و اصل از سابق + سبب سابق است اصل مرض + چارہ اش از طبابت است غرض + اور بھی کسی شاعر نے
کہا ہے ؎ یا اسیاف ذاک البغی اول سلھا + اسیب علیاً لا بسیف ابن ملجم یعنی ساتھ تلوارون
اُس بغی کے اول کھینچنے اُسکے کے زخم حضرت علیؑ کے پہنچا نہ ساتھ تلوار ابن ملجم کے حاصل یہ کہ چونکہ خلافت یزید کی
فرع ہے خلافت معاویہ کی اور خلافت معاویہ کی فرع ہی خلافت شیخین کی تو بس ظلم یزید بھی فرع ہی خلافت شیخین کا اور یہی باعث ہی
غزالی اور ابن حجر وغیرہ مالغین کی منع کرنیکا کہ چونکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ ذکر احوال شہادت جناب شہید گلگون قبا باعث انکشاف
حال ظلم حضرات خلفا ہے اور طعن یزید سبب ترقی طعن کا جانب بالا ہی سمجھکر انہون نے چاہا کہ اس ذکر کو منع کر دیجے تا یہ
راز طشت از بام افتادہ چھپ جائے مگر بموجب قول شیخ سعدی ؎ کہ نتوان شست از زنگی سیاہی + ظلم کسی کا مخفی نہیں
رہتا ظالم پر آسمان سے لعنت برستی ہی خصوص ظلم کرنا ایسے برگزیدگان خدا پر ابن حجر وغیرہ نے تو اس ذکر کو منع ہی کیا ہی فضلاء
ماوراء النہر کو دیکھو کہ انہون نے تو فتوی اسبات کا دیا ہی جسکے دل مین قدری بغض علیؑ کی طرف سے ہو وہ سُنّی نہین کیونکہ حب
علیؑ با تسنّن جمع نہین ہوتی پس جبکہ یہ مذہب ہو اونکا منع کرنا بجا ہی اور فتوی دینا علماء ماوراء النہر کا بھی درست ہی اسواسطے
کہ بنی اُمیّہ کہ جنکا رئیس اعظم معاویہ بن ابی سفیان تھا ہمیشہ بمعیت اور اتفاق خوارج جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ و حسنینؑ اور ابن
عباس اور جملہ بنی ہاشم کو علی رؤس الاشہاد منابر پر برا کہتے تھے اور یہ سب و دشنام پیش آتے تھے بلکہ یہ سنت قبیحہ سیئہ انکی ہزار
مہینے تک جاری رہی اور باوجود اونکی اس حرکت منجر بکفر کے پھر انکو اپنا پیشوا اور ہادی سمجھتے ہین بلکہ یزید کو سیف رسول اللہ
کہتے ہین اور امام حسینؑ کیطرف نسبت خروج کی دیتے ہین اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ خارجی پر لعنت آئی ہی اس سے معلوم ہوا کہ عداوت
اہلبیتؑ کی عین ایمان اس طائفہ کبیئہ کا ہی عبد الملک کہ جسکو خلفاے اثنا عشر مین شمار کرتے ہین اس نے ارادہ کیا تھا کہ جناب امام مظلوم
کی قبر کا نشان تک مٹا دے تا کہ کوئی حضرت کی قبر کی زیارت سے مشرف نہونے پاوے اور باین ارادہ پانی دریا کا قبر اطہر پر چھوڑا مگر قدرت
خدا اور اعجاز سید الشہدا سے وہ پانی حیران ہوکر مثل دیوار چار طرف ٹھہر گیا اور قبر تک نآیا اور اسی سبب سے اُس جگہ کو حائر کہتے ہین
سبحان اللہ کیا خوب محبت اس فرقہ کی اہلبیتؑ کی ساتھ ہی اور کیا خوب مسلمانی اور عمل قول خدا اور قول رسول پر ہی کہ خداوند
عالم تو انکی دوستی کا حکم دے اور رسول خدا فرمائے کہ دوستی میری سب اہلبیت کی عین میری دوستی ہی اور یہ لوگ اُسکے غم کو اور اُس کے
مصائب کے بیان کرنے کو اور اُسکے تعزیہ داری کو منع کرین اور حرام کہین تا کہ اُن کی محبوب القلوب یزید پلید اور اُسکے مقتدا اور
توابعین کو کوئی کلمات لائقہ شان اونکی سے یاد نکرے اسواسطے کہ جتنے اُن کے پیشوا ہین کہ جنکو انہون نے مصداق

یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کا گردانا ہی سوائے جناب امیر کے اور سب لائق تہجین اور ذم و ملام ہین پس اگر ایک پر
ان مین سے ملامت کو جائز رکھین تو سب پر ملامت جائز ہو جائے اور اسی لئے معاویہ کو پھاٹک ان سب کا مقرر کیا ہی
اور کہتے ہین کہ اگر یہ پھاٹک ٹوٹتا تو پھر سب و شتم اوپر کو سرایت کری گی توضیح اس مقال کی یہ ہی کہ جب اس فرقہ نے اس حدیث متفق
علیہ بین الفریقین یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش کو دیکھا اور اعتراض فرقہ محقہ کا ملاحظہ کیا کہ یہ لوگ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مذہب سے مطابقت کھاتی ہی کیونکہ ہم بارہ خلیفہ جانتے ہین نہ اوپر مذہب اہل تسنن کے کہ یہ چار خلیفہ
سے اور زیادہ نہین جانتے پس اس اعتراض کے دفعہ کرنیکو اور اس حدیث کے مطابق کرنیکو فرقہ مذکورہ نے یہ بارہ خلیفہ مقرر کیے
ابوبکر عمر عثمان علی معاویہ یزید عبد الملک اور چارون بیٹے اُسکے ایک ولید دوسرا سلیمان تیسرا ہشام چوتھا یزید اور بارھوان
ولید پسر یزید سوا احوالِ خسران مآل سب کا سوا جناب امیر کے یہ ہی کہ اوّل تو بجز پانچ آدمیون کے انمین سے کوئی صحابی نہ تھا دوسرے یہ
جناب رسول خداؐ نے معاویہ اور یزید پلید پر زبان حق ترجمان سے لعنت کی چنانچہ بیہقی اور زمخشری نے کہ علمائے اہل سنت سے ہین
ربیع الابرار مین سید ابرار سے ایک حدیث نقل کی ہی کہ رسول اللہ ابا سفیان مقبلاً علی حمار و معہ ابنہ یقودہ و یزید
یسوقہ فقال لعن اللہ الراکب والقائد والسائق یعنی دیکھا رسول خداؐ نے ابوسفیان کو کہ گدھے پر سوار آتا ہی اور ساتھ
اُسکے اُسکا بیٹا معاویہ ہی کہ لگام اُس گدھے کی پکڑے آگے کو کھینچتا ہی اور پوتا اُسکا یزید پیچھے سے اُس گدھے کو ہانکتا ہی دیکھکر فرمایا
کہ لعنت کرے اللہ اس خر سوار اور لگام کھینچنے والے اور پیچھے سے ہانکنے والے کو اب دیکھو اے بھائیو یہ وہی معاویہ ہی یزید ہی کہ جن کی
خاطر یہ لوگ ذکر مصائب امام حسینؑ کو منع کرتے ہین غرض کہ ان سب کا حال اختلال اگر مفصلاً لکھا جاے تو ایک طومار طویل ہی اور یہ رسالہ
گنجائش اسقدر کی نہین رکھتا لہذا کچھ کچھ حال بعض کا انمین سے بطور انموذج کے تحریر ہوتا ہی مگر پہلے بنا بر ضیافت طبع اور تفنن خاطر
کے دو تین حدیثین مذمت مین بنی امیہ کی جو جناب رسول مقبول سے کتب صحیحہ معتبرہ اس فرقہ مین واقعہ ہین پیشکش احباب
صاحبان اس فرقہ کے کرتا ہون تا دیکھکر بہت محظوظ ہون از انجملہ ایک حکایت حبیب السیر مین مورخ بدایع نگار احمد اعثم سے
منقول ہی کہ جسکو عالم نحریر فاضل عظیم لطیف غواص قلزم ذخار علوم معقول و منقول شناور بحر مواج فنون فروع و اصول افقہ الناس
مفتی میر عباس صاحب دامت ہدایتہ نے جواہر عبقریہ فی رد تحفہ اثنا عشریہ مین باب و رنگ تازہ نثر و نظم مین رقم فرمایا ترجمہ اس کا
یہ ہی کہ خلیفہ ہشام ایکدن ایک ناحیہ مین نواحی شام سے ایک جماعت ملازمین و خدام کے ساتھ باکمال عزت و احتشام شکار
گاہ مین شکار کھیلنے مین مصروف تھا ناگاہ ایک جماعت کو دور سے جاتی دیکھا ہشام جب اُنکے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک کاروان اسباب
تجارت کا حدود شام سے لئے سمت کوفہ جاتا ہی اور کاروان سالار اُسکا ایک مرد پیر ہے کہ آثار صفائی ضمیر کی طلعت اُسکی سے ساطع
ہین اور لطف فصاحت تقریر اُسکی ناصیہ سے لامع ہشام نے بعد سلام اور استماع جواب کے پوچھا کہ ای شیخ تم کہان سے آتے ہو
اور کس قبیلہ سے ہو اور آبا و اجداد کا تمہاری کیا نام ہی اور حسب نسب تمہارا کیا ہی اور کدھر کو جاتے ہو اُس پیر روشن ضمیر نے بزبان
بلیغ ارشاد کیا کہ مین نے کوفہ مین نشو و نما کی ہی اور ابتدا سے اب تک کسی اور شہر مین اتفاق جانیکا نہین ہوا مگر سوال تیرا

احوال اباد اجدادسی بیجا ہی اور نظر حسب و نسب پر خطا اگر مین عزیز ترین قبائل عرب سے ہون تو تیرے واسطے کچھ سود نہین اور اگر ذلیل ترین
اقوام عجم سے ہون تو تجکو کچھ زیان نہین ہشام یہ سُنکر ہنسا اور کہا حقیقت حال کی معلوم ہوئی کہ ظاہرا تو بیان کرنے نسب سے
شرم کرتا ہی اور اُسکو زبان پر نہین لا سکتا یہ سنکر وہ پیر مرد غصہ ہوا اور کہا کہ تو غلط سمجھا اور مطلب کو نہین پہنچا سچ تو یہ ہی
کہ کراہت طلعت اور زشتی ہیئت اور اعلی دیدہ اور روئے ترش یعنی بدصورتی اور بدشکلی تیری دیکھکر مین نے جانا
کہ تو ارزل الارازل اور اجلف الاجلاف سے ہی اسواسطے علو خاندان اور سمو دودمان اپنا خیال مین لاکر شکر الٰہی بجا لایا اور
اگر تو چاہتا ہی کہ میری قوم و قبیلہ سے آگاہ ہو تو سن کہ مین ایک مرد ہون قوم حکم سے اور رمان میری سُلونی اور راہین میرے اور
قبیلہ عکل کے علاقہ سے ہی ہشام نے سنکر کہا کہ تو خوب اونکو ہیدہ نسب رکھتا ہی خوب کرتا ہی کہ اصل و نژاد اپنا کسی کی روبرو
بیان نہین کرتا شیخ نے کہا کہ داے تجھپر تجھے سزاوار نہین ہی کہ تو باین صورت نازیبا اور طلعت بدنما اور قبیح سیرت اور
خبث سیرت عیب بزرگونکا پکڑے اور ایسی باتین کرے ؎ باین چکت و جانہ گفائی + بیجاست گزاف خودنمائی
با زشتی منظر یکہ داری + این لاف نہ نیست بے حیائی + بارے فرما کہ تیرا حسب و نسب کیا ہی اور ناز و افتخار کس سبب سے ہی
ہشام نے با کمال طیش و غیظ کہا کہ مین ایک مرد ہون خاندان قریش سے مرد پیر نے پوچھا کہ کونسی طائفہ قریش سے ہی قریش
مین تو عظیم اور شریف اور کریم اور لئیم سب طرح کے ہین ہشام نے کہا کہ مین بنی امیہ مین سے ہون کہ اعیان قریش سے ہین اور
علوشان مین سب سے زیادہ پیر روشن ضمیر یہ سُنکر قہقہا مار کر ہنسا اور کہا کہ مرحبابک یا اخا بنی امیۃ الحق
عالی نسبی دو والا حسبی نظم جناب ممدوح ؎ بگفتش مرحبا پیر کہن سال + کہ بس عالی
نژادی اے خوشا حال + چہا پاک ست و پاکیزہ تبارت + ازین اجداد شرمت باد و عارت + معاذ اللہ عجب قومی پلیدی
کہ ہر یک بود شداد و شدیدی + ہم الارجاس ولد الادعیار + بنو الزرقاء اولاد الزنار + بیجا کارشان بگریز و بگریز +
وگر شد صلح غدار اند خون ریز + سیہ رویانے از قیر خطاہا + حنا مالان زخون آل طاہا + امیر شان بکف تیغ و سنان
داشت + فقیر شان ہنافی از زبان دشت + سپہر دین بخاک افتاد زین شان + بنائے شرع شد برباد زیشان + ہمانا
از وفا بوئے ندارند + بجز جور و جفا خوئے ندارند + بنود آسایشے در دور ایشان + تبہ شد خلق آہ از جور ایشان
یکے از قوم ایشان صخر بود است + کہ بیطاری و عمرش فخر بود است + ہمیشہ نصرت کفار می کرد + جفا بر سید ابرار میکرد
یکے زین قوم مردان لعین بود + کہ بدخواہ امیر المومنین بود + ازو ظاہر نشد غیر از شقاوت + ندید ند اہل دین زو جز عداوت
وگر از ابن بوسفیان چہ گویم + وزان بیباکی و طغیان چہ گویم + پدر را منع از اسلام او کرد + بہ حیدر جنگہا در شام او کرد
ہمون خود زہر در کام حسن ریخت + کہ صد لخت جگر زو در لگن ریخت + یکے در کربلا محشر بپا کرد + حسین تشنہ را خونی قبا
کرد + ز بے آبی جگر با جملہ خون شد + لب لعل لبان فیروزہ گون شد + پدر با آب گر خون حسن خورد + پسر کار حسین از
تشنگی کرد + یکے مروان این بامت ولید ست + پلید ست و پلید ست و پلید ست + گذر افتاد بر بیت الحرامش +

طلب غزمودی بالاے بامش + نگفت انخانہ را ویرانہ سازند + حریم کعبہ را میخانہ سازند + یکے عثمان مست پر فتنہ ۔ + نبودہ ہمسری در عالم کن + کہ کان سیم دادی ہر جوان را + کشیدی برکمر کوہ گران را + مریدان از خود بالا نشاندی + عدیت فاعل و مفعول خواندی + اگرچہ فاعلش مرفوع می بود + ولے مفعول المخصوص فرمود + نگاہش بود بر ریش نگاری + کہ بے دلش نبود اصلا قراری + دلش بودہ ردیف اشتیاقش + غزل خوان بودہ دایم در فراقش + جوانے دلم کرد از نوجوانان + برآمد نونہال ہمچو عثمان + ولیدے دیگرے از قوم شان بود + کہ او پیر مغان میکستان بود + صباحی مست و لایعقل زیادہ بمحراب عبادت ایستادہ + دماغ از ساغر دوشینہ چاغش + زیادہ صبح ہم ترشد دماغش + عقب از مردمانش چند صف بود + بلی او در سر طنبور و دف بود + بمستی یار را از غیر نشناخت + حریم کعبہ را از دیر نشناخت + ز بسیاری خوشحالی و فرحت + نماز صبح خواندہ چار رکعت + بگفت امروز حالی تازہ دارم + نشاط و عیش بے اندازہ دارم + اگر خواہید اے یاران دلبند + بخوانم نیز دیگر رکعتے چند + ز ماموماں فغان برداشت ہر کس + کہ بس کن اے امام ای پیشوا بس + حکم خود راندہ خیر الوری بود + نخواندش مصطفے در شہر ما بود + دمی گویا رسول اللہ میرفت + باستہزا و شوخی راہ میرفت + گہے تقلید رفتارش نمودے + گہے تہجین گفتارش نمودے + یعنی فرمود این با من نباشد + مدینہ بہر او مسکن نباشد + ز اعیان شما عبد الملک بود + کہ در شہر و غوایت منہمک بود + چہ گویم اینہم ننگ شما بود چند + پلید مرغ سگ تولہ چند + بخیلے ناکسے گندہ دہانے + کہ حجاج است از عیشش نشانے + ز بوے او مگس عاجز نمی شد + بعہدش ہیچ جز منکر نمی شد + گناہے از گناہانش یزید است + سلیمان و ہشام است و ولید است + سلیمان بندہ رنج شکم بود + برالیش نطلہ صد خروار کم بود + صفاقش تا بہ بالاے تغاری + وجوش و طیر را سنگ مزاری + ز یک عالم بقولش ناشتا بود + ز ماہی صفت دریایش غذا بود + ز نسوان شما ام الجمیل است + کہ در گمراہی خود بیعدیل است + نبی تا بود او آزار دادش + ہمہ آہنے مگر کستی تار دادش + دگر ہند جگر خوار از شما بود + کہ راہ بغی و کین را رہنما بود + یعنی را کشیدہ در بر خویش + باو بخشیدہ مال و زیور خویش + بعیاری فرستاد آن شقی را + کہ تا بے جان کند عم نبی را + جگر از سینہ حمزہ کشیدہ + بان لبہائے ناپاکش مکیدہ عفاک اللہ زاقوام کہ داری + زہے آغاز و انجامے کہ داری + شما را شجرہ ملعون خدا گفت + پیمبر لعن در حق شما گفت + باین خواری دگر اے خر چہ نازی + باین نام و نسب دیگر چہ نازی + اور نیشاپوری نے تفسیر مین اور رازی نے کبیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ شجرہ ملعونہ بنی امیہ مین غرض کہ ہشام نے پیر مرد سے سنکر مثل مار کے پیچ و تاب کھایا کر اپنے غلام فیع نام سے کہا کہ تو نے دیکھا کہ پیر نے میرے سے مجھے اسوقت کیا رنج پہنچا کہ جہان میری آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اور میری کچھ سمجھ مین نہ آیا کہ اس مرد نے کیا زار خوانی کی تو نے بھی کچھ سمجھا کہ اُس نے کیا کہا غلام ہوشیار نے کہا کہ مین ایسا بیہوش تھا کہ کوئی بات اُسکی مجھے یاد نہین رہی اُس نے کہا کہ اگر یہ تو نہ کہتا تو اسوقت مین تیری گردن مارتا مگر خبردار جو کچھ تجھے یاد بھی رہا ہو تو کسی کی سامنے نکہنا اور بیہقی نے کتاب دلایل النبوت مین بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ شر قبایل العرب بنو امیۃ و بنو حنیفۃ و ثقیف یعنی بدترین اور شریر ترین قبائل عرب تین قبیلے مین اور چونکہ شرارت بنی امیہ کی سب سے زیادہ ہے تو سب سے پہلے اُس کا نام

لیا اور بھی کنز العمال اور تاریخ ابن عساکر مین ابوہریرہ سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اذا بلغ بنو ابی العاص ثلثین کان
دین اللہ دخلا و لفظ فی وغلا و مال اللہ دولا و عباد اللہ خولا یعنی جبکہ اولاد ابو العاص کی تیس نفر
تک پہنچی تو دین خدا کو فاسد یا مغشوش اور مال خدا تعالی کو دست بدست اور بندگان خدا کو غلام اور خدمتگار کریگی اور بھی
اُس جناب نے اُن کو حق مین فرمایا لقد رایتہم فی منامی ینزون علی منبری نزو القردۃ یعنی دیکھا مین نے رویا مین بنی امیہ
کو کہ منبر پر کودتے ہین مثل کودنے بندرون کے چنانچہ یہ حدیث بیضاوی نے اسرار التنزیل مین اور نیشاپوری نے تفسیر مین اور
سیوطی نے درمنثور مین اور رازی نے تفسیر کبیر مین اور زمخشری نے کشاف مین اور عبد الحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین اور اورون
نے اورون مین بہ تفاوت عبارات بیان کیا ہے جسکو شک ہو وہ انکو دیکھ لے پس ان احادیث مین تو کل بنی امیہ شریک ہین اب
سُنئے کچھ احوال ان کے بعض ائمہ مذکورہ کا از انجملہ ایک ولید ہے کہ جو انکا بارھوان امام ہے اُسکی شان مین احمد حنبل نے اپنی مسند
مین سید لبشر سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت نے فرمایا یحدث فی ہذہ الامۃ رجل یقال لہ الولید لھو اشد
علی ہذہ الامۃ من فرعون قال الدمیری بعد نقل ہذا الحدیث فاولہ العلماء بالولید
یعنی اس امت مین ایک مرد ولید نام پیدا ہوگا کہ طغیان اور عداوت مین مثل فرعون کے سخت تر ہوگا اور علماء اہلسنت نے اس
حدیث کو حق مین ولید کے لکھا ہے اور ماوردی نے کتاب ادب الدین والدنیا مین لکھا ہے کہ انہ تفال بالمصحف یوما فخرج
واستفتحوا وخاب کل جبار عنید فمزق المصحف وقال الابیات اتوعد کل جبار عنید فہا انا ذاک جبار عنید اذا وافیت ربک یوم حشر
فقل یارب مزقنی الولید ولم یلبث بعد الا ایاما قلیلۃ حتی قتل شر قتلۃ وصلب راسہ علی قصرہ ثم علی سور البلد یعنی ایک دن ولید نے کلام مجید
سے تفاول کیا یعنی فال لی یہ آیت اسکی فال مین نکلا واستفتحوا وخاب کل جبار عنید یعنی کفار جو یا ہین
اور ڈھونڈتے ہین کشایش کو حالانکہ جباران سرکش تمام بے بہرہ ہین اور رحمت الہی سے نصیب نہین رکھتے ولید نے باوجود اس تہدید
کے نہایت خشم اور غصہ مین آنکر قرآن کو پھاڑ ڈالا اور یہ شعر کفر آمیز کہ جنکے معنے یہ ہین زبان پر جاری کئے۔ کہ اے قرآن آیا تو جبار
سرکش کو ڈراتا ہے اور خوف دلاتا ہے پس مین ہون جبار سرکش جسوقت کہ موقف گیرودار مین یعنی قیامت کے دن روبرو پروردگار اپنے
کے حاضر ہو تو کہیو کہ ولید نے مجھے پارہ پارہ اور ٹکڑے ٹکڑے کیا پس بعد اس واقعہ کے تھوڑی دن گذری کہ ولید پلید بہ بدترین وجہ
مارا گیا اور سر اُسکا ایک دفعہ اُسکے قصر پر اور دوسری دفعہ شہر کی فصیل پر لٹکایا گیا اور حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ ولید ایک
حوض شراب سے بھرا ہوا رکھتا تھا اور جبکہ اُسکا وقت طرب اور خوشی کا ہوتا تھا تو وہ آپ کو اُس شراب کے حوض مین ڈال دیتا تھا
اور شراب بعدم اسقدر پیتا تھا کہ کمی اور نقصان شراب کا کنارون حوض سے ظاہر ہوتا تھا اور جب اُسکے افعال زشت اور
اظہار کفر اور الحاد نے اشتہار پایا تو اہل دمشق نے اُسکی قتل پر اجتماع کیا اور کہتے ہین کہ ایک دن حالت مستی مین ولید نے ایک
کنیز کے ساتھ نزدیکی کی اور جب نماز کے وقت کی اُسکو خبر دی تو اُس نے قسم کھائی کہ وہ ہی لونڈی نماز سب آدمیون کو جماعت
کی پڑھوا دے پس اُس کنیز نے لباس ولید پلید کا پہنا اور شکل وضع اپنی تبدیل کی اور بحالت مستی و جنابت مین امامت جماعت

کی کی دافضیحتا منصب پیش نمازی مسلمانان کو کہ بزعم و گمان اہلسنت و جماعت حق مین خلیفہ اول کے دلیل استحقاق خلافت
اور امامت کی جانتے ہین اس خلیفہ ذی اس خرابی اور ذلت کو پہنچایا کہ ایک کنیز ناپاک شراب خوار زنجبی کو سپرد کیا یہ حال ہی ان کی ائمہ کا کہ
جنکے واسطے کہتے ہین کہ اُن کی زمانہ مین اسلام نے قوت پکڑی اور امور مسلمانونکا مستحکم ہوا اور مخلوقات خدا نے اُن کی بیعت اور فرمان
برداری پر اجماع کیا اور بعض انہین سے بگمان شاہ صاحب قابلیت رسالت کبریٰ اور منصب فتویٰ اور اجتہاد کے رکھتے تھی بالجملہ قبایح اور
عیوب بنی امیہ کے اسقدر ہین کہ بیان نہین ہو سکتے او کتب اہلسنت انکی قبایح سے مملو ہین کہ سبکے لکھنے کی طاقت نہین مگر کچھ احوال اور
بھی انکا آگے بیان کیا جائیگا غرض بیان کرنے سے ان کے قبایح کی یہ ہے کہ سب پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ جو لوگ ایسونکے واسطے ذکر مصائب
اہلبیتؑ کو منع کرتے ہین اور جناب امام حسینؑ کی شہادت کو باطل وہ بیشک دشمن خاندان رسالت و امامت ہین اور دوست
ہین یزید و آل یزید کی اور یہ جو سائل نے کہا کہ اور قول ابن حجر مکی کا کہ جو صواعق مین ہے تمسک کرتے ہین آہ جواب اسکا یہ ہے کہ ابن حجر خاص
معاندین اہلبیتؑ سے ہے اور مذہب اُسکا عین دشمنی خاندان رسالت کی ہے اور یہی باعث ہے کہ اس نے شرح قصیدہ حمزیہ مین کہ
جسکو ابو بکر عربی نے کہا ہے لکھتا ہے کہ شیخ ابو بکر نے کہا ہے کہ یزید نے نہین مارا حسینؑ کو بلکہ اُسکے نانا کے تلوار نے اُسے مارا ہے
اسواسطے کہ یزید خلیفہ رسول تھا اور امام حسینؑ اُسپر خروج کرنیوالے تھے اور پھر کہتا ہے اپنی شرح مین کہ اول خارجی خرج فی
الاسلام حسین بن علی حالانکہ ان کی نزدیک بروایت مرتضے علی خارجی پر لعنت آئی ہے میاں صاحب ذرا سوچو تو کہ جو شخص
معاذ اللہ امام حسینؑ کو خارجی جانے ایسے بیدین خارجی کے قول پر عمل کرنا زمرہ خوارج مین داخل ہونا ہے یا نہین ہم تمکو از راہ نصیحت
کے کہتے ہین کہ اصل اس مذہب کی ایسی ہی ہے یعنی دشمنی اہلبیت کی تم اس مذہب کو چھوڑو نا حق جہنم مین نہ پڑو ہ با آل نبی
ہر کہ بر افتاد در افتاد + اور یہ جو غزالی نے کہا کہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایتہ قتل الحسن والحسین اور جسکو ابن حجر
بطور سند لایا ہے دلیل ہے اُسکے الحاد کی اسواسطے کہ یہ وہ ذکر ہے کہ جسکی خبر خود خدا تعالے نے دی اور قرآن مین اسکو بیان فرمایا
کھیعص کہ مفسرین نے اسکی تفسیر مین لکھا ہے کہ کاف اشارہ ہے طرف کربلا کے اور ہا طرف عترت طاہرہ کی اور یا طرف یزید
کی اور عین طرف عطش ذریت طاہرہ کے اور صاد طرف صبر اہلبیتؑ کی بیس معرکہ کربلا خداوند عالم نے ان چند حرفون مین بیان
فرمایا اور یہ بھی کتب طرفین مین لکھا ہے کہ حضرت آدم سے تا خاتم الرسل سب انبیا کو خدا تعالے نے اس حادثہ کی خبر دی ہے اور جملہ انبیا اس
حال کو سنکر روئے ہین اور خداوند جلیل نے اور تمامی ملائکہ اور انبیا نے یزید اور توابعین یزید پر لعنت کی ہے اور علماء طرفین نے بھی
اس ذکر کو اپنی کتابون مین لکھا ہے پس قرآن کو اور ان کتابون کو سب پڑھتے اور پڑھاتے ہین اور وعظ و درس انکا کہتے ہین
حفاظ و قراماہ مبارک مین تراویح مین سب کو یہی قرآن سناتے ہین پس غزالی نے جو اس ذکر کو منع کیا در حقیقت خدا اور رسول اور اپنے
علماء اور حفاظ و قرا کو مرتکب فعل حرام کا جانا اب توابعین ابن حجر اور غزالی وغیرہ ما نعین اس ذکر کو یہ لازم ہے کہ مثل حضرت عثمان
محرق القرآن کے قرآن اور سب کتب مذہبی اپنے کو کہ جنمین یہ ذکر اور حال ظلم اہلبیتؑ مذکور و مسطور ہے جلا دین اسواسطے کہ ان کتابون سے
سب حال ظلم صحابہ ظاہر ہوتا ہے اور وہی علت کہ جو غزالی نے اس ذکر پر متفرع کی ہے یعنی ہیجان بغض صحابہ انسے بھی پیدا ہوتا ہے کسواسطے

کہ ان کتابون مین یہ بھی لکھا ہی کہ شیخین یعنی ابو بکر اور عمر نے خلافت کو غصب کیا حق اہلبیت کا چھین لیا جناب فاطمہ کے گھر کو آگ لگا دی اور یہ خیال نہ کیا کہ اس مین جناب امیرؑ اور جناب معصومہ اور حسنینؑ تشریف رکھتے مین جناب معصومہ کے پہلو پر دروازہ گرا دیا کہ اس کے ضرب سے پسلی اُس جناب کی ٹوٹ گئی اور حمل آپکا ساقط ہوا باغ فدک حضرت سے چھین لیا حالانکہ رسول مقبول نے اُسکو بموجب حکم کے وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ ہبہ دیا تھا عایشہ ام المومنین نے اس امام بحق سے قتال وجدال کیا اور جناب امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر لگا کے جبکہ یہ ظلم ان کی اہلبیت پر کہ جنکے حق مین خدا تعالے نے حکم کیا تھا کہ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ دیکھی جائینگی یا سُنی جائینگی تو اُن کے دیکھنے والون اور سُننے والون کو صحابہ سے کیونکر بغض پیدا نہوگا پس انکو چاہیے کہ سب اپنے مذہب کی کتابونکو غرق کر دادین یا مثل حضرت محرق القرآن کے طریقہ مرضیہ انکا ہی جلوا دین خصوصیت منع ذکر مصائب امام حسینؑ کے کیا ہی دوسرے یہ کہ یہ کہنا غزالی کا کہ حرام ہی واعظ اور غیر واعظ پر ذکر مقتل حسینؑ بموجب اُسکی رائے اور قیاس اور اجتہاد کی ہی جیسا کہ ظاہر ہے اور ذکر مقتل حسینؑ بموجب حکم خدا و رسول کے ہی کما امر اور اجتہاد مخالف قرآن و حدیث کے باطل ہے اور مجتہد کذائی خارج ہی دائرہ اسلام سے۔ کما ثبت فی محلہ تیسرے یہ کہ بعد ولادت حسنینؑ ہر فرشتہ بحکم خدا تہنیت اور تعزیت لایا بلکہ قبل ولادت بھی خداوند عالم نے اپنے حبیب اور سب انبیا کو بوساطت ملائکہ سب حال شہادت شہزادہائے خافقین کا سنوایا اور رسول خدا نے بھی اپنی امت کو اس حال کے بیان کرنے اور اُسپر رونیکا حکم فرمایا چنانچہ مَنْ بَكَىٰ عَلَى الْحُسَيْنِ أَوْ أَبْكَىٰ أَوْ تَبَاكَىٰ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ شاہد حال اسپر ہے قطع نظر از بنی آدم تا جن و وحش اور طیر اسپر روئے ہین اور روتے ہین آسمان کے رونیکی علامت کہ شفق ہی اب تک ظاہر ہوتی ہی اور بارہ روز شہادت تا این دم ملائکہ بھی حضرت کی قبر پر روئے ہین اور سب علما اور فضلا اونے اور اعلے سب روتے آئے ہین چنانچہ کتب سیر و تواریخ مین یہ سب مذکور ہی اور شیخ فرید اور مرید اُسکا نظام الدین کہ دونون سُنی اور صوفی مشہور ہین انہون نے نقل کی ہی کان فی البغداد رجل جلیل یسمع مصائب الحسین و یبکی فیکبی بکاءً و ضرب الراس علی الارض حتی سال الدم منہ ثم غشی علیہ و مضی فرائضہ فی اللیل عند الحسین و یقول نجانی اللہ من حب الحسین یعنی ایک مرد مومن عاشق جناب امام حسینؑ نہایت جلیل القدر بغداد مین تھا کہ ہمیشہ وہ دیندار مصائب جناب امام حسینؑ سنکر رویا کرتا تھا خصوص ماہ محرم مین پس ایک سال بروز عاشورہ مصائب اپنے آقا کے سنکر اسقدر رویا اور سر کو اسقدر زمین پر مارا کہ وہ آخر پھٹ گیا اور خون اُس سے جاری ہوا اور بے ہوش ہوگیا اور اُسی بیہوشی مین قضا کر گیا پس لوگون نے اُسی شب کو اُسے خواب مین دیکھا کہ وہ مومن خدمت جناب امام حسینؑ مین حاضر ہے اور خوش ہو ہو کر کہتا ہی کہ مجھے خدا نے بمحبت و تصدق حسینؑ ابن علیؑ بخشا اب بدیدہ ہوش دیکھنا چاہیے کہ یہ وہ غم ہی کہ جسکی باعث اُس شخص کے نجات ہوئی ایسے غم کو یہ شخص حرام کہتا ہی اور نہین ڈرتا کہ حرمت اس منع کی کہان پہنچتی ہی پس اُس شخص نے نہ خدا کو چھوڑا نہ نبی کو نہ ملائکہ کو اور ہم کہتے ہین کہ غزالی ائمہ اربعہ سے ان کی بُرا نہین ہی جنکے اجتہاد پر ابتنائے فقہ اس مذہب کی ہی وہ تو اس مین مرتبے بیان کر گئے ہین چنانچہ مرثیہ شافعی کا مشہور ہے اور آگے ہم بھی اس مین سے

کچھ بیان کرینگے مگر اس قول غزالی سے ہمین کئی فائدہ حاصل ہوئے اول تو یہ معلوم ہوا کہ مابین صحابہ کے جھگڑے اور قضیے واقع ہوئے دوسرے یہ کہ وہ قضیے واقعی ایسے ناحق ہین کہ جنکے سننے سے صحابہ سے بغض پیدا ہوتا ہے تیسرے یہ کہ شرکت صحابہ کی تباہی خاندان رسول اور شہادت جگر گوشگان بتول مین ثابت ہوتی ہے ورنہ انسے بغض پیدا ہونیکی کیا وجہ چنانچہ ملا سعد الدین تفتازانی نے اس امر کی تصریح کی ہے کما قال فی شرح المقاصد

یعنی ان ما وقع بین الصحابة رضوان الله علیهم من المحاربات والمشاجرات علی الوجه المسطور فی کتب التواریخ والمذکور علی السنة الثقات یدل بظاهره علی ان بعضهم قد حاد عن طریق الحق وبلغ حد الظلم والفسق وکان الباعث له الحقد والعناد والحسد واللداد وطلب الملک والریاسة والمیل الی اللذات والشهوات اذ لیس کل صحابی معصوما ولا کل من لقی النبی بالخیر موسوما الا ان العلماء لحسن ظنهم باصحاب رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ذکروا لها محامل وتاویلات بها یلیق وذهبوا الی انهم محفوظون عما یوجب التضلیل والتفسیق صونا لعقاید المسلمین عن الزیغ والضلالة فی حق کبار الصحابة رضوان الله علیهم سیما المهاجرین منهم والانصار والمبشرین بالثواب فی دار القرار رضوان الله علیهم واما ما جری بعدهم من الظلم علی اهلبیت النبی صلی الله علیه واله وسلم فمن الظهور بحیث لا مجال للاخفاء ومن الشناعة بحیث لا اشتباه علی الآراء اذ تکاد تشهد به الجماد والعجماء وتبکی له الارض والسماء وتنهدم منه الجبال وتنشق منه الصخور ویبقی سوء عمله علی کر الشهور ومر الدهور فلعنة الله علی من باشر او رضی او سعی ولعذاب الآخرة اشد وابقی

انتہے بعض کلامہ معنی اس کلام کے یہ ہین کہ جو کچھ واقع ہوا درمیان صحابہ کے محاربات اور منازعات سے اوپر اس وجہ کے کہ کتب تواریخ مین مسطور ہے اور زبانہاے ثقات پر مذکور ہے دلالت ظاہری کرتا ہے اس امر پر کہ بعض صحابہ طریق حق سے پھر گئے ہین اور حد ظلم اور فسق پر پہنچے اور تھا سبب اسکا عداوت اور عناد اور بغض و حسد اور طلب ملک و ریاست اور میل طرف لذات اور شہوات کے اسواسطے کہ نہین ہے ہر ایک صحابہ سے معصوم اور نہ ہر ایک انمین سے کہ جو ملا نبی سے ساتھ خیر کے موسوم مگر یہ کہ علمانے بسبب حسن ظن کے ان امور کی تاویلات ذکر کی ہین جو انکے لائق ہین اور گئے ہین طرف اس امر کے کہ وہ تضلیل و تفسیق سے بری ہین تا کہ عقائد مسلمین زیغ و ضلال سے محفوظ رہین بیچ حق کبار صحابہ کے خاصتہً مہاجر اور انصار کے جو بشارت دی گئی ہین ساتھ ثواب کے بیچ دار قرار کے اور جو کچھ کہ واقع ہوا بعد انکے ظلم اوپر اہلبیت نبی کے پس وہ ایسا ظاہر ہے کہ مجال اخفا کے نہین اور اسکی شناعت ایسی ہے کہ عقول پر مخفی نہین اور قریب ہے کہ گواہی دین اسکی جمادات اور حیوانات عجماء اور روئین انکے لئے ارض و سما اور پھٹ جائین انسے پہاڑ اور شق ہوجائین پتھر اور باقی رہیگا سوء عمل اسکا ہمیشہ پس لعنت خدا کی اس شخص پر کہ جو مباشر اسکا ہوا اور سعی اسمین کی ہے البتہ عذاب آخرت شدیدتر اور پائندہ تر ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ سبب ظلم جو خاندان رسول پر ہوئے علت

اِن سب کی وہی غصب کرنا خلافت کا ہی کہ جو شیخین باوجود عدم استحقاق کہ منصب کبریائی خلافت پر بیٹھ گئے حالانکہ خدا اور رسول نے
اُن کی خلافت پر نص فرمائی تھی دار الخلافت اُن کے نزدیک منصوصی ہوتی نہ اجماعی اگرچہ بسبب عدم دخول جناب امیرؑ و بنی ہاشم وغیرہ ایسا
اجماع مین یہ اجماع ہی صحیح نہین سوائے اسکے یہ خلفاء تو اتنی بھی لیاقت نرکھتے تھے کہ جتنی لیاقت ابو حنیفہ افتا اور قضارت
کے رکھتا تھا کہ جسکے امام المشککین فخر رازی نے توہین اور تہجین کی ہی اور دلیل ہماری اسپر یہ ہی کہ ابو عمرو بن عبد البر صاحب استیعاب
نے ترجمہ عبد الرحمان بن سہل الانصاری مین قاسم بن محمد سے نقل کی ہی کہ اُسنے کہا ایک روز ایک شخص متوفی کی نانی اور دادی
حضرت ابو بکر کے پاس ترکے کا جھگڑا کرتی ہوئی آئین پس ابو بکر نے جدہ مادری یعنی نانی متوفی کو متروکات اُس کے سے چھٹا حصہ
دیا اور جدہ ماجدہ پدری یعنی دادی کو اُسکے کچھ نہ دیا عبد الرحمان حارثے بدری نے سُنکر ابو بکر سے کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ جدہ
مادری کو کہ اگر وہ پہلے متوفی کے مر جاتی تو نواسا اُسکا اُسکی میراث نہ پاتا تو نے سدس دیا اور جدہ پدری کو کہ اگر وہ پہلے متوفی کے
مر جاتی تو پوتا اُسکا میراث اُسکی لیتا تو نے کچھ نہ دیا حضرت ابو بکر یہ سنکر متنبہ ہوئے اور متوفی کے مال کو اُن دونون مین برابر
تقسیم کیا پس اِس حدیث پر کئی امر متفرع ہوئے ایک یہ کہ خلیفہ روئے زمین ایسے مسئلہ متعارف مین ناواقف ہو دوسری یہ کہ
ترجیح مرجوح کی کما زعمہ عبد الرحمان یا ترجیح من غیر مرجح کس سبب انکی خاطر مین گزری تیسری بمجرد کہنے عبد الرحمان کے حالانکہ عبد الرحمان
نے اپنی طرف سے یہ بات بیان کی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکم خلافت مآب کا دیر زبان یاوہ گوؤن کے تھا نہ مستفاد کتاب خدا اور نہ
سنت رسول سے اور نہ اپنی اجتہاد سے و الا پہلے عبد الرحمان سے اس بات مین گفتگو کرنی تھی اور کہنا تھا کہ تو یہ کہان سے کہتا ہی اگر کہنا
اُسکا صحیح ہوتا تو اپنی حکم سے رجوع کرنی تھی مگر یہ جب ہوتا کہ جب خلیفہ صاحب کو اپنے کہنے کی صحت کا علم و یقین ہوتا اور بیہقی نے
نوالمعن کنز العمال مین عبد الرحمن سے اور اُسنے اپنے باپ سے روایت کی ہی کہ اُس نے کہا کہ مین ایک روز بہ ضرورت ابو بکر کے پاس گیا
انہون نے کہا کہ مین دوست رکھتا تھا اُس بات کو کہ میراث عمہ اور خالہ کے جناب خاتم الرسل سے دریافت کرتا اور جلال الدین
سیوطی نے اتقان کی نوع سیوم و ششم مین لکھا ہی کہ ایک روز ابو بکر سے معنی آیہ وفاکھۃ وابّا کے پوچھی کہا کہ اے
سماءٍ تظلنی واے ارضٍ تقلنی ان انا قلت فی کتاب اللہ مالا اعلمُ یعنی اگر معنی کتاب خدا
مین کہون مین اُس چیز کو کہ نہین جانتا مین تو کونسا آسمان مجھپر سایہ کریگا اور کونسی زمین مجھے اٹھائیگی اگر کہون مین کتاب خدا
مین اُس چیز کو کہ نہین جانتا مین اُسکو انتہے اور ظاہر ہے کہ معنی آب کے تعلق رکھتے ہین ساتھ لغت عرب کے یعنی یہ ایک
لغت عربی ہی کہ جسکے معنی سب فصحائے عرب بغیر رجوع کرنے کی طرف تفسیر و حدیث کی سمجھتے ہین پس جبکہ حال خلافت پناہ کا زبان
دانی مین ایسا ہو تو لیاقت فتوی اور اجتہاد کی کہ علاوہ علم تفسیر وغیرہ سے ملکہ قدسیہ اور قوت قویہ چاہتا ہی ان صاحب کو
یہ قوت کہان میسر تھی اور بھی حال لغت دانی خلیفہ صاحب کا تو شیخ بخاری کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ اپنی صحیح مین لکھا ہی

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اخی نوحاً لما اخاہ السقطم فسح یدہ علی عرباض فخرج منہ سمسم فقال
ابو بکر یا رسول اللہ ما السقطم وما العرباض وما السمسم فقال السقطم الزبابۃ والعرباض الوردُ

قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اخی نوحا لما اذاہ السقطم فمسح یدہ علی عرباض فخرج منہ سمسم فقال ابوبکر یا رسول اللہ صلعم ما السقطم

وما العرباض وما السمسم فقال م السقطم الزبابۃ والعرباض الورد والخیطل والسمسم العثمثم فقال ابوبکر یا لنا طاقۃ

فبین لنا فقال م الزبابۃ القریب والورد والعثمثم الضبون فقال ابوبکر یا لناطاقۃ فبین لنا فقال السقطم والزبابۃ والقریب

الفارۃ والعرباض والورد والخیطل الاسد والسمسم العثمثم والضیون السنور الحدیث ۔ خلاصہ معنی یہ ہین کہ پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ جب بھائی میرے

نوح کو سقطم نے ستایا اور اذیت دی تو ہاتھ اپنا عرباض پر پھیرا پس اُسکے جسم سے سمسم باہر آیا پس ابوبکر نے معنی اِن تینوں لفظون کے پوچھے فرمایا

سقطم زبابہ کو کہتے ہین اور عرباض ورد کو اور سمسم عثمثم کو حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجکو اِن کے معنے معلوم نہین فرمایا کہ زبابہ قریب

کا نام ہے اور ورد خیطل کا اور عثمثم ضیون کا ابوبکر نے پھر کہا کہ یا حضرت مجکو طاقت اِن کے سمجھنے کی نہین ہے آپ اِن لفظون

کے معنی ارشاد فرمائین اُس جناب نے ارشاد فرمایا کہ سقطم اور زبابہ اور قریب کے معنی موش کے ہین اور عرباض اور ورد اور خیطل

کے معنی شیر کے ہین اور سمسم اور عثمثم اور ضیون نام ہین بلّی یعنی گربہ کے پس یہ لغت خلافت مآب کے ذہن عالی مین نہ آئی حالانکہ

یہ لغت عربی تھی پھر باوجود اِس علم و فضل کے مسند آرا ہوئے خلافت اشرف الانبیا کے اور بھی فضائل اور محامد ابوبکر مین لکھا ہے

کہ چند یہود خدمت خلافت مآب مین حاضر ہوئے اور کہا کہ تم اپنے نبی کے اوصاف بیان کرو ابوبکر نے کہا کہ اے قوم یہود بہ تحقیق

کہ مین اُس جناب کے ساتھ غار مین مثل اِن دو انگشت کے نزدیک اور متصل تھا اور ہمراہ اُسکے کوہ حرا پر گیا اور اسوقت انگلیان

میری حضرت کی انگلیون مین تھین لیکن بیان کرنا اُن کے حال کا اور اُن کے اوصاف کا مجھپر بہت مشکل ہے یہ کہکر اشارہ کیا طرف

علیؑ ابن ابیطالب کے پس یہود اُس جناب کی خدمت کثیر الافادت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے ابوالحسن حال خجستہ مآل ابن عم

اپنے کا بیان کرو پس اُس جناب نے سب حال بیان فرمایا غرض کہ اس کلام خلیفہ صاحب سے ظاہر ہوا کہ جو فضیلت کہ اتباع خلیفہ

صاحب خلیفہ جی کیواسطے بسبب صحبت غار کے ثابت کرتے ہین وہ کچھ فضیلت اُنکے واسطے مفید نہین فقط حضرت کی ملازمت

اور مرافقت سے اتصال جسمانی اور معیت مکانی اونکو حاصل ہوا نہ تقرب ربانی اور فیوض یزدانی اور اِس سے اور کیا زیادہ ہوگا

کہ باوجود مصاحبت اُس قبلہ اہل نیاز کی نشیب و فراز مین بکمال بے بصیرتی سے اوصاف اُس جناب کے نہ پہچانے اور نہ بیان کرسکے

ہم نہین جانتے کہ صاحب ذخایر جو اس حدیث کو باب فضائل ابوبکر مین لایا ہے کونسی فضیلت حضرت ابوبکر کی اِس مین قرار دی ہے

سوائے جہل اور عدم تعارف کے نسبت رسولخدا کے ثابت ہے اور اسی سبب سے اِن سے صاحب نے جواب اعرابی مین کہا تھا کہ مین خلیفہ نہین

ہون بلکہ خالفہ ہون اور یہی باعث تھا کہ اقیلونی فلست بخیرکم و علی فیکم کہا تھا اور اسی جہت سے خلیفہ ثانی

عمر بن الخطاب نے کہا تھا کہ ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ ؛؛

یعنی بیعت ابی بکر کی تھی بے اصل اور سوء تدبیر سے خدا نے اُسکے شر سے بچایا پس جو شخص کہ اعادہ کرے مثل اِس

بیعت کی پس قتل کرو تم اُسکو اور یہی سبب تھا کہ کہا لیتنی کنت سألت رسول اللہ ھل للانصار فی ھذا الامر حق

یعنی کاش کہ مین رسولخدا سے پوچھتا کہ آیا واسطے انصار کے بھی اِس خلافت مین حق ہے پس اگر خلیفہ صاحب لیاقت خلافت

کی اور قابلیت ریاست کبریٰ کی رکھتے اور جناب رسول خدا بحکم خدا اور بواسطہ وحی کے انکو خلیفہ کر جاتے تو پھر اپنی خلافت مین خلافت مآب شک کیون فرماتے اور خلیفہ ثانی اس خلافت کو بے اصل کیون ٹھہراتے اور ایسا ہی حال تھا علم و دانش اور فہم و فراست حضرت فاروق کا کہ فخر رازی نے تفسیر آیہ ارأیت الذی ینھی عبدا اذا صلی میں لکھا ہے یروی فی ھذا المعنی

ان یہودیا من فضلاء الیھود جاء الی عمر فی ایام خلافتہ و قال اخبرنی عن اخلاق رسولکم

فقال عمر اطلبہ من بلال فھو بہ اعلم منی ثم ان بلالا دلہ علی فاطمۃ ثم ان فاطمۃ دلتہ

علی علی فلما سأل عنہ قال صف لی متاع الدنیا حتی اصف لک اخلاقہ فقال الرجل لا یتیسر لی

فقال علی عجزت عن وصف الدنیا و قد شھد اللہ علی قلتہ حیث قال

قل متاع الدنیا قلیل فکیف اصف لک اخلاقہ وقد شھد اللہ

بانہ عظیم حیث قال انک لعلی خلق عظیم یعنی ایک بزرگان یہود سے خلیفہ ثانی کے پاس اُن کے ایام خلافت مین آیا اور کہا کہ اے خلیفہ اخلاق اور اوصاف اپنے پیغمبر کے مجھسے بیان کر خلیفہ صاحب نے عاجز ہو کر کہا کہ اسکو بلال سے پوچھ کہ وہ مجھسے زیادہ حال نبی سے آگاہی رکھتا ہے پس بلال نے جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کیطرف رہنمائی کی اور جناب معصومہ نے حضرت امیر المومنین کی طرف دلالت کی جب یہودی اُس جناب کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے مطلب کی استدعا کی تو اُس جناب نے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی اول تو اسباب اور متاع دنیا کی تفصیل بیان کر تا کہ مین اخلاق محمدی کی تفصیل تجھسے بیان کرون یہودی نے کہا کہ یہ امر میرے حیطہ اختیار و اقتدار سے باہر ہے جناب امیر نے فرمایا کہ وائے تجھپر کہ تو شرح کرنے سے حال دنیا کے عاجز ہے حالانکہ خدا تعالے نے اُسکی قلت اور کمی کی گواہی دی ہے اور فرمایا ہے کہ قل متاع الدنیا قلیل یعنی متاع دنیا بہت قلیل اور کم ہے پس مین اخلاق نبی کو کیونکر بیان کرون حالانکہ اُسکی عظمت اور کثرت پر خدائے عزوجل نے گواہی دی اور فرمایا کہ تو اے محمد صاحب خلق عظیم ہے اس روایت سے کئی فائدے حاصل ہوئے ایک تو ناواقفیت خلیفہ صاحب کی حال خوش مآل پیغمبر آخر الزمان سے دوسرے یہ کہ خود باقرار خلیفہ صاحب حضرت بلال حال رسول ذوالجلال سے بہ نسبت خلیفہ جیو کے زیادہ تر واقف اور آگاہی رکھتے تھے اور پھر باوجود اسکے لیاقت منصب خلافت کی نہ رکھتے تھے پس حضرت عمر کیونکر قابل اس منصب جلیل کے ہوئے تیسرے یہ کہ کلام بلاغت نظام معجز انجام جناب امیر علیہ السلام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاص وہی جناب اس منصب جلیل کی لیاقت رکھتے تھے نہ اور کوئی اور سچ ہے کہ غیر اس منصب جلیل کی کیونکر لیاقت رکھتے جب کہ علم خدا و رسول اُسکو حاصل نہو چنانچہ کتب صحیحہ اہل سنت مین لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی اکثر لوگون سے الزام پاتے تھے یہانتک کہ عورات پردہ نشین بھی اِن کو ملزم کرتی تھین اور بارہا جناب امیر نے اُن کو مسائل مین ہدایت کی اور خلیفہ جیو نے ہر بار لولا علی لھلک عمر زبان پر جاری کیا پس فاضل پر مفضول کو ترجیح دینا خلاف عقل و نقل ہے اور یہ جو سائل نے خلاصہ قول مولوی اسمعیل کا لکھا ہے کہ جو حسنین مرتبہ شہادت کو پہنچے داخل جنت ہوئے جگہ خوشی کی ہے نہ محل غم کا آہ یہ قول مولوی مذکور کہ برا از مکر و زور ہے مردود ہے اسواسطے کہ یہ جو علت خوش ہونے کی شہادت

حضرت امام حسینؑ پر دخول جنت اور علو مرتبت کو گردانا ہی یہ فقط از راہ تلبیس و تذویر کی بخوف شیعان خاص حسینؑ کی بہی
والا در حقیقت علت اسکی ان کے نزدیک وہی خوشی کرنا اور شاد ہونا اور ہنسنا ان کے خلیفہ زادہ یزید ابن معاویہ اور اسکی
اتباع کا ہی کہ جب سر شہدا کے اور اسرار اہلبیت رسول مقبول دربار یزید مین آئی تو اونکو دیکھکر یزید اور تمامی اہل دربار خوش
ہوئے اور ہنسے اور بہت شادی کی پس اس علت کو بخوف فرقہ محقہ علت مذکورہ بالا کے ساتھ بدل لا و الا اگر حال شہدا
قابل شادی اور خوشی ہوتا تو چاہیے تھا کہ جناب رسالت مآب حال شہدا پر خوش ہوتے اور ہنستے حالانکہ اُس جناب سے خلاف اُس کا
ظہور مین آیا ہی جیسا کہ مشکوۃ مین کہ صحاح کتب اہل سنت سے ہے لکھا ہی نعی النبی زیدًا و جعفرًا و ابن
راحۃ للناس قبل ان یاتیہم خبرہم فقال اخذ الرایۃ زید
فاصیب ثم اخذ ابن راحۃ فاصیب و عیناہ تذرفان یعنی خبر پہنچائی آنحضرت نے مرنے زید اور جعفر اور ابن راحۃ کی پہلے
اس سے کہ آوے لوگونکو خبر اونکی مرنے کی پس فرمایا اُس جناب نے کہ لیا نیزہ زید نے پس شہید کئے گئے پھر لیا نیزہ جعفر نے
پس شہید کئے گئے پھر لیا نیزہ عبد اللہ نے پس شہید کئے گئے یہ حال فرماتے تھے وہ جناب اور روتے جاتے تھے پس اگر حال شہدا
محل سرور و شادی ہوتا تو جناب رسول خدا کیون روتے بلکہ خوش ہو ہو کر بیان کرتے اور بھی صحیح بخاری مین لکھا ہی اور اُس کو
روضۃ الاحباب والے نے بھی نقل کیا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ زید اور جعفر اور ابن راحہ کو مینے تخت زرین پر بہشت مین دیکھا
کہ مثل فرشتون کے پرواز کرتے تھے پس باوجود حصول اس مراتب دخول بہشت کی اسماء بنت عمیس سے اسی کتاب مین
نقل کی ہی کہ وہ کہتی ہین کہ جناب رسول خدا خبر شہادت جعفر طیار سنکر میری گھر مین تشریف لائے اور فرزندان جعفر کو بلا کر
اپنے پاس بٹھلایا اور دست حق پرست اُن کے سر پر پھیرتے تھے اور روتے تھے پس اس سے ثابت ہوا کہ گریہ و بکا حال شہدا
پر اسوۃ اور پیروی رسول خدا کی ہی اور عین عبادت ہی اور اس جگہہ صاحب روضہ نے داد انصاف کی دی اور کہا ہی کہ تنبیہ از
ضمن خبر جعفر و حزن رسول خدا بموت او معلوم میشود کہ شخص در معصیت بمجرد بکا و حزن از دائرہ صابران و راضیان
بقضائے حق تعالے بیرون نمیرود زیرا کہ آن حال اثرے است از آثار رحمت و رقتے کہ خداوند تعالے در دل بندہ
مومن ایجاد فرمودہ بلکہ توان گفت کہ شخص اگر از مصیبت متاثر گردد و معالجہ نفس خویش بصبر و رضا کند رتبۂ او ارفع
خواہد بود از کسے کہ باک ندارد از وقوع مصیبت و متجزع نگردد از ان زیرا کہ آن علامت قساوت قلب است و اللہ
اعلم اور بھی علی محمد خان مراد آبادی فاروقی حنفی نے اپنے رسالہ مین کہ جسکا نام عمدہ رکھا ہے مفتاح الجنان اور معارج النبوت
وغیرہ سے نقل کی کہ طرماح نے ابن عدی سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ جب فوج اشرار نابکار یزید علیہ ما علیہ کی کربلا سے
روانہ ہوئی تو مین لاشہائے شہدا مین حالت غش مین پڑا ہوا تھا بعد دیر کے جب ہوش مین آیا تو دیکھا مینے کہ بیس سوار
بلباس سفید کہ بو عنبر اور مشک کی انمین سے آتی تھی آنکر اپنے گھوڑون سے اوترے اور اُن مین سے ایک شخص نے لاشہ حسینؑ
کو اٹھا کر بٹھایا اور کوفہ کی طرف اشارہ کیا کہ سر امام حسینؑ کا جسد اقدس سے آنکر ملحق ہوا جب مین نے بغور دیکھا تو وہ

بزرگ جناب محمد مصطفے تھے اور اُس جناب نے حضرت آدم اور انبیا سے کہ ہمراہ حضرت کے تھے کہا کہ تمنے دیکھا کہ میری امت نے
میری آل سے کیا سلوک کیا اور یہ فرماکر بہت روئے اور بھی رسالہ تحریر الشہادتین مین لکھا ہی کہ جب قافلہ اہلبیتؑ کا مدینہ مین پہنچا
تو اہل مدینہ اُنکو دیکھکر روئے اور پیٹے اور اسقدر اونپر لشکر غم نے ہجوم کیا کہ بیان سے باہر ہے اور ایسا شور وفغان اُن مین بلند
ہوا کہ شور قیامت کو یاد دلوایا اور ام سلمہ رض کو روتے روتے غش آگیا اور منقول ہے کہ حسن بصری اسقدر شہدائے کربلا پر رویا کہ رخسارون
مین زخم ہوگئے تھے حضرت آدم حضرت ہابیل پر کہ جب قابیل نے اون کو شہید کیا اسقدر روئے کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اور جناب
امام زین العابدینؑ کا رونا تو مشہور ہی کہ چالیسؑ برس اپنے پدر بزرگوار شہید دشت کربلا کو روئے سوائے اسکے جناب رسولخدا
کو شہادت حضرت امیر حمزہ پر نہایت حزن وملال عارض ہوا اور بہت روئے اس سے ثابت ہوا کہ حال شہدا قابل گریہ و
بکا ہی نہ جائے شادی وسرور پس علت خوشی اور شادی اس فرقہ کی وہی پیروی معاویہ اور یزید اور اُسکی اتباع کی ہے
نہ حصول مراتب ومدارج جنانی دوسرے یہ کہ قول مولوی اسمعیل کا مخالف ہے قول رسول مقبول کی کہ اُس جناب نے فرمایا کہ من بکے
علے الحسین او ابکی او تباکی وجبت لہ الجنۃ واہ کیا خوب مذہب ہے اس فرقہ کا جناب رسولخدا تو حکم دین اُس جناب پر رونیکا اور
مولوی اسمعیل حکم دے اُس جناب پر خوش ہونیکا اور ہنسنے کا واقعی اگر جناب امام حسینؑ زندہ ہوتے تو بیشک مولوی اسمعیل
پہلے سب سے اُس جناب پر جہاد کو چڑھتا اور پیچھے سکھونپر جاتا اور یہ تو لاچار ہوگئے ہین کہ خدا تعالے نے اپنے حبیب محمد مصطفے
کو قرآن مجید مین بخاتم النبیین ملقب کیا ہی ورنہ یہ لوگ دعویٰ نبوت کا کرتے جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے کیا تھا مگر اس فرقہ کی عداوت
کو اہلبیت رسول کی ساتھ دیکھنا چاہیے کہ ایسے شخص کو شہید کہین اور جناب امام حسینؑ کو خارجی مقرر کرین اور کہین کہ
خرج الحسین بجدہٖ قتل بسیف جدہٖ اور لفظ شہادت کو اُس جناب کے نام پر سے موقوف کرین اور لفظ قتل
کا بجائے لفظ شہادت کی اطلاق کرین جیسا کہ غزالی کی روایت مین وارد ہی کہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ قتل الحسن والحسین الخ
اور یہ جو مولوی اسمعیل نے کہا ہی کہ اقربا تمہاری ایسی مصیبتون مین مبتلا ہون الخ کافی ہی اس قول کے رد کو احادیث نبوی
کہ جن مین حکم ہی اُس جناب کی مصائب کے ذکر کرنیکا اور اُس پر رونے رولانیکا پس جبکہ جناب رسولخدا اور علی مرتضےؑ خود حکم دین
کہ تم ہر سال بلکہ ہر وقت اُس جناب کی مصائب کو بیان کر کے روؤ اور ہمکو پرسا دو تو پھر مولوی اسمعیل کون ہی جو منع کرتا ہی
اور جب خود صاحب مصیبت کی یہ مرضی ہو کہ میری مصیبت کو بیان کیا کرو تو منع کرنا مولوی اسمعیل کا باعث اُسکی عناد کا ہے
رسولخدا کی ساتھ مگر ہان مولوی اسمعیل کے نزدیک مثل خلفائے غاصبین تابعداری حکم رسول کی جائز نہین تو البتہ یہ
قول مولوی مذکور کا اس فرقہ کے نزدیک درست ہوگا مگر مخرج ہوگا اُسکو دایرہ ایمان سے اسطور پر بھی اب ہم مولویصاحب کے
تو ابعین سے پوچھتے ہین کہ جبکہ خداوند عالم نے سہ بارہ و کرّہ بواسطہ ملائک مقربین اپنے حبیب کو اس حادثہ کی خبر دی اور فرشتونکو
حکم کیا کہ جاکر تعزیت اُس جناب کی کرو اور آج تک فرشتہ اُس جناب کی قبر پر روتے ہین اور آسمان کی رونے کی علامت
آج تک ہر روز ظاہر ہوتی ہی یعنی شفق اسکا کیا جواب دین گے بجز اسکے کہین کہ مولوی صاحب مذکور کو بھی ثانی معلم الملکوت

بلکہ استاد معلم الملکوت تھے اور یہ جو سائل نے لکھا ہی کہ اور بھی کہتے ہین کہ کتاب سر الشہادتین شاہ عبد العزیز کی نہین ہے سو حقیقت یہ ہے کہ شیعون کو ایسی کیا غرض ہے کہ جو محنت کر کر کتاب لکھین اور اُسکو منسوب کرین کسی غیر مذہب والے کی طرف یہ امر تو اُن لوگون کو چاہیے کہ جنکے مذہب مین کچھ خلل ہوا اور جنکا مذہب بقول خلیفہ ثانی بے اصل ناشی سو تدبیر سے ہوا ہو تو البتہ اونکو لازم ہی کہ اپنے مذہب کے اصل بنانے کو ایسی باتین کرین اور شیعون کو کیا غرض ہی جو جھوٹ بولین اسواسطے کہ انکا مذہب تو فضلِ خدا سے ایسا درست اور صحیح غساد سے اور سالم عیب سے ہی کہ کچھ انکو احتیاج اسبات کی نہین اور سوائے اسکے اہلسنت کے مذہب کے بے اصلیت پر ایک بڑی قوی دلیل یہ ہی کہ جس کتاب مین مدح یا صفت اہلبیت ع کی یا کوئی دلیل اپنے مذہب کے بطلان کی دیکھتے ہین تو سراسیمہ ہوکر اپنا پیچھا چھوڑانیکو اُس کتاب سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ کتاب کسی رافضی کی کہی ہوئی ہے باوجودیکہ شاہ عبد العزیز کو بہت زمانہ نہین گزرا اور دیکھنے والے ابھی تک موجود ہین کہ جنہون نے اِس کتاب کو اُنسے سُنا ہی اور اونکی زمانہ مین چھپ چکی تھی اور ہر گلی کوچہ مین پڑی پھرتی تھی شیعون کی طرف نسبت دیدی فقط اسواسطے کہ اُس مین بعض حق باتین لکھین ہین کہ جنسے اُن کی دین کی خرابی ہوتی ہی اور اسی پر صحت اقوال مولوی عبد العزیز صاحب کی جو بڑی معتبر گنی جاتی ہین قیاس کرنا چاہیے اپنے کیدِ بست و یکم باب دوم تحفہ اثنا عشریہ مین انہون نے بھی فرمایا تھا کہ علی ہذا القیاس کتب بسیار تصنیف نمودہ اند و بہر یک از معتبرین اہلسنت نسبت نمودہ یہ حال ہے اہل اس مذہب کا اور چاہتے ہین کسیطرح سے اہلبیت کی فضائل مٹ جائین اور کوئی اُنکا نام نہ لینے پائے واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون یہانتک تو جواب تھا سوال مذکور کا اوپر طریقہ اہل تشیع کے اب سُنئی جواب سوالات امتسات نذیر حسین شیخ نجدی صاحب کا اور من بعد رد جواب مذکور کو گوش گزار کیجیگا قال فی جوابہ جواب در صورت مرقوم راجح در قصہ کربلا امتناع و حرمت است چنانچہ صاحب صواعق و مولوی اسمعیل شہید مرحوم افادہ فرمودہ صورت مرقومہ مین راجح قصہ کربلا مین امتناع اور حرمت ہی جیسا کہ صاحب صواعق اور مولوی اسمعیل شہید نے افادہ فرمایا ہے اقول و بہ نستعین جواب ناصواب مجیب غیر مصیب صاحب کا کہ اُن کی بلاہت اور سفاہت پر باعلائے صوت ندا دیتا ہے مخدوش اور منقوض ہی اس جہت سے کہ چونکہ مجیب صاحب نے اپنے اِس دعوی کو بلا بینہ و برہان بیان کیا اور کوئی دلیل اور کوئی سند رجحان حرمت اِس ذکر پر آیات اور احادیث سے قائم نہین کی لہذا قابل سماعت صاحبانِ عقل سلیم اور طالبان حق و یقین کی نہین ہو سکتا اور اوپر ہم جواب باصواب مین ابھی استحباب اِس ذکر کا اور مسنونیت اِس بار کی بوجہ احسن احادیث آیات سے ثابت کرائی ہین بس منع اِس شیخ صاحب کا بمقابلہ قول خدا اور رسول کے قابل منع ہی نہ لائق سمع ثم قال فیہ جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در قول جمیل ارشاد نمودہ عبارتہ ہکذا ترجمہ اور بھی جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے قول جمیل مین ارشاد کیا ہی عبارت اسکی یہ ہے یعنیا فی سنن ابن ماجہ و غیرہ ان القصص لم تکن فی زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ولا فی زمن ابی بکر و عمر و رُوینا الصحابۃ کانوا یخرجون القصاص من المساجد فعلمنا ان القصص غیر

موعظة وانه مذموم وانها محمودة واما الآفات التي تعتري الوعاظ في زماننا فمنها عدم تميزهم بين الموضوعات وغيرها بل غالب كلامهم الموضوعات والمحرفات وذكرهم الصلوات والدعوات التي عدها المحدثون من الموضوعات ومنها قصصهم قصة كربلا والوفاة وغير ذلك وخطبهم انتهى ما في القول الجميل یعنی روایت کی گئی ہم سنن ابن ماجہ وغیرہ مین یہ کہ قصہ خوانی نہ تھی زمانہ رسول خدا مین اور نہ تھی زمانہ ابوبکر اور عمر مین اور روایت کی گئی ہم کہ صحابہ کرام نکال دیتے تھے قصہ خوانوں کو مسجد مین سے تو سمجھے جا کہ قصہ گوئی غیر ہے وعظ ونصیحت کی اور یہ قصہ گوئی مذمت کی گئی ہے اور وعظ ونصیحت پسندیدہ چیز ہے یعنی شرع مین اور پھر آفتین جو پیش آتی ہین واعظون کو ہمارے زمانہ مین سو اُن مین سے ایک عدم تمیز ہے اونکی درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام انکا موضوعات او محرفات ہین اور ذکر کرنا اونکا اُن نمازون اور دعاؤنکو جنکو محدثون نے موضوعات مین گنا ہے اور از انجملہ بیان کرنا انکا قصہ کربلا اور وفات کی اور سوائے اُسکے یعنی اور موسموں مین قصہ گوئی کرنے اور اُنمین خطبہ خوانی کرنا تمام ہوا مضمون جو قول جمیل مین ہے اقول وبہ نستعین یہ قول شاہ ولی اللہ کا کہ زمانہ رسولخدا مین قصص نہ تھے اور نہ زمانہ ابی بکر وعمر مین اور قصہ خوانوں کو صحابہ نکلوا دیا کرتے تھے مردود منقوص ہی کئی وجہ سے اوّل تو یہ کہ شیخ ولی اللہ نے جہّال کی اضلال و گمراہی کیواسطے حکم خاص کو پیرایہ عام مین جلوا دیا ہے اور بہواے نفسانی واغواے شیطانی حکم ربانی اور امر محبوب سبحانی کا ابطال چاہا توضیح اُسکی یہ ہے کہ قصے دو طرح پر ہین ایک جھوٹے مثل قصہ امیر حمزہ وغیرہ کہ جنسے کتابین جھوٹے قصون کی مملو اور مشحون ہین اور دوسرے سچے مانند حوادث اور سوانحات و اقعیہ موردات اور معاملات نفس الامریہ کی کہ جو وقوع مین آئے ہین اور صادق ہین کسیطرح کا ریب وشک اور جھوٹ اور بناوٹ کو اونمین راہ و دخل نہین اور وہ وہ قصے ہین کہ جنکو خدا تعالے نے احسن القصص تعبیر کیا ہے اور اور قصے غزوات جناب رسالمقبول اور حال فراری بعض صحابہ جہاد سے اور فتوح قلاع بر دست حیدر کرار غیر فرار کے پس ذکر کرنا اور سننا اور پڑھنا اور دیکھنا اور کہنا جھوٹے قصونکا تو لاریب حرام ہے اور ہمارے ائمہ سے بھی مذمت مین ایسے قصون کی بہت سی حدیثین وارد ہین چنانچہ عین الحیات مین جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا کہ ذکر علی بن ابیطالب عبادة ومن علامات المنافق ان يتنفر عن ذكره ويختار استماع القصص الكاذبة واساطير المجوس على استماع فضائله ثم قرء واذا ذكر الله وحده اشمأزت قلوب الذين لا يؤمنون بالآخرة واذا ذكر الذين من دونه اذا هم يستبشرون فسئل عن تفسيرها قال اما تذكرون ان رسول الله كان يقول اذكروا علي ابن ابيطالب في مجالسكم فان ذكره ذكري وذكري ذكر الله فالذين اشمأزت قلوبهم من ذكره واستبشروا عن ذكر عمرو اولئك الذين لا يؤمنون بالآخرة ولهم عذاب مبين

یعنی یاد کرنا علی ابن ابیطالب کا عبادت ہے اور علامات منافق سے تنفر کرنا اور بھاگنا ہے اُسکے ذکر سے اور اختیار کرنا اور ترجیح
دینا ہے سُننے قصوں دروغ اور جھوٹ کو اُسکے فضائل کی سننے پر اور افسوس مجوس کی پھر اُس جناب نے یہ آیہ و اسفے
ہذا یہ تلاوت فرمایا کہ اذا ذکر اللہ وحدہ الخ پس پوچھی آنحضرت سے تفسیر اُسکی فرمایا کہ آیا نہیں جانتے کہ
پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یاد کرو علیؑ ابن ابیطالب کو اپنی مجلسوں میں پس بدرستی کہ یاد کرنا علیؑ ابن ابیطالب کا یاد کرنا میرا ہے اور یاد
کرنا میرا یاد کرنا خدا کا ہے پس وہ لوگ کہ بھاگتے ہیں دل اون کی یاد کرنے علیؑ ابن ابیطالب سے اور خوش اور شاد ہوتے ہیں ذکر کرنے
غیر اُن کی سے پس وہ لوگ ہیں کہ ایمان نہیں رکھتے ساتھ آخرت کی اور خاص اُن کے واسطے ہے عذاب دردناک خوار کرنیوالا
اور ابن بابویہ نے کتاب اعتقادات میں بیان کیا ہے کہ سُئل الصادق عم عن القصاص ایحل الاستماع لهم فقال
لا وقال من اصغی الی ناطق فقد عبدہ فان کان الناطق عن اللہ فقد عبد اللہ وان
کان الناطق عن ابلیس فقد عبد ابلیس یعنی پوچھا جناب صادقؑ سے حال قصہ خوانوں کا کہ آیا سننا
اُن کے قصوں اور کتابوں کا حلال ہے یا نہیں فرمایا کہ جو شخص کہ سنے کسی کی بات کو پس تحقیق اس سننے والے نے اُس کہنے
والے کی پرستش کی پس اگر کہنے والے نے خدا کی بات کی یعنی حق اور سچ کہا تو اُسنے خدا کی پرستش کی اور جو شیطان کی
بات کی یعنی جھوٹ اور باطل کہا تو اُس نے شیطان کی پرستش کی اور اُسکو پوجا پس ان دونوں حدیثوں سے ثابت
ہوا کہ جھوٹے قصے کہنے حرام ہیں اور سچے قصے کہنے درست اور جائز اور اگر مطلق قصے یعنی جھوٹے اور سچے دونو حرام
ہوں تو اولا قرآن کا پڑھنا ہی چاہئے کہ حرام ہو جائے کہ اُس میں بھی بہت سے قصے خدا تعالے نے بیان فرمائے ہیں
دوسرے کتابیں طرفین کی کہ قصوں سے بھری ہوئی ہیں اُنکا دیکھنا اور پڑھنا حرام ہو جائے دیکھو کتب صحیحہ اہلسنت
کو اون میں لکھا ہے زید بن اوفی سے کہ اُس نے کہا دخلت علی رسول اللہ فی المسجد فذکر
قصہ مواخات رسول اللہ صلعم بین الصحابة فقال علی للنبی لقد ذهبت
روحی وانقطع ظهری حین رأیتك فعلت ما فعلت باصحابك ما فعلت غیری فان
کان هذا من سخط علی فلك العتبی والکرامة فقال رسول اللہ صلعم والذی بعثنی بالحق
ما اخترتك الا لنفسی فانت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی وانت اخی ووارثی یعنی زید کہتے
ہیں کہ حاضر ہوا میں خدمت میں جناب رسولخدا کے اُس حال میں کہ وہ جناب مسجد میں تشریف رکھتے تھے پس ذکر کیا گیا
قصہ مواخات کا کہ رسولخدا نے مابین صحابہ کے عقد مواخات و برادری کیا پس عرض کیا جناب علیؑ نے خدمت جناب رسولخدا
میں کہ پرواز کیا روح نے میری اور ٹوٹ گئی پشت میری جسوقت کہ دیکھا میں نے آپ کو کہ کیا آپنے جو کچھ کہ کیا اپنے
اصحاب کے ساتھ سوائے میرے یعنی ایک صحابی کا دوسرے صحابی کی ساتھ عقد مواخات باندھا اور میرا عقد مواخات کسی
کے ساتھ نکیا پس یہ امر اگر از راہ غصہ کے ہے تو بس واسطے آپکے کرامت اور بزرگی ہے رسول مقبول نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے

اُس شخص کی کہ جس نے مجھے مبعوث کیا ہی براستی کہ نہین اختیار کیا مین نے تجھے مگر واسطے نفس اپنے کے تو میرا بھائی ہی مین تجھسے
عقد اخوت باندھونگا پس تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے مگر یہ کہ نہین ہے کوئی نبی بعد میرے اور تو بھائی میرا ہے اور
وارث میرا ہی انتہیٰ اب مقام غور ہے کہ یہ صاحب کیا بہادری سے فرماتے ہین کہ قصہ خوانونکو مسجد سے نکال دیتے تھے حالانکہ یہ
قصہ مسجد مین بیان کیا گیا اور کسی نے قصہ خوانونکو نکال نہ دیا سوا اسکے بعد زمانہ رسول مقبول کے آج تک کسی عالم فاضل
کو یہ معلوم ہوا کہ جو اس شیخ نجدی کو معلوم ہوا کہ یہ سب ان قصونکو کہ جو قرآن مین ہین اور کتب تواریخ و تفاسیر مین بیان
کرتے رہے اور اپنی تالیفات اور تصنیفات مین انکو نقل فرماتے ہی چنانچہ کچھ تو اوپر مذکور ہوئے اور دو چار اور واسطے
یقین خاطر ناظرین کی زیب قرطاس ہوتے ہین اول دیکھو ملا جامی نے کہ اتنے بڑے فاضل اور عالم اس مذہب کے ہین حضرت
یوسف اور زلیخا کے قصہ کو نظم کیا ہی اور ان کے علماء نے غزوات جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ اور شیخین کو اور اُن کے مناقشات
اور مشاجرات کو جو فیما بین واقع ہوئے ہین اپنی سب کتابون مین لکھا ہی یہانتک کہ معارج النبوۃ مین کہ اُن کے عالم متبحر
ملا معین کی تصنیف سے ہے قصہ مضروبیت خلیفہ اول کو ایسی شرح و بسط کی ساتھ لکھا ہی کہ جسکے دیکھنے اور پڑھنے سے شرم
آتی ہی یعنی لکھا ہی کہ جناب رسول مقبول قبل ہجرت امر دعوت کو بہت مخفی رکھتے تھے پس جبکہ ۳۸ آدمی اسلام لائے
تو ابوبکر نے رسول خدا سے کہا کہ اب آپ اسلام کو ظاہر کرین اور کفار کو دعوت کرین طرف اسلام کی آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر ابھی
ہم بہت قلیل ہین اور کفار کثیر اُنسے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتے ہین ابوبکر نے حضرت کا کہنا نہ مانا اور بہت اصرار کیا لاچار
ہوکر جناب رسول خدا مسجد مین تشریف لائے اور حضرت ابوبکر کو اجازت دی خطبہ خوانی کی پس جو ہین حضرت ابوبکر ممبر پر
گئے اور خطبہ پڑھنے لگے کفار عرب چارون طرف سے اونپر ہجوم لائے اور خلیفہ صاحب کو گھیر لیا پھر ہر طرف سے انپر مار پڑنے لگے عتبہ بن
ربیعہ نے تو وہ ظلم و جور کیا کہ پاؤن سے جوتیان اوتارکر جناب خلافت مآب کے مونھہ پر تڑا تڑ اس زور سے لگائین کہ رخسارے
اور بینی حضرت کی بجائی لکھا ہی کہ ناک حضرت خلیفہ صاحب کی سوجکر گال کی برابر آگئی تھی اور دونون چیزون مین ہی تمیز جاتی
رہی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ناک حضرت کی کونسی ہی اور رخسارے کونسے ہین اور ریاض النضرۃ مین بھی اس قصہ کو اسی طرح
پر لکھا ہی عن عائشۃ قالت لما اجتمع اصحاب رسول اللہ صلعم وکانوا تسعۃ و ثلاثین
رجلا الح ابوبکر علی رسول اللہ صلعم فی الظہور فقال یا ابابکر انا قلیل فلم یزل یلح علی رسول
اللہ صلعم حتی ظہر رسول اللہ وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد وقام ابوبکر فی الناس خطیبا و
رسول اللہ صلعم جالس وکان اول خطیب دعی الی رسول اللہ وثار المشرکون علی ابی بکر
و علی المسلمین فضربوھم فی نواحی ضربا شدیدا ووطی منہ الفاسق عتبہ بن ربیعہ فجعل
یضربہ بنعلین مخصوفین ویحرفہما بوجہہ واثر ذلک حتی ما یعرف انفہ عن وجہہ انتہی اور ترجمہ اسکا بعینہ
ملا معین کی عبارت ہی اور باوجود اسکے ان سب علما نے اسکو اپنی کتابون مین لکھا ہی اور سب لوگ ان کتابون کو پڑھتے

ہین اور اس قصہ کو بیان کرتے ہین پس اگر یہ بات کہ قصہ حقہ واقعیہ کے کہنے سے اور لکھنے سے آدمی مردود ہوتا ہے تو یہ علما پہلے
مردود ہوئے حالانکہ اس قصہ مین کیسی اہانت اور ذلت خلیفہ صاحب کی ہے پس اسکا بیان کرنیوالا تو مردودون مین داخل نہو
اور کسی نے ایسے قصہ گو کو مسجد سے نکال ندیا اور منع نکیا اور ذاکر جناب امام حسینؑ مردودون مین داخل ہو حالانکہ اُس جناب کے
ذکر مین کسی طرح کی اُس جناب کی اہانت اور ذلت نہین ہے اسواسطے کہ اُس جناب کے قصہ مین
اُس جناب کی شجاعت اور بھوک اور پیاس اور صبر کا حال بیان ہوتا ہے کہ تین دن کی بھوک اور پیاس مین ایسے لڑے اور
اعجاز دکھایا کہ ہزار ہا نامردونکو بھگایا اور کئی ہزار آدمیونکو ذوالفقار حیدری سے اُس غضنفر بیشہ شجاعت و بطالت نے قتل
کر کر بدار البوار بھیجدیا اور اونیس سو زخم بدن اطہر پر کھائے اور پھر باوجود اُس زور و شجاعت اور اعجاز کی اسقدر صبر کیا کہ سب
فرزندون اور عزیزونکو زخم کھاتے سر کٹاتے دیکھا حالانکہ طاقت خیبر شکنی کی رکھتے تھے باوجود اس زور خداداد کے سب
ظلم اعدا کے اٹھائے پس اگر حکم خدا نہوتا تو کسکی طاقت تھی جو اُس جناب کو شہید کرتا غرض یہ کہ اُس جناب نے ذلت سے
سر نہین دیا بلکہ بہادری اور شجاعت سے شہید ہوئے حتے کہ انبیائے سابقین حال شہادت حضرت کا سنکر غش غش
کرتے تھے اور حیرت مین رہتے تھے اب منکرین شہادت اور مانعین ذکر آنحضرت اپنے دل مین غور و فکر کرین کہ یہ امورات بجز صاحب
اعجاز کے اور کس سے ہو سکتے ہین کوئی صاحب ہمین بتائے کہ ہزار ہا آدمی کسی نے ایسی شدت کی بھوک اور پیاس اور دھوپ
اور کثرت زخم مین مارے ہین اور انیس سو زخم کس بہادر تہمتن روئین بدن نے کھائین ہین انسان کے واسطے نہایت
دو چار زخم کاری کافی ہین کسی فرد بشر کی طاقت نہین ہے کہ اتنے زخم کھاکر اسقدر جیتا رہے پھر اسپر اُس جناب کا یہ حال تھا
کہ جب کوئی عزیز یار فیق شہادت پاتا تھا تو وہ جناب جاکر اور کفار سے جہاد کر کر اُسکی نعش اٹھا کر لاتے تھے پس یہ اعجاز نہین
تو اور کیا ہے بہرحال بیان مین ان امورات کی کمال مدح اور توصیف اُس حضرت کی ہے ہان البتہ توہین اور تذلیل بیان
کرنے مین قصہ سقیفہ بنی ساعدہ کی ہے کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان خلفا نے آل اطہار اور عترت اخیار پر اس شخص
کی کہ جس سے یہ لوگ بظاہر ہدایت یافتہ ہوئے تھے وہ ظلم و ستم کی کہ جنکی برداشت کی بشر کو تاب و طاقت نہین کہ اُن جبرون کا
خلاصہ یہ ہے کہ سلطنت محمدی کو اُن کے خاندان سے نکالکر اپنے گھر مین لے گئے جناب امیرؑ کی گردن مین رسن ڈالکر کھینچتے
ہوئے نکال لائے کہ جسکو خدا نے نفس نبی قرار دیا تھا جناب سیدۃ النساء فاطمہؑ زہرا بضعہ رسول خداؐ سے کہ جنکو خداوند رحمان
نے بلفظ نسائنا کی تعبیر کیا تھا حق اونکا جو باغ فدک تھا اور بحکم خداوند جلیل رسول خدا نے اونکو اونکی وجہ معاش مین عنایت
کیا تھا چھین لیا اور اُس جناب کی گھر پر آگ لیکر چڑھ آئے کہ جو خانہ فیض کاشانہ رسول اور مہبط وحی الٰہی تھا اُسکو آگ لگادی
پس کسقدر اُس مین ذلت اُن کی ہے یا ذلت اُن کے بیان کرنے مین قصہ قرطاس کی ہے کہ جس سے یہ صاف ہویدا اور
روشن ہے کہ جناب رسول خدا کو نسبت ہذیان اور ہجر کی دی اور کہا کہ اِنَّ ھٰذَا الرَّجُلَ لَیَھجُر اور یہ وہ کلمہ ہے کہ
عرب اُسکو دشنام جانتے ہین پس دشنام دینا رسول خدا کو مسلمان کہلا کر کسقدر اہانت انکی اسمین ہے اور سب سے زیادہ

رسوائی وفضیحت خلیفہ ثانی صاحب کی اونکی توابعین اور متقداون کی ہاتھ سے یہ ہوئی ہی کہ امام سیوطی نے حاشیہ
قاموس مین وہ بات لکھی ہی کہ جسکے دیکھنے سے یقین ہی کہ توابعین خلیفہ کو کمال شرم وحیا آتی ہوگی گو وہ مرض اکثر بزرگ
مشایخون کو ایام طفولیت مین عارض ہوجاتا ہے کہ جانا اُسکا بہت دشوار ہوجاتا ہے مگر ظن غالب ہے کہ خلافت مآب کا
وہ مرض کہ جسکو امام سیوطی نے لکھا ہی بعد غصب خلافت کم ہوگیا ہوگا گو برارت بالکل حاصل نہوئی ہو اور اس حال کو حضرت
افلح صاحب کے جو خدمتگزار خاص تھے خوب جانتے ہون گے اگر ہم مین سے کوئی لکھتا تو اُسکو محمول بافترا اور عداوت کرتے
اور جبکہ دوست خاص اُن کو امام سیوطی نے لکھا ہے تو اب کیا کہ سکتے ہین اور شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین خلیفہ
صاحب کے کھڑے ہوکر مشیاب کرنے کی علت اسی امر کو گردانا ہے اور ایسا ہی قصہ خلیفہ صاحب کی شک کرنیکا بروز حدیبیہ نبوت
جناب رسالت مآب مین ثعلبی نے لکھا ہی کہ خلیفہ صاحب نے کہا ماشککت منذ اسلمت الا یومئذ یعنی کہا
عمر نے کبھی مجھے ایسا شک نبوت مین نہین ہوا جیسے کہ اسلام لایا جیسا شک نبوت نبی مین بروز حدیبیہ ہوا اور غزالی نے
احیاء العلوم کی فصل چہارم کے جزو اول مین لکھا ہے کہ عمر فاروق ایک روز حذیفہ سے پوچھتے تھے کہ رسولخدا نے جنھے سب
نام منافقون کے بتائے ہین آیا اُن مین میرا نام بھی ہے یا نہین سبحان اللہ ان حالون کے بیان کرنے مین تو ذلت اور اہانت
خلفا کی نہو اور جناب امام حسینؑ پر جو ظلم گزرے جنکو کہ خدا اور رسول اور ملائکہ نے بیان کیا ہی اُن کے بیان کرنے مین اُس
جناب کی ذلت اور اہانت ہو غرضکہ اگر قصونکا بیان کرنا مطلق ممنوع ہوتا تو یہ لوگ ایسے قصے اپنی کتابون مین کیون
لکھتے اِس سے معلوم ہوا کہ یہ قول اِس شیخ نجدی کا بالکل باطل اور حلیہ صدق وصداوسی عاطل ہے فقط اِس کہنے سے اِس کو
یہ منظور ہے کہ ذکر جناب امام حسینؑ موقوف ہوجائے واعجبا قصہ جیش اسامہ کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ متخلفین جیش مذکور
پر جناب رسولخدا نے لعنت کی اور فرمایا کہ لعن اللہ من تخلف عن جیش اسامہ حالانکہ حضرات خلفا بھی اُس لشکر مین داخل تھے
اور تخلف اُن سب کا کتب طرفین سے ثابت ہی اور ایسے ہی قصہ زدوکوب حضرت اباذر غفاری کا کہ حضرت عمر ابن الخطاب
کے ہاتھ سے ہوا کہ جنکی تعریف اور فضائل مین بے عدوحد احادیث کتب اہلسنت مین لکھی ہوئی ہین اور بھی قصہ حضرت عائشہ
صدیقہ سُنیہ کا کہ جس مین یہ لکھا ہی کہ ام المومنین عثمان کو ہمیشہ نعثل کے ساتھ تشبیہ دیا کرتی تھی اور کہتی تھی اقتلوا نعثلا
قتل اللہ نعثلا فانہ قد کفر ھکذا فی مجمع البحار وفی روضۃ الصفا وفی تاریخ اعثم الکوفی
اور یہ بھی لکھا ہی کہ طلحہ اور زبیر قتل عثمان مین شریک تھے کہ جنکو عشرہ مبشرہ مین گنا ہے اور پھر عائشہ کے ساتھ متفق ہوکر جناب
امیر علیہ السلام سے لڑی اور اسی جناب کے ہاتھ سے مارے گئے الحاصل اسی قبیل کے ہزارون قصہ خلفاء اور تابعین اور تبع تابعین
کی کتب صحیحہ اہل نحلہ مین لکھے ہوئے ہین او سب لوگ اِن کتابونکو پڑھتے ہین اور پڑھاتے ہین اور نہین کتابونکا درس
فرماتے ہین اور کوئی ان پڑھنے والونکو مسجدون سے باہر نہین نکالدیتا پس ثابت ہوا کہ جن قصون کی ممانعت ہی وہ ہی
قصے جھوٹے ہین کہ جن کے کہنے والے مسجدون سے نکالے جاتے تھے نہ قصہ حقہ مگر مثل مشہور ہے کہ حب الشئ یعمی ویصم

یزید کی محبت نے اسقدر کور باطن کیا کہ خیال قرآن کا بھی جاتا رہا اور یہ خیال مین نرہا کہ قرآن مین کتنے قصے مذکور ہین اور نہ
خیال اخبار واحادیث اور علما کا رہا دیکھو کہ مولوی عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے کتاب اخبار الاخیار و اسرار الابرار
صرف بیان قصص اولیا ہی مین تصنیف کی ہے اور یہ جو تفریع اسپر کی ہے اور کہا کہ ہمنے جانا کہ قصہ گوئی غیر ہے وعظ و نصیحت
کی اور یہ کہ قصہ گوئی مذمت کی گئی ہے اور وعظ و نصیحت پسندیدہ چیز ہے یہ تفریع اسکی غلط محض ہے اور یہ دونون
مقدمے باطل ہین بدلیل اسکے کہ اکثر قصے مثل جملہ قصص قرآن اور اکثر حکایات عارفان و زاہدان عین پند و نصیحت
ہین خصوص قصہ انبیا کے کہ نہایت عبرت آمیز ہین واسطے اولی الالباب کے جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہے ۔ کان فی قصص
عبرۃ لاولی الالباب ؛ ؛ ؛ فی الحقیقت جو شخص مثلاً حضرت موسی اور فرعون کے قصہ کو دیکھے گا کہ
فرعون بسبب نافرمانی خدا اور رسول کے ہلاک ہوا تو وہ شخص بلاشبہ اس ہی پند پذیر ہوگا اور جانیگا کہ نافرمانی خدا و رسول
کی اور شرک کرنا اسکے ساتھ یا دعوی کرنا خدائی کا باعث ہلاکت اور موجب خسران مبین کا ہوتا ہے اور اسی جگہ سے یہ بھی
منکشف ہوا کہ کل قصے قابل مذمت کے نہین ہین اور یہ جو اس نے کہا کہ آفتین جو پیش آتی ہین واعظونکو ہماری
زمانے مین الخ **اقول** یہ قول مدعی صاحب کا کہ بلا بینہ و برہان ہے اور تمہید ہے واسطے داخل کرنے قصہ کربلا کے
موضوعات مین اگر تسلیم کیا جائے یعنی اسکی مذہب کی سب واعظونکو ایسا ہی تصور کیا جائے کہ وہ سب کی سب تمیز
ہین اور کسیکو اتنی لیاقت حاصل نہین کہ ما بین موضوعات و غیر موضوعات کی تمیز کرین تو بھی بیان کرنا خاص ذکر امام حسین ع کا
ان واعظین پر حرام نہین ہو سکتا اسواسطے کہ حال مصائب اہلبیت اور حسنین علیہم السلام کتب معتبرہ اہلسنت و جماعت
اور شیعہ محقہ اثنا عشریہ مین اس صحت کی ساتھ مذکور ہے اور الیا حد استفاضہ اور شہرت کو پہنچا ہے کہ گنجایش
کذب اور عدم مطابقت ساتھ واقع کی ان مین کسیطرح سے نہین ہو سکتی اسواسطے کہ مثلاً واعظ نے بیان کیا کہ معاویہ
نے جناب امام حسن ع کو جعدہ ملعونہ سے زہر دلوا کر شہید کروا دیا چنانچہ روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب اور روضۃ الشہدا
کتب معتبرہ اہل خلاف مین مذکور ہے یا اوس نے بیان کیا کہ یزید پلید بن معاویہ خال المومنین سنیہ نے جناب امام حسین ع
کو مع فرزندان و عزیزان و رفیقان تین دن کی بھوک اور پیاس مین ذبح کیا اور انکا مال و منال لوٹ لیا اور انکے
حرم محترم کو باصد گونہ ذلت و خواری اسیر کر کر ملوائے عالم مین پھرایا تو فرمائیے کہ واعظ نے اس بیان مین کیا غلط
کہا مگر یہ بہتان بندی ان کی واعظین پر فقط اسواسطے ہے کہ یہ جانتے ہین کہ اس ذکر مین حال خلفا کا کھلتا ہے اور یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ اگر بعد انتقال جناب ختمی مآب امت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اہلبیت پر اتفاق کرتے اور
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور کونوا مع الصادقین اور وارکعوا مع الراکعین اور انما ولیکم اللہ
کو فراموش نکرتے اور ان سے بیعت کر لیتے اور اپنا مولا اور پیشوا جانتے تو کسیکو خاندان رسول صلعم پر جرأت نہوتی
پس اسواسطے یہ لوگ چاہتے ہین کہ یہ ذکر بند ہوجائے تو حال دشمنان خاندان رسول صلعم کا پوشیدہ رہے جیسا کہ غزالی

نے بیان کیا ہی مگر یہ انکی حماقت ہی اسواسطے کہ جو شئی طشت از بام افتادہ ہی وہ مخفی کیونکر ہو سکتی ہی بلکہ اور باعث انکشاف
اور اظہار اون کے حال کا ہوتا ہی اسواسطے کہ عاقل فہیم ضرور سمجھے گا کہ اس دال مین کچھ کالا ہی کہ جو ایسے امر جلی کو منع کرتے مین
الحاصل حال شہادت سبطین رسول الثقلین صلعم سیر مخالف و مؤالف مین بروایات صحیحہ ایسی توضیح اور تنقیح اور صحت
کے ساتھ لکھا ہوا ہی اور مطابق کتب مذکورہ کی ایسا زبان زد خلائق ہے کہ جہان اہلسنت کو بھی حاجت تمیز کی
اسباب مین باقی نہین رہی فضلاً عن العالم پس برین تقدیر داخل کرنا قصہ کربلا کو موضوعات مین شمار کرنا انکا داخل
خارج ہونا ہے حیطہ اسلام اور دائرہ ایمان سے ہان البتہ بے تمیزی واعظین کی اس فرقہ کے بیان کرنے مین احادیث
موضوعہ فی مدائح الخلفا مسلم ہی کہ بسبب اُن احادیث کے کثرت سی یہ بیچارے کہانتک تمیز مابین موضوعات اور غیر موضوعات
کی کرین جیسا کہ آگے بیان ہوگا کہ انکے علمار معتبر نے خود اعتراف اس امر کا کیا ہی کہ جملہ احادیث مدائح خلفائے ثلثہ موضوع
مین احقر العباد بھی چند حدیث موضوع اُن کے واسطے تفنن خاطر احباب کے لکھتا ہے کہ معلوم ہو کہ موضوعات ان کا
نام ہے از انجملہ ایک یہ بھی کہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا وضعت فی کفۃ المیزان ووضعت امتی فی کفۃ اُخریٰ
فرجحت ثم وضع مکانی ابوبکر فرجح بہم ثم وضع عمر فرجح بہم ثم رفع المیزان خلاصہ یہ ہی کہ حضرت فرماتے ہین کہ اگر ایک کفہ میزان مین مجھے
رکھین اور دوسرے کفہ میزان مین تمام امت کو رکھین تو مین سب امت پر راجح اور غالب آؤن اور جب میری جگہ پہ ابوبکر
کو تولین تو وہ بھی سب امت پر غالب آئے اور جب اُسکی جگہ عمر کو رکھین تو وہ بھی سب پر غالب آئے پھر بعد اس کی میزان کو
اٹھالین اور یہ حدیث وضع کی ہی مقابل اُس حدیث کے کہ جو جناب امیرؑ کے حق مین وارد ہی اور اوپر بیان ہوا کہ عمر نے
خود کہا کہ اے علیؑ اگر تمہاری اعمال کو ایک کفہ میزان مین رکھین اور تمام امت کے اعمال کو دوسرے کفہ مین رکھین تو
تمہاری اعمال کا کفہ بسبب گرانسنگی کے زمین سے نہ اُٹھ سکے اور دوسرا کفہ بسبب سبکی کے آسمان پر جا لگے اب عداوت
کو اس فرقہ کی ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ کے نام کو بھی اس حدیث مین نہ لکھا اور ایسی ہی حدیث الحسنؑ والحسینؑ
سیدا شباب اہل الجنۃ کی مقابل الشیخان سیدا کہول اہل الجنۃ وضع کیا ہی مگر واضع یہ نہ سمجھا کہ جنت مین کہول کہان ہونگے
کہ جن کے یہ سردار ہونگے اور جو اگر کہول سے کہول دنیا مراد ہون تو چاہیئے کہ معاویہ اور یزید سردار پیرون کے ہون
والا بڈھون بیچارون کا کیا قصور کہ یہ بے سردار گئے ہین اور ایسے ہی یہ حدیث جملہ موضوعات سے ہی کہ جناب رسول خداؐ
دیکھتے تھے کہ نزول وحی کو دیر ہوئی تو حضرت کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا تھا اور خوف اسبات کا طاری ہوتا تھا کہ
مبادا مین نبوت سے معزول ہوا ہون اور عمر منصوب ہوا ہو اور وحی اسپر نازل ہوئی ہو سبحان اللہ ان کو
اتنا خیال نہ آیا کہ اس صورت مین عمر جناب رسول خداؐ کو ہر وقت خار معلوم ہوتا ہوگا اور ہمیشہ وہ جناب اُس سے کھٹکے رہتے
ہون گے اور ہر گھڑی اس امر کا خوف لگا رہتا ہوگا مگر جائے تعجب ہے کہ جناب رسول خداؐ کو شاید اس امر کا خیال نہ آیا کہ مین
خاتم الرسل ہون نبوت مجھ پر ختم ہوئی ہے غرضیکہ اس قبیل کی ہزارون حدیثین مدح مین خلفا کی وضاعین د

کذا بین نے وضع کی ہین کہ بڈہ اور صبیان بھی جنکو دیکھکر موضوع بتا لین اور معاضد ہمارے اس قول کا قول فیروزآبادی کا ہی کہ جو ملقب بمجد الدین ہی اسنے اپنی کتاب سفر السعادت مین لکھا ہی۔ کلما ورد فی شان ابی بکر فہی من المفتریات

التی تشہد بہ بدیہۃ العقل بکذبہا کل احادیث جو حضرت ابوبکر کی شان مین وارد ہین یعنی وہ مفتریات سے ہین کہ گواہی دیتے ہی اسپر بداہۃ عقل اور ہم کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کی کچھ خصوصیت نہین خلفائے ثلثہ کی مدح مین جتنی حدیثین ہین وہ سب موضوعات ہین جیسا کہ ابن ابی الحدید معتزلی نے لکھا ہی کہ معاویہ نے بہت سا روپیہ خرچ کرکر خلفائے ثلثہ کی شان مین اور اون کی مدح اور فضائل مین ہزارون حدیثین وضع کرائین اور اونکو شہرت دی اور ایسا ہی حال عبد الملک کا لکھا ہی کہ اُسنے بھی ہزارون حدیثین اُن کی تعریف مین وضع کرائین اور جناب امیر کی مذمت مین اور ایک بڑی واضعین مین سے ان کے ابوہریرہ ہین کہ وضع کرنے مین احادیث کی کچھ خوف نکرتے تھے جیسا کہ جمع بین الصحیحین اور کنز العمال مین بھی تعریف اُن کی لکھی ہی پس جبکہ یہ حال ان کی مذہب کی احادیث کا ہو تو پھر واعظین بیچارے کیا کرین اور احادیث سچے کہانسے لاوین جو بیان کرین اور یہ جو کہا ومنہا قصصہم

قصۂ کربلا الخ ظاہر اسیاق وسباق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ من کا منہا مین تبعیضیہ ہی اور ضمیر مونث راجع ہے طرف موضوعات کی جیسا کہ مترجم رسالہ ہذا نے ترجمہ مین اس قول کی لکھا ہی کہ ازانجملہ بیان کرنا اونکا قصہ کربلا کا اور قصّہ خوانی وفات کی اور سوائے اسکے یعنی او رمومنین کے قصے بیان کرنے اور اُن مین خطبہ خوانی کرنا انتہےٰ پس حاصل اسکا یہ ہوا کہ جملہ موضوعات سے قصہ کربلا کا ہی اور قصہ وفات رسولخدا صلعم بلکہ جملہ قصص شہدا از حضرت آدم تا ختم رسل مین پس یہ قول اسکا منجر ہے اس کے کفر و ارتداد اور عداوت با اہلبیت اخیار کا اور دلیل ہے اُسکی مخالفت کی ساتھ خدا اور رسول خدا صلعم کے کما لایخفی اب ہم پوچھتے ہین کہ قصۂ کربلا مین کونسی چیز موضوعات سے ہے آیا شہید ہونا اُس جناب کا یا قتل و ذبح کرنا شمر کا یا فوجین لیکر آنا ہمنام خلیفہ ثانی کا کربلا مین واسطے تاراجی خاندان رسول کے یا قتل کرانا یزید کا امام مظلوم کو یا ظلم و ستم کرنا اہلبیت پر یا بانی و مبانی ہونا خلفا رکا اس ظلم پر غرض کسی شے کو اُس شخص نے مخصص کیا تاکہ معلوم ہو کہ کونسی شے اس مین موضوع ہے بہر حال صحت وقوع جملہ مذکورات بالا کی بدلائل مذکورہ مثل روز روشن پیش اہل بینائی میرہن اور منکشف ہے گو کوریاطن کی نزدیک مثل روز غیم وغمام تیرہ و تار ہو۔ گر نبیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ + ثم قال فی الواقع ذکر قصۂ اصحاب کربلا و وفات ایشان رضٰ موجب آفات پر آفات از ارتکاب امور منہی عنہا مانند نوحہ و شیون و ماتم و شور گریہ و زاری و فغان و بیقراری دران لازم می آید شائع است کہ بیان این قصہ لامحالہ مودی بسوے امور منکر مذکور میشود و قاعدۂ مطردہ فقہا کہ مایودی الی مالایجوز لایجوز مقتضی و باعث بر منع آنست کما لایخفی علی المتامل المنصف و ازین سبب بیان این قصہ باوجود فرط محبت با اہل بیت نبوت در قرون ثلثہ درمیان سلف اخیار و علمار تقات متبعان آثار سید ابرار رواج نیافتہ آری استرجاع و دعار خیر از ایشان مروی شد۔ کما لایخفی علی الماہر

بالاخبار والاثار ترجمہ عبارت فی الواقع قصہ کربلا اور وفات کا اونکی موجب آفات پر آفات ارتکاب امور منہی عنہا سے مانند نوحہ اور شیون اور ماتم اور شور اور گریہ اور زاری اور فغان اور بیقراری کی اسمین لازم آتا ہی اور ظاہر ہے کہ بیان اس قصہ کا ضرور مودی طرف امور منکر مذکورہ کے ہوتا ہی اور قاعدہ مستقیمہ فقہا کا ہی کہ جو چیز کہ پہنچانیوالا طرف اوس چیز کے ہو کہ نہین جائز ہوتی ہی مقتضی اور باعث اوسکی امتناع کا ہی جیسے کہ پوشیدہ نہین ہی اوپر متامل منصف کی اور اسی سبب سے بیان اس قصہ کے نے باوجود زیادتی محبت کے ساتھ اہلبیت نبوت کی قرون ثلثہ مین درمیان سلف اخیار اور علماء ثقات متتبعان آثار سید ابرار کے رواج نہین پایا ہی ہان انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا اور دعائے خیر السے البتہ مروی ہوا ہی جیسے کہ نہین پوشیدہ ماہر اخبار و آثار پر **اقول** وبنستعین قصہ پر غصہ کربلا کو پر آفت کہنا اور نوحہ و شیون وغیرہ کو امور منہی عنہا مین داخل کرنا ستم تازہ اوپر جان اسلام و ایمان کی کرنا ہی اور یا دایرہ ایمان سے و اسلام سے قدم باہر رکھنا اس لئے کہ یہ وہ قصہ ہی کہ جسکو خدا تعالے نے اور اوس کے رسول نے اور ملائکہ نے بیان کیا اور سب فاضل آج تک بیان کرتے آئے مین کتابین طرفین کی اس قصہ سے مملو اور مشحون ہین پس جس قصہ پر اجماع انبیا اور فرشتون اور جنات کا ہوا وس کو پر آفت کہنا اور امورات منہی عنہا مین گننا داد شقاوت اور کفر و ارتداد کی دینا ہے خدا تعالی فرماتا ہی الخبیثات للخبیثین کہ جسکی تفسیر اہل سنت کے بڑے بڑے عالمون نے بری باتون کے ساتھ کی ہی اور کہا ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ بری باتین واسطے برے مردون کے ہین پس اگر یہ قصہ معاذ اللہ امورات منکر و منہی عنہا کی اقسام سے ہوتا تو عیاذ باللہ خدا اور رسول اور عالم و فاضل کہ جنہون نے اس قصہ کو بیان کیا ہی اس شیخ نجدی کے نزدیک بری باتون کے کہنے والے ہون گے سبحان اللہ کیا اسلام و ایمان ان تو لعین یزید کا ہی کہ نہ خدا سے شرم نہ رسول سے آزرم نہ کسی عالم فاضل کا کچھ پاس ہی لحاظ ہم حیران ہین کہ بروز جزا رسول خدا کو یہ لعین کیا جواب دینگے جب جناب انسے پوچھین گے کہ کس علت سے تمنے اس قصہ کو پر آفت کہا اتفاق تو یہ ہی کہ شاعر نے ناحق شمر لعین کے حق مین یہ شعر کہا ہی سے ہزار حیف مسلمان کیون ہوا تھا شمر + لعین نے نام بھی اسلام کا خراب کیا + اگر ایسے لوگون کے حق مین کہتا تو بجا تھا اسواسطے کہ شمر ملعون تو دعوے محبت اہلبیتؑ کا نکرتا تھا اور یہ لوگ تو دعوے محبت اہلبیت کا کر در پردہ دشمنی ظاہر کرتے ہین در حقیقت اسلام کا نام انہون نے خراب کیا ہی اور مدلول خسر الدنیا والاخرۃ کا بنے ہین خذلہم اللہ فی الدارین سبحان اللہ رسول خدا تو فرمائین من احبنی واحب الحسن والحسین واباہما کان معی فی الجنۃ یوم القیمۃ یعنی جو شخص کہ دوست رکھے مجکو اور دوست رکھے حسنؑ اور حسینؑ کو اور ماں باپ کو اون کے ہوگا میری ساتھ جنت مین اور بھی فرمایا ہے کہ حسین مجھسے ہی اور مین حسینؑ سے ہون دوست رکھے خدا اوس شخص کو جو دوست رکھے حسینؑ کو اور یہ لعین یہ دوستی خرچ کرتے ہین کہ اوسکی قصہ پر غصہ کے بیان کو مانع آتے ہین اور شہادت کو اوسکی چھپاتے ہین اور امام رازی نے اپنی تفسیر مین کہ ملقب بکبیر ہے یہ لکھا ہی کہ خدا تعالے نے جبکہ اپنی حبیب سے یہ فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ تو صحابہ نے خدمت با برکت رسول مقبول مین عرض کی کہ

یارسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتھم یعنی آپ کے وہ کونسے اقربا ہین کہ جن کی دوستی
خدا تعالے نے ہمپر واجب کی ہی فقال علی و فاطمۃ و ابناہما حضرت نے فرمایا کہ علی اور فاطمہ اور دونون بیٹے اُس کے حسن و
حسین اور یہ لوگ فرمودہ خدا پر اسطرح عمل کرین کہ اون کی مودت کو عداوت کے ساتھ بدلین اور اُن کی ذکر کو امور منہی
عنہا مین داخل کرین اور یہ جو اُس نے موجبات حرمت اس قضیہ کی نوحہ اور شیون کو قرار دیا ہے اور پھر اُن کو امورات منہی
عنہا اور آفت ٹھہرایا یہ کمال بیدینی اس شیخ نجدی کی ہے توضیح اس مقال کی یہ ہے کہ نوحہ دو طرح پر ہے ایک وہ کہ میت
کیواسطے وہ اوصاف بیان کئے جائین کہ جو اُس مین حال حیات مین نہون جیسے کہ کفار کی عورتین حلقہ باندھ کر نوحہ کنندہ
کو بیچ مین لیکر نوحہ کرتے ہین اور وہ نایحہ امور غیر واقعیہ اور اوصاف فرضیہ کہ جو اوس مین نہ تھے اُس کے حق مین بیان
کر کے عورات کفار کو نوحہ کرواتی ہین پس ایسا نوحہ بلا شک ناجائز اور ممنوع اور امور منہی عنہا مین داخل ہے اور حدیث
مین بھی جو ممانعت نوحہ کی آئی ہے وہ اسی نوحہ کی آئی ہے اور موید ہمارے اس قول کی دو حدیثین ہین ایک تو یہ کہ سرور خدا
نے فرمایا کہ لعن اللہ النائحۃ والمستمعۃ یعنی لعنت کرے اللہ نوحہ کرنیوالے کو اور اُس کے نوحہ سننے
والونکو اور دوسرے حدیث یہ ہے وتخرج النائحۃ من قبرھا شعثا غبراء وعلیہا مقنعۃ من اللعنت
یعنی نکلیگی نوحہ کرنیوالی عورت اپنی قبر سے مو پریشان اور غبار آلودہ اور اوپر اُسکے برقعہ لعنت کا ہوگا پس ان حدیثون
مین کہ لفظ نایحہ کا کہ صیغہ مونث کا ہے مذکور ہے کہ مراد اون سے عورتین کفار کی پیٹنے والی ہین جو مدح اون ملاعین دشمنان خدا
کی کرتی ہین اور جو اگر مطلق نوحہ منع ہوتا تو حدیثون مین تخصیص عورتون کی نہوتی اور قسم دوسری نوحہ کی یہ ہے کہ میت
کے اوصاف واقعیہ مرضیہ حقہ خالی کذب اور بہتان و افترا سے بیان کئے جائین اور اُن اوصاف کو اس کے بیان کر کر اُس پر
ندبہ اور نوحہ کیا جائے یا جو کوئی اُسپر مصیبت پڑی ہو اور ظلم ہوا ہو اُس کو نوحہ اور مرثیہ مین بیان کر کے اُس پر ندبہ کیا
جاوے پس اسطرح کا نوحہ بالاتفاق جائز اور مباح ہے پس اب ہم کہتے ہین کہ نوحہ اور مرثیہ جناب امام حسین کا اسی قبیل سے ہے
کہ اُن مین بیان اُن مصیبتون کا ہوتا ہے کہ جو اُس جناب پر اور اُسکے اہل و عیال پر ایادی ظلمہ کفرہ سے دشت ماریہ مین
واقع ہوئی ہین اور کتب طرفین سے وہ سب پایہ ثبوت کو پہنچی ہین اور سند ایسے نوحہ کی صحیح ہونے کی نوحہ اور مرثیہ
کہنا حضرت آدم ابو البشر علی نبینا و علیہ السلام کا ہے اپنے فرزند ہابیل کے غم مین اور اپنے فرزندونکو وصیت کی کہ اپنی
اولاد کو ہمیشہ یہ مرثیہ تعلیم کرتے رہین چنانچہ جب نوبت یعرب بن قحطان بن ہیودی کی پہنچی جو ابو العرب ہین اور زبان
عربی اُنہین سے شروع ہوئی ہے تو اُنہون نے اُس مرثیہ کو عربی زبان مین نظم کیا چنانچہ شعر اُس مرثیہ کا یہ ہے

تغیرت البلاد ومن علیہا + فوجہ الارض مغبر قبیح اور ایسے ہی نوحہ اور مرثیہ کہنا ابو بکر اور صفیہ بنت
عبد المطلب اور اور صحابہ کا ماتم مین جناب رسول خدا کی اور صاحب روضۃ الاحباب نے اس کتاب مین جناب سیدہ کا مرثیہ کہنا
ہو نقل کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ فاطمہ زہرا شفیعہ روز جزا ایک روز واسطے زیارت قبر اطہر جناب رسولخدا کی تشریف لائین اور

ایک مشتِ خاک قبر شاہ لولاک سے اٹھا کر آنکھونسے لگائی اور یہ شعر انشا کئی اُس حال مین کہ اشک خونی دیدہ ہائے نورآگین سے
جاری تھے ؎ ماذا علی من شمّ تربۃ احمد + ان لا یشمّ مدی الزمان غوالیا
صبّت علیّ مصائب لو انّھا + صبّت علی الایّام صرن لیالیا + انوح واشکو ما لاقی مجادبی
اذ نشدت سورۃ فیّ وقبرک باکیا + اور بھی نوحہ کہا ہوا جناب رسول خدا کے غم مین اپنے فرزند ابراہیم کے کہ جو مشکوۃ مین لکھا
ہوا ہے وہ یہ ہے ان العین تدمع و القلب تحزن + بفراقک یا ابراھیم لمحزون اور بھی روضۃ الاحباب
مین جملہ ان مراثی سے کہ جناب سیدۃ النسا کیطرف منسوب ہین یہ دو بیت ہین نفسی علی زفراتھا محبوسۃ
یا لیتھا خرجت مع الزفرات + لاخیر بعدک فی الدنیا وانما + مخافۃ ان تطول حیاتی
اور بھی حاکم نے مستدرک مین بروایت عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے لکھا ہے کہ جسوقت جناب رسول خدا نے حضرت امیر حمزہ کی
پیشانی مجروح دیکھے تو بہت روئے جب اون کو مثلہ دیکھا تو نہایت بیقرار ہوئی اور چخین مارین چنانچہ یہ عبارت
اُسکی ہے فلمّا رای جنبہ بکی ولمّا رای ما مثّل بہ شھق اس حدیث سے ثابت ہوا کہ رونا اور بیقراری کرنا
اور شور و فغان مچانا درست ہے کہ خود نبی نے کیا پھر اِس سے زیادہ کیا سند ہوگی پس معلوم ہوا کہ حضرت نے جو نوحہ کو منع
کیا ہے یہ وہی نوحہ قسم اول کا ہے کہ شخص بسبب پاس خاطر اپنی اسلاف کے اُسکو عام کرتا ہے حالانکہ سنیون کے پیرون نے بھی
غم مین جناب امام حسین کے مرثیے اور نوحے کہے ہین اور اقرار اور اعتراف کیا ہے کہ اُسپر ثواب عظیم اور اجر فخیم ملتا ہے چنانچہ کتاب جواہر العقدین
مین سمہودی نے شافعی کے مرثیہ کہے ہوئی کی نقل کی ہے اور وہ یہ ہے تاوّب ھمّی و الفؤاد کئیب + وارق
عینی والرقاد غریب + تزلزلت الدنیا لآل محمد + وکادت لھم صمّ الجبال تذوب
قتیل بلا جرم کان قمیصہ + صبیغ بماء الارجوان خضیب + یصلی علی المختار من آل ھاشم
و یعزی بنوہ انّ ذا لعجیب + لئن کان ذنبی حبّ آل محمد + فذلک ذنب لست منہ اتوب
ھم شفعاء یوم حشری وھم فی + جھنّم للشافعی ذنوب اور جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے بھی جناب معصومہ
سیدۃ النساء کے غم مین مرثیہ کہا فکفّ یدیہ ثمّ اغلق بابہ + و ایقن انّ اللہ لیس بغافل + لکلّ
اجتماع من خلیلین فرقۃ + و کلّ الّذی دون الفراق قلیل + و ان افتقادی فاطمۃ بعد احمد
دلیل علی ان لا یدوم خلیل + اور بھی روضۃ الاحباب مین ابوبکر کے مرثیہ کہے ہوئے کی نقل موجود ہے لیت
القیٰمۃ قامت عند مھلکہ + کیلا نری بعدہ مالا و لا ولدا + واللہ اثنی علی شیئ
فجعت بہ + من البریّۃ حتّی ادخل اللحد اور بھی اسی کتاب مین عمر ابن الخطاب کے مرثیہ کی نقل لکھی
ہوئی ہے کہ چند شعر اُس کے یہ ہین ؎ ما زلت مذ وضع الفراش بجنبہ + ولبسی
مریضا خائفا التوقع + شفقا علیہ ان یزول مکانہ + عنا فیبقی البلد منجع +

اور بھی حسان بن ثابت کی مرثیہ کی کہ جو اُس جناب پر کہا ہی اُس کتاب مین نقل لکھی ہوئی ہے مابال عینک لا تنام کانما
کحلت ماٰقیہا بکحل الارمد اور قوم بنی جان نے بھی جناب امام حسینؑ پر شب شہادت مرثیہ کہا ہی اور وہ یہ ہی مسح الرسول
جبینہ ٭ ولہ البریق فی الخدود ٭ ابواہ علیا قریش ٭ جدہ خیر الجدود ٭ الا یا القاتلون جہلا
حسینا ابشروا بالعذاب و التنکیل ٭ قد لعنتم علی لسان داود ٭ وموسیٰ وحامل الانجیل
اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے احوال روات مشکوٰۃ مین اور ابن حجر نے صواعق
مین اور ازدی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ شب قتل امام مظلوم سب نے نوحہ جنات کا سنا الغرض کہان تک نوحے اور مرثیے
لوگون کے کہی ہوئی نقل کیجائے کہ طول رسالہ کو ہوتا ہی مگر ہم جانتے ہین کہ اس فرقہ ہوا لغین کو بسبب عداوت دلی کے
کچھ اثر نہو گا اگرچہ صاحبان نصفت شعار کے نزدیک یہ قول انکا باطل ہے اور سندہائے مذکورہ اُن کے اس اعتقاد کی سنہ
و دافع پس یہ قاعدہ مستقیمہ جو اُس نے لکھا ہی کہ جو چیز پہنچانے والی طرف امر ناجائز کی ہی ناجائز ہوتی ہی اس جگہ اس
قاعدہ کا جاری کرنا دلیل ہے اُسکی جہالت اور غباوت اور سفاہت پر بلکہ قاعدہ مطردہ فقہا کا کہ جو اس جگہ جاری ہوتا ہی
وہ یہ ہی کہ ذکر قصہ اصحاب کربلا مقدمہ ہی گریہ مستحب کا اور مقدمہ مستحب کا مستحب ہے کما ثبت فی محلہ پس ذکر قصہ اصحاب کربلا مستحب ہے
اور یہ جو اس شیخ نجدی نے اس اپنے قول پر حاشیہ لکھا ہی کہ سبب اُسکا یہ ہی کہ علم حدیث اور آثار کو اہل حدیث سے سند نہین کیا
اور شوق ہوا وعظ کہنے کا جو قصہ اور روایت کسی کتاب یا حدیث مین دیکھی اُسکو بے تمیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ صحیح حدیث
مین آیا ہی کہ جو عمداً آنحضرت پر جھوٹ باندھی وہ مجھسے نہین ہی انتہی **اقول** کل مضمون اس حاشیہ کا اس شیخ نجدی
پر صادق آتا ہی اسواسطے کہ اس شیخ موصوف نے بلا تحقیق اور تدقیق موضوعات مذہبی اپنے کو دیکھکر بغیر اسکے کہ عیب
اور سقم اور مخالفت اُن کی قرآن اور احادیث صحاح بنی انس و جان سے دریافت کرے واسطے فریب دینے عوام کے یہ
رسالہ مثل نامہ بد اعمال اپنی کی سیاہ کر کر چھپوا دیا اور خدا و رسول پر عمداً جھوٹ باندھا اور مصداق حدیث مذکور کا
ہوا اب ہم اس شیخ مذکور سے پوچھتے ہین کہ یہ جو کہا تمنے کہ کتاب عوام فریب مین پایا اُسکو بے تمیزی سے بیان کیا آیا سب
کتابین تمہارے مذہب کی مثل بخاری اور مشکوٰۃ اور صواعق اور روضۃ الصفا اور روضۃ الاحباب وغیرہ کی کہ جن مین
قصہ شہادت جناب امام مظلوم شہید دشت بلا کا لکھا ہوا ہی یہ جھوٹے عام فریب ہین اور تمہارے عالم جھوٹے ہین کہ جو یہ قصہ
اپنی کتابون مین لکھ گئے ہین اسواسطے کہ جو کچھ انہین لکھا ہی اُسی کو تو سب لوگ بیان کرتے ہین نہ خلاف اسکے اور شاہ عبد العزیز
صاحب نے جو سر الشہادتین مین لکھا ہی انہین کتابون سے لکھا ہی بس یا تو تم اپنے مذہب کی کتابون کی جھوٹ ہونیکا اقرار
کرو یا اپنی عداوت کا اہلبیت کی ساتھ اور یہ جو کہا کہ بیان اس قضیہ نے با وجود زیادتی محبت کی ساتھ اہلبیت نبوت کے
قرن ثلٰثہ مین درمیان سلف اخیار اور علما ثقات متتبعان آثار سید ابرار کے رواج نہین پایا الخ **اقول** سچ ہی زمانہ
خلفائے ثلٰثہ بلکہ تا زمانہ سلاطین عباسیہ اموئیہ مین ایسی کر کو بخوف خلفائے مذکورہ کوئی شخص زبان پر نہ لا سکتا تھا اور کیا

مقدور تھا کسی کا کہ ذکر شہادت امام ہمام حسین ابن علی کو بیان کرنے پاتا اور سبب اسکا عداوت خلفا وغیرہ کی تھی اہلبیت کے ساتھ کہ غصب خلافت اور اخذ فدک اور احراق خانہ کاشانہ رسول مقبول اور اذلال و اہانت و قتل و قمع سادات عظیم الشان سے ظاہر اور باہر ہے پس ایسی ازمنہ ظلمہ مین عدم رواج اس ذکر کا باعث استعجاب و استبعاد نہین ہے رہی تابعین اور تبع تابعین پس اولاً یہ کہ وہ ستابع تھے خلفاء ثلثہ کے بسبب اون کے متبعت کے اون کے زمانہ مین بھی عدم رواج اس ذکر کا محل استعجاب نہین اور ثانیاً یہ کہ اسی تابعداری کے سبب ان لوگون نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا پھر وہ اسی ذکر کو رواج کیونکر دیتے مگر ہان جائے تعجب اور استبعاد یہ ہے کہ زمانہ حضرت آدم سے تا حضرت خاتم ملایک اور انبیا اور اوصیا اور امم سابقہ اور لاحقہ مین بلکہ اب تک یہ ذکر شائع اور ذائع رہا ہے اور پھر باوجود اسکے یہ رواج تو سند واسطے جواز ذکر اس قصہ کے نہوا اور عدم رواج فی قرون الثلثہ بہ باعث عداوت اہلبیت سبب اور واسطہ عدم جواز اور نشر حرمت اس ذکر کا اس فرقہ کے نزدیک ہوا اور یہ جو قید فرط محبت کی لگائی یہ بھی باغضاب جناب فاطمہ اور دفن معصومہ ممدوحہ سے وقت شب اور ممانعت سے جناب سیدہ کیواسطے اُن کے احضار کے جنازہ پر ظاہر اور باہر ہے کہ حاجت بیان کی نہین اور اس شیخ نجدی نے جو اس قول پر حاشیہ لکھا کہ اسواسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون ثلثہ مشہود لہم بالخیر مین نہ تھا اور جو چیز کہ ایسی ہوتی ہے وہ مکروہ تحریمی ہوتی ہے اور یہ امر علماء حدیث وفقہ واصول پر پوشیدہ نہین انتہے **اقول** یہ قول اسکا اول دلیل ہے اس پر کہ اس فرقہ کے نزدیک حکم خلفاء ثلثہ حکم خدا اور رسول سے افضل و بہتر ہے اسواسطے کہ جس امر کو خدا اور رسول اور ملائکہ نے رواج دیا اور خلفا نے اسکو بسبب عداوت دلی اور دشمنی قلبی کے منع کیا اور تو ابعین نے اونکی اس حکم کو کہ برعکس حکم خدا اور رسول کے ہے مان لیا اور بہ متابعت اون کے اس شمع مروج خدا اور رسول کے مٹانے مین ساعی و سرگرم ہوئے تو پس معلوم ہوا کہ انہون نے حکم شیخین اور ذوالنورین کو بہتر اور افضل حکم خدا سے جانا مگر ہم یہ کہتے ہین کہ اگر خلافت خلفا کی درحقیقت ثابت اور متحقق بھی ہوتی تو بھی حکم انکا ناسخ حکم خدا اور رسول کو نہین ہو سکتا چہ جائیکہ خلافت اُن کی نصاً اور اجماعاً کسی طرح سے ثابت ہی نہین تو حکم انکا ماننا اور حکم خدا رسول کو چھوڑنا خارج ہونا ہے ایمان سے اور یہ جو ہمنے کہا کہ خلافت انکی نصاً اور اجماعاً ثابت نہین وجہ اسکی یہ ہے کہ خلافت خلفائے ثلثہ کی اُن کے نزدیک اجماعی ہے نہ منصوصی اور معنی اجماع کی بنا بتصریح علماء متقدمین مثل علامہ قوشجی وغیرہ کے یہ ہے کہ ایک امر جزئی پر آن واحد مین حیثیت واحدہ سے سب امت محمدی کا اتفاق ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا اجماع خلافت خلیفہ اول پر ثابت اور متحقق نہین ہوا اسواسطے کہ قطع نظر کل امت کے کل مردمان اہل مدینہ کا بھی اتفاق اسپر نہین ہوا دیکھو کہ جناب امیر نے کہ راس رئیس امت محمدی تھے اور تمامی بنی ہاشم اور بعض انصار نے بھی انسے بیعت نہ کی تھی اور خلافت پر راضی نہوئے تھے چنانچہ خطبہ شقشقیہ کہ منجملہ تصنیفات جناب امیر سے ہے اور اُس حضرت کے اقوال مثل یا رک اللہ فی ماساءنی و سرکم جو کہ کتب اہل السنن مین حد تواتر کو پہنچی ہین اور خود قول خلیفہ ثانی کا کہ کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وقی اللہ شرھا فمن عاد الی مثلہا فاقتلوہ معین اور ممد

ہماری اس دعوے کا ہی پس درصورتیکہ خلافت ہی انکی صحیح نہین تو امورات مروجہ خدا اور رسول بسبب عدم رواج ازمنۂ ثلاثہ کی باطل نہین ہوسکتی اب اس جرات کو اس طائفہ کسبیہ کے ملاحظہ کرنا چاہیے کہ ایسے امورات کو باعث محبت یزید و معاویہ یہ باعث خلفائ غاصبہ بلکہ وہ تحریمی مین داخل کیا اور یہ جو بعض اُن کے مقتدا ر متاخرین نے اس اجماع کی خرابی پر وقوف پاکر بعضہا اور کہا کہ بیعت ایک شخص کی بھی کافی ہے جیسے کہ بیعت عمر کیواسطے ابوبکر کے یہ زیادہ باعث اُن کے مذہب کی خرابی کا اسواسطے کہ اس صورت مین لازم آتا ہی کہ یزید بھی خلیفہ بحق انکا ہوجاے کہ اُسکی خلافت پر بھی اکثر آدمیون نے معاویہ نے بیعت کی تھی پس جو بعض اہل سنت اسکی خلافت سے انکار کرتے ہین اور اسپر لعنت کرتے ہین وہ سب معصیت مین گرفتار ہونگے اور اگر کوئی کہے کہ یزید فاسق اور فاجر تھا اس سبب سے خلافت اُسکی درست نہین ہوسکتی تو ہم کہتے ہین کہ خلیفہ بسبب فسق وفجور کے ان کی نزدیک معزول نہین ہوسکتا اور خلافت اُسکی باین سبب باطل نہین ہوسکتی ہے چنانچہ شارح مقاصد نے کہا ہی کہ امامت منعقد ہوتی ہی کئی طریق سے ایک تو ساتھ بیعت حل عقد کے علما اور رؤسا اور وجوہ ناس سے کہ جنکا حضور آسان ہو بغیر اشتراط عدد سے اور نہ اتفاق کرنے سائر بلاد کے بلکہ اگر متعلق ہووے حل عقد ساتھ ایک شخص کے تو ہوجائیگی بیعت اُسکی بھی درست دوسری استخلاف امام کا اور ولیعہد کرنا اُسکا اور چھوڑنا اُسکا امر خلافت کو شوره پر کہ یہ بھی بمنزلہ استخلاف کے ہی اور تیسرے قہر و غلبہ پس جسوقت کہ مرجاے امام اور متصدی ہو امامت کا وہ شخص کہ جامع ہو شرائط امامت کا بغیر بیعت اور استخلاف کے یعنی کسی نے اُس سے بیعت نکی ہو اور کسی نے اُسکو خلیفہ نکیا ہو اور آدمیونکو وہ مقہور اور مغلوب کرے اپنی شوکت کی سبب تو خلافت اُسکی منعقد ہوجائیگی اور ایسی ہی وہ اگر فاسق یا جاہل ہو علی الاظہر اور یہ جو کہا کہ ہان انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا مروی ہی **اقول** اوپر ہم ثابت کرچکے ہین کہ گریہ وبکا اور نوحہ وشیون جناب امام حسینؑ پر بھی مروی ہی فقط استرجاع ہی مروی نہین تو پس اس سے ثابت ہوا کہ استرجاع مانع گریہ وبکا کا نہین ہی اور اسی سبب سے عزاداران امام مظلوم مصیبت اُس جناب کے سُنکر استرجاع بھی کرتے ہین اور روتے بھی ہین الحاصل ان دونون مین باہم کچھ منافات نہین جیسا کہ ترجمہ طبری مین مرقوم ہی کہ جب امام حسینؑ کربلا مین پہنچے تو آپنے خواب مین دیکھا کہ جناب رسول خدا ایک گروہ ملائک کے ساتھ تشریف لائے ہین اور حضرت امام حسینؑ کو بغل مین لیا اور سینہ سے لگایا اور ارشاد فرمایا کہ اے فرزند گرامی مین خوب جانتا ہون کہ یہ دشمنان دین و بیدین تیرے دشمن ہین اور بروز قیامت میری شفاعت اُن کو نصیب نہوگی اور قریب ہے کہ خدا تعالی تجھکو درجہ شہادت عطا کرے اور بہشت تیرے واسطے آراستہ ہوا ہی اور والدین تیرے منتظر ہین یہ فرماکر دست حق پرست صفا گنجینہ امام حسینؑ پر پھیرا اور یہ دعا کی کہ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْنَ صَبْرًا وَاَجْرًا یعنی اے خدا حسینؑ کو [illegible] صبر اور اجر عطا کر پس وہ جناب یہ خواب ہولناک دیکھکر بیدار ہوئے اور اہلبیتؑ سے بیان کیا کہ وہ سب سنکر [illegible] و [illegible] اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کیا پس اس روایت سے ثابت ہوا کہ استرجاع مانع گریہ کو نہین ہے اور بھی تقریر الشہادت مین لکھا ہی کہ بعض روایات مین وارد ہی کہ جناب حسینؑ ارض ماریہ مین در خیمہ پر بیٹھے قرآن کی تلاوت فرماتے تھے اور مشغو

اون کے رخسارون پر بہہ رہے تھے ایک شخص نے دیکھکر پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ آپ اس قدر ادئی پر خوف پر کیون وارد ہوئے فرمایا
کہ کوفیان غدار نے نامہائے بیشمار بھیجکر مجھے بلایا اور اب جو مین آیا تو سب مجھسے پھر گئے اور میرے قتل کے درپے ہوئے حاصل یہ کہ
اگر رونا علامت بیصبری کی ہو تو وہ جناب کہ سلطان الصابرین تھی ہرگز نروتے فقط استرجاع ہی فرماتی اور بھی واقدی نے اپنی تاریخ
مین لکھا ہی کہ جب اہلبیت رسالت نے مدینہ طیبہ کیطرف مراجعت کی اور قریب شہر کے پہنچے تو اہل شہر نے خبر تشریف آوری کی سنکر استقبال
کیا اور جب نظر اُن کی قافلہ اہلبیت پر پڑی تو شور و غل رونے پیٹنے کا مچایا زینب بنت عقیل نے نقاب خاک پر پھینک دی اور بال سر کے
کھولدئے اور سب کہتے تھے واحسینا وا اخوینا وا ویلا وا محمداہ پس یہ امر قابل فکر و غور ہی کہ اس شیخ نجدی صاحب بہادر کو تو یہ بات معلوم
ہوئی کہ اُس جناب پر رونا نہ چاہیئے بلکہ استرجاع کرنا چاہیئے اور اہلبیت اور اہل مدینہ کو یہ معلوم نہوا ع بریں عقل و دانش بباید گریست
پس اگر استرجاع ہی مروی ہوتا اور رونے کی ممانعت ہوتی تو یہ اصحاب رسول کہ جو صحبت رسول سے مشرف ہوئے تھے اس ممانعت
کو رسول خدا سے کیا نہ سُنتے اسواسطے کہ بموجب قاعدہ موضوعہ اہل خلاف کے کہ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم حدیث موضوعہ
سے وضع کیا ہی صحابہ سے خلاف حکم خدا و رسول متصور نہین ہو سکتا اور یہ جواب الزامی تو اُس صورت مین ہی کہ جب احادیث مرویہ درباب
ثواب گریہ و بکا علی حال الشہدا سے غض بصر کرین اور انکی طرف التفات نہ فرمائین و الا یہی حدیث واسطے صفرا شکنی اور سر کوبی اس
شیخ نجدی کے کافی اور وافی ہی جناب ابو بکر خوارزمی نے کہا ہی کہ رسول خدا نے فرمایا کہ وَمَن دمعت دمعۃ واحدۃ
وقطرت عینا قطرۃ بوأہ اللہ فی الجنۃ یعنی جو شخص کہ روئین آنکھین اُسکی اور نکلے اُسکی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا
جگہ دیگا اللہ اُسکو بیچ جنت کے اور بھی ربیع بن منذر سے اِسی مضمون کی حدیث لکھی ہوئی ہی اور اُسکو جناب امام حسین سے نقل کیا ہی سوائے
اسکے اوپر ثابت ہوا ہی کہ خود جناب رسالتمآب نے شہادت امیر حمزہ پر روئے اور زنان قریش کی اُس جناب کے رونے پر مدح اور ثنا کی پس
اس سے ثابت ہوا کہ رونا بھی شہدا پر موافق شرع شریف کے ہی اور باتباع رسول مقبول اور مثل استرجاع مروی اُس جناب سے ہی تم

قال المجیب قال الشیخ الشہاب الدین ابن حجر الہیثمی المکی فی الصواعق المحرقۃ اعلم ان ما اصیب
بہ الحسین رض فی عاشوراء انما ہو الشہادۃ الدالۃ علی مزید حظوتہ و رفعۃ درجتہ عند
ربہ و الحاقہ بدرجات اہلبیت الطاہرین فمن ذکر ذلک الیوم مصابہ لا ینبغی
ان یشتغل الا بالاسترجاع امتثالا للامر و احرازا لما رتبہ اللہ تعالی بقولہ اولئک علیہم
صلوات من ربہم و رحمۃ و اولئک ہم المہتدون و لا یشتغل ببدع الرافضۃ و نحوہم
من الندب و النیاحۃ و الحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین و الا لکان یوم
وفاتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اولی بذلک و احری او ببدع الناصبۃ المتعصبین

اقول یہ جو اس شیخ ممدوح نے اپنے دعوے کا ذبہ پر صاحب صواعق کے قول کو شاہد عدل اور گواہ صادق جانکر نقل کیا ہے
اسکے تکذیب اور تفسیق کیواسطے فقط یہی امر کافی اور وافی ہی کہ اگر حصول مدارج علیہ اور مراتب رفیعہ شہدا کہ جو انکو عوض شہادت

کے نصیب ہوئی مانع گریہ وبکا ہوتے تو ملائکہ اور انبیا کہ جو مخزن علوم الٰہی اور معدن احکامات لامتناہی ہین اِس مصیبت عظمیٰ مین پابند گریہ وبکا نہ ہوتے حالانکہ استلزام گریہ وبکا جناب رسولخدا کا اِس مصیبت مین اور حکم دینا اُس حضرت کا اپنی امت کو واسطے رونے رولانیکے اِس غم مین بوجہ احسن کتب فریقین سے ثابت ہی جیسے کہ اوپر گزرا حتےٰ کہ اُس جناب کو بعد وفات بھی لوگون نے خواب مین روتے ہوئے دیکھا چنانچہ اِسی صاحب صواعق نے اسی اپنی کتاب مین جس سے اِس مدعی حب صحابہ نے نقل کیا ہی لکھا ہی کہ اخرج الترمذی

ان امسلمہ رأت النبی باکیا وبراسہ ولحیتہ التراب فسئلۃ فقال قتل الحسین انفا وکذٰلک

راٰہ ابن عباس نصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم یلتقطہ فسال فقال

دم الحسین واصحابہ لم ازل اتتبعہ منذ الیوم فنظر فوجد واقد قتل فی ذالک الیوم یعنی بیان کیا ترمذی نے کہ ام سلمہ نے خواب مین دیکھا رسولخدا کو کہ روتے ہین اور سر و ریش مبارک پر گرد و غبار پڑا ہی اور روئے مبارک گرد آلود ہی ام سلمہ کہتی ہین کہ مین نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے آپکا اے رسولخدا فرمایا کہ حسینؑ میرا درجہ شہادت کو فائز ہوا اور ابن عباس نے بھی اُس جناب کو عالم رویا مین دوپہر کو دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا ہاتھ مین ہے اور جب اُس جناب سے پوچھا کہ یہ خون کس کا ہے اے رسولخدا فرمایا کہ یہ خون حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کا ہی پس اِن روایات سے تکذیب صاحب صواعق کے قول کی واضح ہوئی اور جب گواہ جھوٹے ہوئے تو دعوی مدعی حب صحابہ کا بھی جھوٹا اور باطل اور غیر صحیح ہوگا مگر ہم مالیخولیائی صاحب صواعق سے عجب ششدر اور حیران ہین کہ کاخ دماغ صاحب موصوف کو بخارات مظلمہ سودائی خام نے اسطرح سے تیرہ و تار کیا ہی کہ مثل بہما کلام مخبط و بیہودہ اپنے زبان پر جاری ہی کئے اور مثل مجانین سخنان مشوش بیان فرمائے ہین یعنی کبھی تو بسبب عداوت و دشمنی کے جب کہ عرق تعصب جہندگی مین آتے ہی تو اِس ذکر کو منع کرنے لگتا ہے او حرام ٹھہراتا ہی اور جب کچھ جوش سینہ فرو ہوتا ہی تو حق بولنے لگتا ہی چنانچہ ایک روایت تو اوپر گزری کہ جو اُس نے اپنی کتاب مین لکھی ہے اور دوسری روایت یہ لکھی ہے کہ ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہی کہ ایکبار جس زمانہ مین جناب علیؑ متوجہ طرف صفین کے ہوئے اور پہنچے زمین کربلا پر تو برابر نینوا کے کہ جو برلب فرات واقع ہی کھڑے ہو کر نام اُس زمین کا پوچھا لوگون نے عرض کی کہ اسکا نام کربلا ہے یہ نام سُنکر وہ جناب اسقدر روئے کہ خاک اسجگہہ کی آنسوؤن سے تر ہوگئی اور فرمایا کہ مین جو ایکروز رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوا تو اُس جناب کو مشغول گریہ پایا اور مین نے سبب گریہ کا دریافت کیا تو فرمایا کہ ابھی مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ حسینؑ فرزند تمہارا زمین کربلا مین برلب فرات قتل کیا جائیگا اور پھر ایک مشت خاک اٹھا کر اُس جگہہ کی مجھے سونگھائی کہ اُسکے سونگھنے سے مجھے تاب نہ رہی اور بے اختیار آنسو میری نکل پڑے پس ابن حجر نے خود ہی تو یہ ابیات لکھین اور پھر گریہ کو آپ ہی منع کرتا ہے پس خبط و خلط اِس کا نہین تو کیا ہی غرضیکہ اِن احادیث عدیدہ متکاثرہ سے ثابت ہوا کہ رونا اُس جناب پر اسوۂ حسنہ ہی ساتھ رسولخدا کے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ اور اِسی جگہہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دلالت آیہ اولئک علیہم کی کہ جسکو یہ اپنے اثبات مدعا پر دلیل لایا ہی ساتھ کسی دلالت کے دلالات ثلثہ سے اُسکے مطلب پر دال نہین ہی اسواسطے کہ اگر استرجاع مانع گریہ وبکا ہوتا تو یہ حضرت فقط استرجاع ہی کرتے اور گریہ وبکا نفرماتے اور یہ جو صاحب صواعق نے کہا کہ ولا یشتغل

یہ دلیل بھی اُسکی عداوت اور دشمنی کی ہے اسواسطے کہ اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ رونا شیعان اہلبیت کا
مصیبت فرزندان رسول پر بتاسی اور متابعت اور پیروی جناب رسول مقبول صلعم کی ہے نہ بدعت شیعیان اہلبیت سے دیکھو
تو اس فرقہ کے اسلام اور ایمان کو کہ سنت رسول خدا اور متابعت اور اسوہ کو اُس جناب کی بدعت اور ضلالت قرار دیتے ہین اور
پھر اسلام کا دعوی کرتے ہین غنیہ مین پیر دستگیر نے اونکی لکھا ہے کہ بروز قتل امام حسین ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوے اور قیامت تک
اُس جناب پر روئین گے اور بعجب باوجود اسکے یہ لوگ اس رونیکو بدعت کہتے مین یہ کیا طرفہ بات ہے انسان تو اس فرقہ کے نزدیک بدعتی تھے ہی
فرشتہ بھی بدعتی ہو گئے بلکہ آسمان و زمین اور ستارے اور پہاڑ اور جن و حیوان سب بدعتی ہو گئے کہ یہ سب اُس جناب پر روتے ہین جیسا کہ
خود بھی صاحب صواعق نے ابو نعیم حافظ سے کہ اوس نے کتاب دلائل النبوت مین لکھا ہے روایت کی ہے کہ اس غم مین آسمان نے خون برسایا اور سیاہ
ہو گیا اور ستارے دکھائی دینے لگے اور پتھروں کے نیچے سے خون تازہ اوبلتا تھا اور لشکر مین جسقدر ورس تھا کہ وہ ایک نبات سرخ ہے رماد
اور خاکستر ہو گئی اور لشکر مین ایک شتر کو نحر کیا تو اُسکے گوشت مین شعلہ نکلتا تھا اور جب اُسکو پکایا تو مثل علقم کے ہو گیا اور آفتاب
منکسف ہوا یہان تک کہ نصف النہار مین ستارے نظر آنے لگے اور آدمیونکو گمان ہوا برپا ہونے قیامت کا اور ستارے آپس مین
ٹکراتے تھے اور تحریر الشہادتین مین لکھا ہے کہ بروز قتل امام حسین جو درخت کی شاخ قطع کیجاتی تھی اُس سے خون تازہ نکلتا تھا اور
جس زمین پر میخ خیمہ برپا کرنے کے لئے ٹھوکی جاتی تھی خون اُس جگہ سے نکل کر بہنے لگتا تھا اور ابن جوزی نے ابن سیرین سے روایت
کی ہے کہ تین دن تک دنیا سیاہ رہی پھر سرخی ظاہر ہوئی آسمان مین غرضکہ اس قبیل سے بہت سے عجائبات بروز شہادت آنحضرت زمین
پر پیدا ہوئے کہ ثعلبی وغیرہ اُن کے علمائے اونکو لکھا ہے چنانچہ صحیح مسلم مین تفسیر آیہ کما بکت علیہ السماء والارضین لکھا ہے کہ جب امام حسین
علیہ السلام قتل ہوئے تو آسمان اُس جناب پر رویا اور گریہ اُسکا سرخ ہونا اُسکا ہے اور شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے رسالہ صغیر مین
اس حدیث کا اعتراف اور اقرار کیا ہے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ان لوگون کے نزدیک جو جو جناب امام حسین علیہ السلام پر رویا
ہے جن یا انس یا ملایک وہ سب رافضی بدعتی تھے غرض کہ خود ہی تو بیان کیا کہ انبیا اور ملائک اور ہمارے پیغمبر اس مصیبت مین روئے اور آپ
ہی اس رونیکو بدعت قرار دیتا ہے حالانکہ بدعت نام ہے خلاف طریقہ رسول خدا کا نہ فعل اور اسوہ اور متابعت رسول مقبول کا ہم یقین
کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مانعین بکا سے کمال بیزار ہونگے جیسا کہ قاتل حضرت حمزہ سے بیزار ہوئے چنانچہ ابن جوزی نے
لکھا ہے کہ حضرت عباس کی نالہ و فریاد نے جبکہ وہ بدر مین قید تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو سونے ندیا اور تمام شب بیدار رکھا پس کیا حال رکھتا
ہوگا نالہ حسین کا اور جبکہ اسلام لایا وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تو پیغمبر خدا نے فرمایا کہ تو منہہ اپنا مجھے نہ دکھلا کہ مین دوست
نہیں رکھتا کہ اپنے چچا کے قاتل کو دیکھون حالانکہ یہ بھی فرمایا کہ بسبب اسلام کے بخشے جاتے ہین گناہ پہلے پس کیونکر گوارا کرتے خاطر
مبارک رسول خدا کی کہ دیکھنے اُس شخص کو کہ حسین نے ذبح کیا اور کہے نواسے کو اور حاکم کیا اُسکے قتل کا اور سوار کیا اونکی اہلبیت کے شتران
برہنہ پر اتنے [illegible] کہ ان کو روتا [illegible] نہ دیکھنے سے وہ جناب بیزار تھے اسی طرح اونکی منہہ دیکھنے سے بھی بیزار ہونگے کہ جو منع کرتے ہین
گریہ و زاری اور حزن و بیقراری کو مصیبت مین جگر گوشہ آنحضرت کی اور بھی ماوردی نے اپنی سیر مین بیچ بیان غزوہ احد کے لکھا ہے

کہ لما انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی المدینۃ مر بدار من دار الانصار فسمع
بکاء النوائح علی قتلاھم فذرفت عینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وبکی ثم قال لکن حمزۃ لا بواکی
لہ۔ وامر سعد بن معاذ و اسید بن حضیر نساءھم ان یتحزمن ثم تذہبن و تبکین علی عم رسول صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم فلما سمع رسول اللہ بکاءھن علی حمزۃ خرج الیھن وھن علی باب مسجدہ فقال
ارجعن یرحمکن اللہ فقد آسیتن بانفسکن ۔ اور بھی جمال المحدثین نے روضۃ الاحباب
مین بیچ ترجمہ غزوہ احد کی روایت کی ہے کہ جب جناب رسول مقبول مدینہ مین پہنچے اور اکثر گھرون سے عورتون کے رونیکی آواز سُنی مگر حمزہ
کے گھر سے آواز رونے کی نہ آتی تھی فرمایا کہ ولیکن حمزۃ لا بواکی لہ یعنی حمزہ عورتین رونے والی نہین رکھتا کہ اُسپر روئین
انصار نے سنکر اپنے اپنے گھرون مین آئے اور اپنی عورتون سے کہا کہ تم پہلے حمزہ کے گھر مین جا کر اُس عم رسول پر نوحہ و ندبہ و گریہ کرو
اور بعد اُسکے اپنے گھر مین آنکر اپنے مقتولون کو رونا سب زنان انصار جمع ہو کر مابین عشائین حمزہ کے گھر مین آئین اور تا
نصف شب اوپر روئین اور جناب رسول خدا سو گئے تھے جب بیدار ہوئے تو آواز گریہ عورتون کی سُنی تو پوچھا کہ یہ کیا آواز ہے اور کیسی
آواز ہے لوگون نے عرض کی کہ یہ آواز زنان انصار کی ہے کہ تمہارے عم محترم حمزہ پر روتے ہین حضرت نے فرمایا کہ رضی اللہ
عنکن و عن اولادکن و عن اولاد اولادکن انتہی پس محل غور و فکر ہے کہ جناب رسالتمآب نے اسی سبب سے
کہ یہ حمزہ پر عورتین روئین اُن کے حق مین دعائے خیر کی اپنے فرزند کے رونے والون سے کیونکر خوشنود اور راضی نہون گے اور دیکھو
کہ روضۃ الشہدا مین لکھا ہے کہ عجیب تر یہ ہے کہ بعض بلاد روم مین ایک پہاڑ پر صورت شیر کی پتھر کی تراشی ہوئی ہے پس ہر سال
روز عاشورہ اُس صورت کی دونو آنکھون سے آنسو جاری ہوتے ہین اور صبح سے شام تک وہ شیر رویا کرتا ہے اور اُن آنسوؤنکو
آدمی وہان کے جمع کرتے ہین اور بطور تبرک اُس پانی کو پیتے ہین اور اپنے گھرون مین لیجاتے ہین ۔ کوہ از حسرت آن تشنہ لبان
می گرید ۔ بحر از غیرت آن تشنہ لبان می جوشد + پس معلوم ہوا کہ صاحب صواعق کے نزدیک شیر پتھر کا بھی رافضی ہے کہ اُس
جناب پر ہر سال روتا ہے و آخرین مانعین کہ یہ پتھر سے بھی بدتر ہین شواہد مین مذکور ہے کہ زمخشری نے کتاب ربیع الابرار مین روایت
کی ہے کہ زینب خواہرزادہ مغیرہ کہتی ہین کہ ایک روز رسول خدا میرے خیمہ مین سوتے تھے جب بیدار ہوئے تو پانی وضو کو طلب کیا اور ایک درخت
خشک جانب خیمہ تھا آب مضمضہ اُسکی جڑ مین اُس جناب نے ڈالا صبح کو مین نے دیکھا کہ اُس خار بن سے ایک درخت عظیم پیدا ہوا اور میوہ
اُس مین خوشبودار عنبر سرشت پیدا ہوا کہ طعم اُس کا شہد سے بہتر گرسنہ کو سیر اور تشنہ کو سیراب اور بیمار کو صحیح اور گوسفند کم شیر کو پُر شیر کرتا
تھا ہم نے نام اُسکا شجرہ مبارک رکھا تھا جب رسول نے انتقال کیا تو میوہ اُس کا جاتا رہا اور جناب امیر کی شہادت سے خار پیدا کر لایا
اور جب جناب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو ہر شاخ سے خون اُسکے جلدی ہوا اور برگ اُس کے پژمردہ ہو گئے اور وقت شب نیچے
اُس کے سے آواز نوحہ و زاری کی آتی تھی اور کوئی دکھائی نہ دیتا تھا اور یہ جو صاحب صواعق نے برخلاف قوانین اور اصول مذہبی اپنے کے
اجتہاد کیا اور کہا کہ یا ساتھ بدعتون نواصب تعصب کر میوالونکی مردود ہے کہ وجہ اعلی یہ کہ موافق احادیث خیر الانام الحسن والحسین سیدا

شباب اہل الجنتہ کے دو نو گل ریحان رسول مرتبہ میں من جمیع الوجوہ سوائے بزرگی اور خوردی اور تقدم و تاخر فی الامامتہ کی باقی
امور میں مثل ایک رہا تھے پس جبکہ امام ہنجم اہلسنت معاویہ غاویہ ادخل اللہ فی النار نے درباب اظہار فرح اور سرور راد پر شہادت جگر گوشہ
رسول مقبول برادر بزرگ امام مقتول نور دیدہ بتول امام حسنؑ کی اجتہاد کیا تو پس منع کرنا صاحب صواعق کا شادی و سرور کو اوپر
شہادت امام حسینؑ کے بخلاف اجتہاد خلیفہ ہنجم اس فرقہ کے ہوگا اور شاید کہ اس اجتہاد میں روح خلیفہ مذکور کی بسبب مخالفت کذائی کی روح
شیخ شہاب الدین سے ہشت مشت اور لکد کوب میں ہوگی اور توابعین طرفین کا تو یہ حال معلوم نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات خلیفہ
ششم ان کے یزید پلید کو بھی ناگوار ہوگی کہ وہ بھی جناب امام مظلوم کربلا کو شہید کر کر بہت خوش ہوا تھا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ
جار اللہ زمخشری نے ربیع الابرار میں لکھا ہے کہ حمل معاویۃ لجعدۃ بنت الاشعث امراۃ الحسن مائۃ الف
درھم حتی سمتہ ومکث شھرین وانہ لیرفع من تحتہ کذا طستا من دم وکان یقول لقد سقیت
السم مرارا ما اصابنی فیھا ما اصابنی فی ھذہ المرۃ لقد لفظت کبدی و یؤید ما فی
الاستیعاب قال قتادۃ وابو بکر بن حفص سم الحسن بن علی سمتہ امراتہ جعدۃ بنت
اشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک منھا بتدسیس معاویۃ الیھا وما بذل لھا
فی ذلک وکان لھا ضرائر واللہ اعلم خلاصہ اس کا یہ ہے کہ معاویہ باغیہ نے جعدہ بنت اشعث زوجہ امام حسنؑ کے پاس ایک لاکھ درہم
بھیجے تا انیکہ بطمع حطام دنیوی اُس ملعونہ دشمن خدا نے اُس امام دوسرا کو زہر ہلاہل پلا دیا کہ اُس جناب کا جگر اطہر ٹکڑے ہو گیا اور طشت
بھر بھر کر خون حضرت کے منہ سے قی کی راہ نکلتا تھا اور وہ جناب فرماتے تھے کہ میں نے اگرچہ کئی دفعہ زہر پیا ہے مگر جو صدمہ مجھے اس بار ہوا ہے
اور دفعہ ایسا صدمہ نہیں ہوا اور موئد اسکے وہ روایت ہے کہ جو استیعاب میں مذکور ہے کہ کہا قتادہ بن ابی بکر بن حفص نے کہ
امام حسنؑ کو جعدہ نے زہر دیا اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ معاویہ نے زر خطیر جعدہ کو دیکر امام مسموم کو زہر دلوایا اور تاریخ الفی میں مذکور ہے کہ معاویہ
نے مروان بن حکم کو کہ طرید رسول خدا تھا یعنی نکلوایا ہوا اُس جناب کا مدینہ سے حاکم کیا اور پھر اسکے پاس ایک رومال زہر آلودہ بھیجا کہ تو اسکو
جعدہ کو دے اور کہو کہ وہ بعد مباشرت کے امام حسنؑ کو اس رومال سے پاک کرے کہ بمجرد مس کرنے اس رومال کے وہ حضرت بسبب سرایت کرنے
زہر کے عالم بقا کو ارتحال کر جاوینگے اور میں تجھے اسکے جلدو میں پچاس ہزار درہم دونگا اور یزید پلید کے ساتھ تیرا نکاح کر دونگا کہ تو
شاہزادی اور ملکہ تمام عالم کی کہلاوے گی غرض کہ جعدہ نے باغوائے مروان ایسا ہی کچھ کیا اور آخر وہ جناب شہید ہوئے اور قاضی محب الدین
حنفی نے کتاب روض المناظر فی علم الاوائل والاواخرین اور اسمعیل بن محمود بن محمد بن عمر بن شہنشاہ نے کتاب مختصر اخبار البشر میں اور
اور لوگوں نے بھی اسیطرح لکھا ہے پس جبکہ اُس شاہزادہ کونین نے اس دار نا پائیدار سے بدار القرار رحلت فرمائی اور معاویہ باغیہ کو اس
حادثہ کی خبر پہنچی تو بہت خوش ہو کر سجدہ شکر کا بجا لایا اور جشن شاہانہ کیا چنانچہ دمیری شافعی نے حیوٰۃ الحیوان میں لکھا ہے
لما بلغ معاویۃ موتہ سمع تکبیرۃ من الخضراء فکبر اھل الشام لذلک التکبیر فقالت فاختۃ بنت
قرظۃ لمعاویۃ اقر اللہ عینک ما الذی کبرت لاجلہ فقال مات الحسن فقالت اعلی موت الحسن

بن فاطمۃ تکبر فقال ماکبرت شماتۃً بموتہ ولا کن استراح قلبی وقد دخل علیہ ابن عباس فقال

لہ یا ابن عباس ھل تدری ماحدث فی اھلبیتک قال لا ادری ماحدث الا انی اراک مستبشراً

وقد بلغنی تکبیرک فقال ان الحسن مات الخ یعنی جبکہ معاویہ باغیہ کو خبر شہادت جناب امام حسن علیہ السلام پہنچی تو اُس نے ایسی آواز بلند سے تکبیر

کہی کہ سب اہل مجلس نے اُسکی تکبیر کو سنا اور بمتابعت اُسکے سب اہل شام نے بھی تکبیر کہی فاختہ بنت قرظہ نے معاویہ سے کہا کہ خنک رکھے اللہ تیری آنکھونکو

کیا سبب ہے کہ تو نے اسوقت تکبیر کہی معاویہ نے کہا مین نے سنا ہے کہ امام حسن نے وفات پائی فاختہ بنت قرظہ نے کہا کیا تو نے حسن ابن فاطمہ کے مرنے پر تکبیر کہی

معاویہ نے کہا کہ مین نے از روے شماتت کے اونکی موت پر تکبیر نہین کہی بلکہ اسواسطے تکبیر کہی کہ میرے دل کو راحت حاصل ہوئی کہ اسمین ابن

عباس تشریف لائے معاویہ نے دیکھکر کہا کہ اے ابن عباس تمہین بھی کچھ معلوم ہوا کہ تمہاری اہلبیت مین کیا حادثہ واقع ہوا ابن

عباس نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہین مگر مین اسوقت تجھے کمال خوش حال اور مسرور پاتا ہون اور تیری تکبیر کہنے کی مجھے بھی خبر پہنچی

ہے معاویہ نے کہا کہ حسن ابن علیؑ نے انتقال کیا الیٰ اخر الروایت اور زمخشری نے ربیع الابرار مین لکھا ہے جبکہ معاویہ کو خبر پہنچی کہ

امام حسنؑ مسموم ہوئے اور جام شہادت نوش کیا تو اُس نے سجدہ شکر کیا اور حاضرین مجلس نے بھی بخاطر اُسکے سجدہ شکر کا کیا پس ابن

عباس اُسکے پاس آئے معاویہ نے پوچھا کہ اے ابن عباس کیا امام حسنؑ نے وفات پائی ابن عباس نے کہا کہ ہان اور مجھے تیری تکبیر

کہنے کی بھی خبر پہنچی واللہ اے پسر جگر خوارہ اور اے ابن اکلۃ الاکباد نہ بھر دیگا تیرا حسد اُس جناب سے تیری قبر کو اور نہ زیادہ

کریگا اونکا مرنا تیری عمر کو انتہےٰ اب ہم کہتے ہین کہ جس صورت مین معاویہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت سے خوش ہوا اور سجدہ

شکر بجالایا تو لیس جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر خوش نہ ہونے سے روح نحس اُسکی اپنے نورالعین سے آزردہ ہوگی اسواسطے

کہ وہ فعل اُسکا تھا اور یہ فعل یزید اُسکے بیٹے کا اور بکمال تعجب ہے اس فرقہ کی اون لوگون سے کہ جو یزید کو برا کہتے ہین اور معاویہ کی مدح

کرتے ہین ہم حیران ہین کہ بروز رستخیز یا بمقام اسفل السافلین جبکہ معاویہ اور یزید سے ملاقات کرینگے اور اسوقت وہ اُن سے پوچھیگا

کہ تم نے میری نورالعین یزید پلید سے بعد میری مرنے کے بدسلوکی کیون کی اور زبان طعن کی اُسپر کیون کھولی کہ وہ تو میری ہی مسلک

چلن پر تھا اسواسطے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونون نواسے تھے ایک کو مین نے شہید کیا دوسرے کو میرے بیٹے نے پس

ہم دونون نے گھر رسول مقبول کا خوب صاف کیا اور ہم چلے قدم بقدم شیخین کے اسواسطے کہ بنا خرابی خاندان رسول کی اول کہی ہوئی

شیخین کی تھی تو اُسکو کیا جواب دینگے بجز شرمندگی کھینچنے اور انفعال اٹھانیکے اب سنیے توضیح اُس بنا کی کہ جو شیخین نے رکھی

وہ یہ ہے کہ اول تو بمجرد انتقال فرمانے جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ کے سب آدمی اہلبیت سے پھر گئے اور شیخین نے وقت پا کر خلافت

اپنی طرف کھینچلی پہلے ابوبکر خلیفہ ہوا بعد اسکے عمر اور خاندان رسول کو ذلیل و خوار کردیا اور جبکہ شکم مبارک عمر صاحب کا ابو لولو کے

ہاتھ سے پھاٹا گیا اور زندگی اپنی سے مایوس ہوے تو خلافت کو اوپر مشورہ چھ آدمیونکے چھوڑا اور انہین مین اُسکو منحصر کیا کہ بعد میرے

ایک کا خلیفہ ہونا انہین سے چاہیے مگر چونکہ مین ان سب مین ایک ایک عیب پاتا ہون اور اس سبب سے کسی کو قابل خلافت کی

نہین دیکھتا لہذا باوجود ہونے علیؑ کے انمین کسی خاص کو معین نہین کرسکتا ہان اگر ابو عبیدہ جراح یا سالم مولائے خذیفہ زندہ

ہوتا تو البتہ ان دو میں سے ایک کو اس منصب جلیلہ کیواسطے مقرر کرتا اور نہین چاہتا مین زندگی مین یا بعد موت کے عہدہ انکی خلافت کا میری گردن پر رہجائے پھر یہ کہکر خلیفہ جی نے ہر ایک کا عیب ظاہر کرنا شروع کیا پہلے عثمان کا عیب بیان کیا اور کہا کہ عثمان مین یہ عیب ہے کہ وہ اپنے یگانون اور خویشونکو بہت دوست رکھتا ہے پس اس سبب سے حق مسلمانونکا ضائع اور برباد کریگا اور بیت المال اپنے اقارب کو دیگا اور اونکو اور آل ابی معیط کو گردن مردم پر بٹھلائیگا اور علی مین یہ عیب ہے کہ وہ مزاح اور خوش طبعی کو دوست رکھتا ہے اور خلافت کو رتق اور فتق اور مدارا چاہیے اور عبد الرحمان ضعیف الراے ہے کہ اسکی عقل مین کمال قصور ہے اور اسکے مزاج مین ہٹ اور استبداد ہے اور خویشتن داری رکھتا ہے اور یہ کمال عیب ہے اور خلافت کو راے با صواب چاہیے اور سعد وقاص مین نامردی اور جبن اور بزدلی ہے اور خلافت کو شجاعت چاہیے کہ خلافت مین حرب و ضرب سے ناگزیر ہے اب صاحبان ذہن و ذکا اور شائقان اخبار رجال خلفا انصاف کو کار فرمائین اور فطرت شیخ صاحب کو ملاحظہ کرین کہ باوجود اسکے کہ عبد الرحمان کی مذمت بیان کی اور عیب اسمین نکالا پھر اس امر مین اسی کو سرپنچ مقرر کیا اور کہا کہ اِذَا اجْتَمَعَ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ فَالْقَوْلُ مَا قَالَاهُ وَاِذَا صَارُوا ثَلٰثَةً ثَلٰثَةً فَالْقَولُ فِي الَّذِيْنَ فِيْهِمْ عَبْدُالرَّحْمَان یعنی جسوقت جمع ہووین علی و عثمان ایک راے پر تو دونونکا ہے اور اگر تین شخص ایک طرف ہون اور تین شخص ایک طرف تو پس قول انکا ہے کہ جس مین عبد الرحمان ہو اور یہ دانائی کی تھی شیخ صاحب کی اسواسطے کہ یہ جانتے تھے کہ جناب علی عثمان کی راے سے اتفاق نفرمائینگے اور بلاشک اس سے مخالفت کرینگے اور عبد الرحمان داماد ہے عثمان کا وہ بسبب مصاہرت کے عثمان سے مخالفت نکریگا تو ہر طرح سے خلافت جناب امیر کو نپہنچیگی اور جو اپنا مطلب ہے یعنی محروم کرنا خلافت سے اہلبیت کو وہ حاصل ہوگا آمدیم بر سر مطلب پھر خلیفہ صاحب نے حال طلحہ کا بیان کیا اور کہا کہ ان لوگونکو تین دن کی مہلت دی گئی ہے اگر اسمین کسی کو خلیفہ کر دیا تو بہتر ورنہ سب کو قتل کرنا اب خیال کرنا چاہیے جبکہ بزعم حضرت عمر اوصاف ان سب کے ایسے تھے کہ جیسے خلیفہ صاحب نے بیان فرمائی اور پھر با این ہمہ انہین مین سے اوس شخص کو جو مخالف اہلبیت کا تھا خلیفہ کرنیکے واسطے مقرر کیا تو پس عین خیانت تھی خلافت مآب کی رعایا کے حق مین دوسری یہ کہ چہ شخص خلیفہ جی کے نزدیک مساوی اور برابر تھے تو پھر عبد الرحمان کو ان سب پر رئیس کرنا در حقیقت استہزا اور تمسخر کرنا تھا خلیفہ صاحب کا پانچ شخص باقی کے ساتھ مگر فائدہ اسمین وہی تھا کہ اوپر مذکور ہوا یعنی یہ جانتے تھے کہ عبد الرحمان بسبب عداوت جناب امیر کے اور مصاہرت عثمان ہی کی طرف رغبت کریگا اور جناب امیر کو خلافت سے محروم رکھیگا اور اگر آپ ہی خلیفہ جی عثمان کو خلیفہ کرتے تو ملعون ہوتے اپنے تئین طعن و ملام سے بچایا بلکہ وہ تدبیر کی کہ جس مین قتل جناب امیر علیہ السلام کا متصور تھا سوائے اسکے خلیفہ صاحب پر کئی اعتراض وارد ہوتے ہین اول تو یہ خلافت مآب نے اس امر مین مخالفت کی خلیفہ اول اور جناب رسالت مآب کی خلیفہ اول نے قریب انتقال عمر کو خلیفہ مقرر کیا تھا اور خلیفہ ثانی نے وقت مرنیکے کسی کو خلیفہ مقرر نکیا پس اس مین تو مخالفت کی اپنے امام کی اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے بزعم و گمان اس فرقہ کے کسیکو خلیفہ اپنا مقرر نہ کیا تھا اور عمر نے خلافت کو شوری پر چھوڑا اس مین مخالفت کی رسولخدا کی دوسرے یہ کہ بعض انکے علما نے یہ لکھا ہے کہ خلیفہ اول نے وقت احتضار اپنی خلافت کو شوری مین ڈالا اور جناب امیر سے کہا کہ اے علی اگر تمہارے ایمان کو

ایک پلڑے مین ترازو کے رکھین اور تمام اہل ارض کے ایمان کو دوسرے پلڑے مین رکھین اور پھر ترازو کو اٹھائین تو تمہارا ایمان
سب کے ایمان پر غالب آئے اور تمہارے ایمان کا پلڑا بسبب گرانی کے زمین سے نہ اٹھ سکے گا اور سب آدمیون کے ایمان کا پلڑا بسبب سبکی
آسمان سے جا لگے اور عثمان سے کہا کہ انت من اہل النار اور طلحہ سے کہا کہ مین تجھے دوست نہین رکھتا کہ تو نے قصد کیا تھا ازواج
نبی مین سے نکاح اور خطبہ کا اوسی سبب سے آیہ ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا نازل ہوا ہے اور زبیر سے کہا تو کافر ہے کہ مال مومنین کو بلا
رضا غصب کرتا ہے اور سعد وقاص سے کہا کہ انک عندی لفارق ہذہ الامۃ اور عبد الرحمان سے کہا کہ تو عاقل اور فطین
ہے اور بعد اسکے صہیب سے کہا یا صہیب اذہب وصل بالناس فان مضت ثلاثۃ ایام و رضی اربعۃ
بالصدد منہم و ابی واحد فاضربوا عنقہ وان ابی اثنان فاضربوا عنقہما وان مضت ثلاثۃ ایام ولم
یجتمعوا علی احد فاضربوا اعناقہم یعنی اے صہیب تو جا اور آدمیون کے ساتھ نماز پڑھ یعنی پیش نمازی کر لوگون کی پس اگر تین روز گزر جائین
اور چار آدمی ایک شخص کی امامت پر راضی ہون اور پانچوان شخص راضی نہو تو اوس پانچوین شخص کو قتل کر اور اگر دو شخص انکار کرین
تو دونون کی گردن مار اور اگر کوئی کسی کی خلافت پر راضی نہو تو سب کی گردن مار پس اس روایت سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اسکو قتل جناب امیر منظور تھا اسواسطے کہ یہ تو جانتا تھا کہ وہ جناب ان مین سے کسی کی خلافت پر راضی نہونگے اور جب کہ راضی نہونگے
تو بالضرور قتل کئے جائینگے مگر ہم حیران ہین اس بات مین کہ خود ہی تو عثمان کے حق مین کہا کہ مال مسلمین کو تلف کریگا اور بیجا
بیجا خرچ مین لائیگا اور پھر باوجود اس علم و دانش حال خلیفہ ثالث کی اوسکے خلافت پر راضی ہو گئے اور بھی صدہا جگہہ تو قول
جناب امیر علیہ السلام کو مانا اور لولا علی لہلک عمر کہا اور یہان جو اوس جناب نے فرمایا کہ خلافت حق میرا ہے تم اسکو کیون مجھسے چھینتے
ہو جیسا کہ کتب تواریخ اہل تسنن سے واضح ہے تو یہان بسبب اپنی جر نفع کے اوس جناب کے فرمانے کو نہ مانا اور لولا علی لہلک عمر کو بھول
گئے جیسا کہ ابن قتیبہ وغیرہ نے لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ یا بنی مازلت مظلوما مبغیا علی منذ ہلک
جدک یعنی اے فرزند مین ہمیشہ مظلوم اور ستمدیدہ رہا جس روز سے کہ تمہارے نانا نے وفات پائی اور بھی ابن قتیبہ نے
اپنی تاریخ مین نامہ جناب امیر کو کہ اوس جناب نے مردمان عراق کو لکھا تھا نقل کیا ہے کہ بعض فقرات اوسی کی یہ ہین کہ جب پیغمبر خدا نے
انتقال کیا تو مسلمانون نے خلافت پر جھگڑا کیا فواللہ ما یلقی فی روعی ولا یخطر علی بالی ان العرب
تعدل ہذا الامر عنی ؛ یعنی قسم ہے خدا کی کہ میرے دل مین ہرگز اس امر کا خطرہ نہ تھا کہ عرب مجھسے خلافت کو غصب کرینگے
پس دیکھا مین نے کہ لوگ ابو بکر کیطرف راجع ہوئے مگر مین نے اپنا ہاتھ بیعت کیطرف سے کھینچا پھر جناب ولایت مآب علیہ السلام نے
اوسی نامہ مین ارشاد کیا اور کہا کہ قال قائلہم انک یا ابن ابیطالب علی الامر لحریص فقال لہم
انتم احرص الی آخر الفقرات یعنی کہنے والے نے مجھسے کہا کہ تم کو طمع خلافت مین بہت ہے مین نے انسے کہا کہ تم بہت حریص ہو
خلافت مین آیا مین نے حرص کی کہ میت اپنے ابن عم کی میراث طلب کرتا ہون یا تمنے حرص کی کہ تم مجھمین اور میرے حق مین حائل
ہوئے ہو اور حق میرا نہین دیتے خداوندا مین فریاد کرتا ہون اور داد چاہتا ہون تجھسے اوپر قریش کے کہ انہون نے میری رحم کو

قطع کیا اور میری مرتبہ کو پست کیا اور مجھسے نزاع کی اور میری اُس حق کو مجھسے چھین لیا کہ جسکا مین مستحق تھا اور یہ نامہ بڑا طویل ہی بعض مضامین پر اقتصار کیا گیا پس اس سے بھی ثابت ہی کہ جناب امیر اپنے حق کو چاہتے تھے اور یہ لوگ ندینتے تھے اب ہم مقلدین و تابعین خلیفہ صاحب سے پوچھتے ہین کہ آیا تمہین ایسے ہی مذہب پر جسکے ہادی اور راہ نما ایسے تھے فخر و ناز ہی جناب امام حسین علیہ السلام کی ماتم داری تو تمہارے نزدیک ایسی بُری ٹھیری کہ تم اس کو منع کرتے ہو اور حرام کہتے ہو اور عمر کے خلیفہ کرنے کو عثمان کی باوجود اس بُرائی کے برا نہین سمجھتے پس عاقل خیبر اسی پر قیاس کرے کہ جیسے عمر نے جناب امیر کو بہ سبب عداوت قلبی کے بے حق کیا ویسے ہی یہ لوگ بھی اُسکے فرزند دلبند حسین علیہ السلام سے دشمنی کرتے ہین اور ہم یقین کرتے ہین اس امر پر کہ اگر امام حسین علیہ السلام اس زمانہ مین بھی موجود ہوجائین تو یہ لوگ بلا شک و شبہ مثل کوفیان غدار و فوج یزید پلید اس جناب کے قتل پر آمادہ اور مستعد ہوجائین اور یزید نے کیا کیا کہ جو یہ لوگ اُس جناب سے بدسلوکی کرین اور یزیدیون نے تو اُس جناب پر تین دن دانہ اور پانی بند رکھا تھا یہ لوگ دس دن تک اُس جناب کو اور اُسکے اطفال خورد سال کو بھوکا اور پیاسا رکھین چنانچہ شاعر کہتا ہی ؎

یک حسینی نیست تا گرد د شہید + ورنہ بسیار اند در عالم یزید فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون قال الشیخ

الموصوف فی الحاشیہ علی عبارت صواعق المحرقہ جیسا کہ لوگ وفات اور عاشورہ کے دن فرح اور سرور اور اظہار زینت کرتے ہین مثل گانے اور باجے کے اور کپڑے سبز اور نیلے اور اسپ دوڑی سرخ اور زرد اور سیر و تماشا اور خرید اشیاء لذیذ کی اور کھلونے وغیرہ لڑکون کے لئے اور خوشی اور قہقہہ اور یارون کے ہاتھ مین ہاتھ اور گوٹہ کا بنانا اور جامدانیان تیار کرنی اور تہوار منانا اور تحائف مثل عید کے سمد صیانہ مین بھیجنے وغیرہ ذلک خوشی کے سامان انتہے۔ اقول و بہ نستعین سبحان اللہ شیخ صاحب موصوف تو بہت بڑے فہیم اور عقیل معلوم ہوئے نہ بیراون کے للا کے بھی کان کاٹے میان صاحب تمہین یزید پلید کی محبت اور الفت نے ایسا بے بصیرت اور اندھا کیا کہ جو باتین کہ تمہارے مذہب مین حلال اور ہمارے مذہب مین حرام ہین تم انہین باتون کا ہمپر کنایہ کرتے ہو اور سکو الزام دیتے ہو اور پھر آنکھ مین آنکھ ڈالکر بات کرتے ہو تمہین خدا شرم نہین آتی اپنے گریبان مین مونہہ ڈالکر دیکھو کہ تمہارے مذہب مین کیسی خرابیان واقع ہین اور یہ باتین کہ جو ہمارے جہال شیعہ نے اختیار کی ہین ان سب کا تو نکا مظلمہ تمہارے علما کی گردن پر ہی توضیح اُسکی یہ ہی کہ جس کسی کی اصل مذہب مین جو بات کہ داخل ہوتی ہی اُسکا اعتبار ہوتا ہے اور افعال جہلا سے کسی کی اصل مذہب پر اعتراض نہین ہوسکتا بلکہ معترض کو اُن کے فرقہ جمقا مین شمار کرتے ہین پس فضل خدا اور ندعالم سے ہمارے مذہب کی سب کتابین اصول اور فروع اور تواریخ کی موجود کثیر الوجود ہین جس شخص کا دل چاہے اور جسکے مزاج مین آئے وہ انکو مطالعہ فرمائے انشاء اللہ کہین کسی جگہہ حلت ڈھول و تماشہ اور راگ و گانے ناچ رنگ اور نیز کل منہیات کی نپائیگا اور نہ دیکھیگا کہ کسی جگہہ یہ حلال لکھا ہی یا کسی عالم نے اُسکو حلال کہا ہی بخلاف مذہب اہل تسنن کے کہ اُن کے اصل مذہب مین حلت گانے اور بجانے اور ناچ دیکھنے اور شراب اور رنگ بوزہ اوڑانے اور قمار بازی اور اغلام کرنیکی داخل ہی تشریح اُس کی یہ ہی کہ نبی یہ سوا مقبول نے گانا سُنا اور ناچ دیکھا اور اپنی بی بی عائشہ ام المومنین کو گانا سُنوایا اور ناچ دکھلایا تو پس بلا شک

اُن کے اصل مذہب مین داخل ہوا توضیح مقال بدین منوال ہی کہ صحیح بخاری مین یہ حدیث لکھی ہوئی ہی جسکا ترجمہ یہ ہی کہ خالد بن ذکوان نے ربیع بنت معوذ سے کہا اُسنے ایک بار جناب رسول مختار نے مقتل رحمت کردگار کے میری گھر مین نزول اجلاس فرمایا اور میری فرش کو جلوس میمنت مانوس سے مرتبہ عرش برین کا بخشا اور جیسے کہ تو میری قریب بیٹھا ہی اسیطرح وہ جناب میری متصل بیٹھ گئی اور اُسوقت کچھ لونڈیان دف بجاکر نوحہ کرتی تھین میری باپ دادا پر کہ جو یوم بدر مارے گئے تھے یہانتک جب رسول خدا تشریف لائے تو ایک لونڈی نے کہا کہ اور ہم مین نبی ہی کہ جانتا ہی جو کچھ کہ صبح ہونیوالا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ کہو اور جو پہلے کہتی تھی وہی کہو اور بھی صحاح ستہ مین لکھا ہی کہ جناب رسول خدا نے عائشہ اپنی بی بی کو کاندھے پر چڑھاکر مردونکا ناچ دکھایا چنانچہ مرزا فصیح صاحب مرحوم برق لامع مین فرماتے ہین ؎ دکھایا ناچ اُسکو حضرت نے تا دیر + لگے پھر پوچھنے کیون ہو چکی سیر + کہا اُسنے ابھی سیری نہین ہی + اثر نے مین خوشی میری نہین ہی + یہ رقاصون ہی کی احمد نے گفتار + کہ ناچو جاؤ تم حیدر و زنہار + ابھی للہ تماشہ دیکھتی ہی + تمہارا رقص کرنا دیکھتی ہی + رہی اسوار وہ کاندھے پہ تا دیر + کہا لو اب تو مین ہو نی سیر + لگی پھر اُس کے راوی کو سنانے + سہاگ اپنا لگی اُسکو جتانے + مین کیکی ہو چکی تھی پہلے سے سیر + مگر اسواسطے کی جانکر دیر + کہ دیکھون ہی اُنہین کتنی مری چاہ + نہایت پیار تھا الله الله + یہ ہی انصاف کی جاے عزیزو + ذرا منصف ہو اے صاحب تمیزو + وہ پیغمبر جو ہووی سب سے بہتر + دکھاوی ناچ وہ جورو کو لاکر + اُسی کتف مبارک پہ بٹھاے + غضب ہے ناچ مردونکا دکھائے بھلا اس جھوٹ کا ہی کچھ ٹھکانا + کہ پیغمبر اُسی سنواے گانا + پس اس سے ثابت ہوا کہ ناچ اور رنگ دیکھنا اور دیکھانا اُن کے اصل مذہب مین داخل ہی اور رقاص خوش قماش اور رلولیان فحاش اور سامعین سماع مشائخ برسر صواب بسبب متابعت خیر الورا کے ہون گے اسواسطے کہ حسب اتفق اعتقاد اس طائفہ کسبیہ کے رسولخدا نے گانا سُنا اور ناچ دیکھا اور اپنی بی بی کو دکھایا تو فعل نبی کا ہوا اور متابعت کرنیوالا فعل نبی کا مستوجب درجات اور مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور یہی باعث ہی کہ بارہ وفات مین درگاہ نبی کریم پر شہر دہلی مین اہل تسنن ناچ اور رنگ اور نوبت نوازی کراتے ہین اور بارہ دن تک ایک میلا لگا رہتا ہی اور جملہ مردمان دہلی عوام و خواص خواندہ و ناخواندہ سب جاتے ہین اور کسی نے منع نہین کیا اسی خیال سے کہ رسولخدا نے بھی ناچ دیکھا ہی چنانچہ جناب مرزا فصیح صاحب مرحوم فرماتے ہین ؎ ہوئین نزدیک جب بارہ وفاتین تو ہین شادی کے دن عشرت کی راتین + دھری ہین تو تنین ہی دھوم برپا + جدھر دیکھو تو ہی سامان طرب کا + ہزارون رنڈیان لاکھون ہین لونڈے + ادھر نارنگیان اس سمت لونڈے + کہین تو نقل کرتے ہین کھڑے بھانڈ + کہین آزاد پھرتے ہین ہی سانڈ + ہر ایک جا خانگی دیتی ہی آکر + سر رہ بیٹھی ہی چلمن لگاکر + عیان ہر ایک یون چلمن مین پُرفن + کہ جون فانوس مین ہو شمع روشن + ہزارون عشق کے ہوتے ہین پابند + پڑے پھرتے ہین پروانونکی مانند + مشائخ داڑھی والی بال بڑھائے کھڑے ہین آنکھون مین سرمہ لگائی + پڑے کاندھون پہ شنگرفی دوپٹے + توے کے گل سے پیشانی پہ گھٹی + سرون پہ ٹوپیان گیدڑ کی شالی + گلون مین کالی تسبیح کالی + کوئی ہی ناصری گردن مین ڈالی + کہین بیٹھے ہین فخرالدین والے + کہین حضرت کہاری

والے یاوہ + غرض بگڑا ہوا آویکا آوا + وہ لبنی ڈھاڑیان پٹے صفاچٹ + مگر سب امردون کے ساتھ غٹ پٹ + ٹھرے
لونڈونکو گیدی بھانپتے ہین + بڑے گھوڑے کی صورت ٹاپتے ہین + مگر ساتھ اسکے ہردم ذکر ارّا + لگی جسطرح مردیکو ٹھرا
سبب اُن کی خوشی کا ہی یہ ظاہر + موئی یعنی رسولِ پاک طاہر + اور اس ہی سبب سے یوم وفات پیرانِ اہلسنت مثل نظام الدین
اور خسرو اور قطب وغیرہ کہ جسدن ان لوگون نے دنیا سے رحلت کی ہر ایک کی قبر پر میلا اور خلایق کا اژدہام اور ریلا ہوتا ہے
اور وہ بدعتین لوگ کرتے ہین کہ یقیناً وہ طبقہ زمین کا بھی لرزتا ہوگا ؎ ہر ایک کی گور پر لگتا ہے میلا + زنانکا روز کا
وہان ہوتا ہے ریلا + کلانوت جا کے ٹک دُہرپت ہین گاتے + پس از مردن بھی ہین اوسکو رجھاتے + کہین قوال گاتے ہین
ترانے + کہین ٹرتے ہین بھکڑ کچھ زنانے + ہین جتنی کسبیان کرتی ہین مجرا + کہ مُبر ہو رہاگ سے ان سب کا حجرا + کوئی گاتی ہے
ڈھولک کو بجا کر + مشائخ ناچتے ہین حال لا کر + ہر ایک جا کر زیارت کے بہانے + زنا کرتا ہے ان سب کے سرہانے + مشایخ جا کے کرواتے
ہین اعلام + کہ اس جا کون کرسکتا ہے بدنام + اور بھی ایام بہار مین کہ جب سرسون پھولتی ہے اور انواع اور اقسام کی شگوفے
اور طرح طرح کے غنچے کھلتے ہین اور دن ہوتا ہے بسنت کا کہ جو اعیاد ہنود سے ہے اُسیدن بمقتضای من تشبہ بقوم فہو منہم مریدان
پیرپرست کپڑے نفیس رنگ برنگ کے زرد اور سرخ اور سفید پہین کر ڈھاڑیان چھاج سی ناف تک لٹکیان بیٹھکار کر پان کھائی
انکھوں مین سرمہ لگائی اپنے پیرون کی قبرون پر جا کر بیٹھتے ہین اور گلدستے پھولون کے اور گڑوے بسنت کے یعنی گوفنے گلوا کے
اور درخت گندم کے آبخورون مین رکھکر اور پتی سے اُسی سفید کر کر اور چمکا کر قبر و نبیر رکھتے ہین اور مغنی خوش الحان اور قوال
غزلخوان مزامیر مثل سارنگی اور ڈھولک اور رمچیرن کے ہاتھون مین لیکر ترانہ سنجی اور غزلخوانی مانند بلبلانِ نواسنج کے
شروع کرتے ہین اور مریدان با اعتقاد بخلوص نیت بنا بر خوش ہونے پیرونکی ارواح کے اُٹھکر ناچتے ہین اور مثل بندرون کے
کود کود کر اور اُچھل اُچھل کر وہ شور و غل ہائے ہو کا مچاتے ہین کہ شیاطین مرحومہ کو بھی ہنسی آتی ہوگی اور اُسکا نام حال کہ سرسر
خلاف قال ہے رکھا ہے اور بسبب اُسی سند بالا کے اوس کو عبادت سمجھتے ہین مگر عوام شیعہ اور خواص اہلسنت مین اتنا فرق ہے
کہ عوام شیعہ مرثیہ کو سوز مین سنکر روتی ہین اور تاشہ نوازی کو عبادت نہین جانتے بلکہ گناہ سمجھتے ہین اور خواص اہلسنت اصلا
پاس و لحاظ پیر کا نکر کر ترانہای موسیقی کو سُنکر خوش اور مسرور ہوتے ہین اور جلسہ رقص اور سرود کو عبادت سمجھتے ہین اور بھی
گیارھوین ربیع الثانی روز وفات عبد القادر جیلانی کو اُسکے مقبرہ کی نقل بانس اور کاغذ سے بنا کر اور پارچہ رنگین سے اوس کو
ملفوف کر کر انواع نقش اور اصناف الوان سے منقش اور ملون اور منضبط کرتے ہین اور نام اُسکا رکھتے ہین مہندی شیخ عبد القادر
جیلانی کی اور پھر اوسکو وقت شب شمعہای کافوری اور بتی ہائے مومی اور قمقمہای ابرکی سے روشن اور خوان مالیدہ اور شیرینی
عابد فریب اور بادکشتیہای حنا باخون عشاقانِ آغشتہ ہمراہ لیتے ہین اور آگے آگے نوبت نقارے بوق و شہنا بجتے ہوئے اور پیچھے
اون کے مداح اور ثناخوان مثل بھاٹون کے روبرو مہندی کے کرامتین اور معجزات شیخ ممدوح کے پڑھتے اور ناچتے اور
گاتے اُس مہندیکو بایں ہیئت اُٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین پھر جو وہان رقص و سرود اور راگ و رنگ اُچھل اور

کو داور ہائے ہو ہوتا ہی اُس کا کیا بیان کہ توبہ کے بھی پاؤن لغزش مین آتے ہین اور زاہد صد سالہ کا بھی ارادہ توبہ شکنی کا
ہوتا ہی اور پرہیزگار بھی قصد عہد شکنی کا رکھتے ہین اور مریدان پیران پیرستان ہزارون روپیہ اسمین خرچ کرتے ہین اور
انواع و اقسام کے بدعتین عمل مین لاتے تھے اور بھی پانی پت اور کرنال وغیرہ اکثر جا درگاہین بوعلی قلندر کی اُس عمارت عالیہ
سے بنی ہوئی ہین کہ کسی مکان بادشاہی کو بھی اُس سے نسبت نہین اور ہر روز پانچون وقت بجائے نماز پنجگانہ کے درگاہون
مین نوبت نوازی ہوتی ہی اور ہر روز عُرس جو کہ امورات ممنوعہ منہی عنہا خلاف شرع اور افعال شنیعہ سرزد ہوتے ہین یقین
ہے کہ دریائے قہر الٰہی انکو دیکھکر جوش مین آتا ہوگا پس جبکہ جہال شیعہ نے دیکھا کہ اچھے بھلے آدمی قابل پڑھے لکھے عمامہ بند
گلو مین لمبی لمبی تسبیحین کالی کالی کنٹھی ڈالے ریشائیل بڑی ڈھاڑی والے توے سے کالی گھٹے پیشانی پر لگائے اپنے مرشدون
کی قبر پر میلا جمائے ناچ دیکھتے ہین اور ڈھول اور تاشہ بجواتے ہین کوئی سر ننگے قبر پر کچھ دُعا کر رہا ہی کوئی منت مانگتا ہی
کوئی وصل یار کا طالب ہی کسی پر خیال معشوق کا غالب ہے کوئی بیٹے کی تمنا کرتا ہی کوئی فراق یار مین مرتا ہی اور خدام پیرکرد
فن مخدوم صاحب کی قبر پر دو طرفہ کھڑے ہوئے مورچھل ہاتھون مین لیے قبر کے پاس مگس رانی کر رہے ہین اور مثل سنیاداسن مین
یا اجودھیا پرشاد مصر کی مانند پرشاد ہنومان کی مورت یا مہادیو کی صورت کی تبرک پیر صاحب کی قبر پر تقسیم کرتے ہین تو
پس وہ بیچارے یہ دیکھکر اُن کی تقلید سے اپنی مجلسون مین بھی ڈھول اور تاشہ بجوانے لگے پس ان سب باتون کا مظلمہ اس فرقہ
کی گردن پر ہی اور یہ تمہارے جواب مین کہہ سکتے ہین کہ ہمنے تو تمہاری روایات اور تمہارے اقوال و افعال کی تقلید کی ہی
اور تمہارے پیر پرستون کی متابعت کرتے ہین کہ جب رسولخدا نے بموجب تمہاری روایات کے ناچ دیکھا اور راگ سُنا
اور تم سب کا بھی اسپر عمل ہی تو پھر ہم مرد عوام بھی اگر نوحہ اور ماتم اُن جناب کے فرزند کا ساتھ تاشہ وغیرہ کی کرتے ہین تو
کیا گناہ اور خطا کرتے ہین اور تمہارا ہمپر کیا اعتراض وارد ہوتا ہی اب رہے کپڑے سیاہ اور نیلے وغیرہ لباس ماتم پہننا سو
سب پر ظاہر اور باہر ہے اور سب جانتے ہین کہ یہ لباس غم کا ہی کہ مصیبت زدہ ماتم دار ایسے کپڑے پہن لیتے ہین لباس
شادی کا نہین ہی پس اسپر زبان طعن کو دراز کرنا سیاہ ٹیکا کلنک کا اپنے ماتھے پر لگانا ہے اور ہم جو لباس کو ایام عشرہ مین
پہنتے ہین سبب اسکا یہ ہی کہ ہم ماتم دار ہین فرزند رسولخدا کے کہ وہ ہمارا آقا اور مولا اور امام اور پیشوا مخدوم زادہ ہمارے
پیغمبر کا نواسا اندنون مین بھوکا پیاسا ایادی ظلمہ فسقہ سے شہید ہوا ہی ہمین ان دنون مین زینت کرنی اور خوشی ہونے
سے کیا کام خوشی اور زینت کیے ن تمہارے ہین کہ تمہارا امام زادہ حرام زادہ یزید پلید خلف معاویہ پسر جگر خوارہ
حضرت امیر حمزہ اولاد امجاد رسول مقبول پر فتح نصیب ہوا تم اسکی خوشی کرتے ہو ذرا اپنے کتابونکو تو دیکھو تمہارا بڑا
پیر جو سب سے بڑا پیر ہے اپنی کتاب مین لکھ گیا ہی کہ روز عاشورہ خوشی کرنا اور کپڑے شاہانہ اور لباس بادشاہانہ پہننا
اور آرائش اور زینت کرنا پان کھانا سرمہ اور مستی لگانا معانقہ اور مصافحہ کرنا سنت ہی کہ یہ دن خوشی اور شادی اور
فرح اور سرور کا ہی نہ اندوہ اور غم اور رونے اور پیٹنے کا اور ابن حجر کا قول یا دھلوی اسمعیل کا مقولہ تو خود دیکھا

رسالا نے بھی نقل کیا ہے پس طعن کرنا ان باتون پر درحقیقت طعن کرنا ان علماء پر ہے نہ ہمپر اسواسطے کہ ہماری کتابون کو جس
شخص نے غور سے دیکھا ہوگا اُسکو معلوم ہوگا کہ شد ومد کے ساتھ اونمین لکھا ہے کہ عشرہ محرم مین ضرور ہی محبان اہلبیت کو کہ سب ترک
لذات کا کرین اور زینت کرنے کو چھوڑ دین دسویں دن تک غمزدونکی صورت بنائین رکھین عیش وعشرت کی طرف رغبت
نکرین غرض اسطرح پر رہین کہ جیسے اپنے عزیز ترین فرزند کے مرنے مین غمگین رہتی ہین اور صدہا وہ حدیثین جو عظمت پر اس مصیبت
کی دلالت کرتی ہین وہ سب ہماری کتابون مین لکھی ہین جسکا دل چاہے وہ دیکھ لے پس ہم لوگ بفضلہ تعالی اس غم مین اسیطرح
پر رہتے ہیں جسکو اُسکا امتحان منظور ہو وہ لکھنؤ مین کہ دار المومنین ہے یا جہان جہان کہ مومنین ہین وہان آنکر دیکھ لے کہ محبان
حسینؑ کسطرح روتے اور پیٹتے ہین اور غم کرتے ہین کہ کسی اپنے عزیز کے مرنے مین بھی ایسا حال اپنا نہین کرتے اور قطع نظر ان
سب باتون کے ہم کہتے ہین کہ جناب سید الشہداؑ سیاہ عمامہ باندھتے تھے سیاہ موزے پہنتے تھے اور لوگون نے عالم رویا مین اُس
جناب کو اس غم مین سیاہ کپڑے پہنے دیکھا ہے اور خلفائے عباسیہ کا لباس سیاہ تھا کہ جنکو یہ لوگ امیر المومنین کہتے ہین خانہ کعبہ کے
پوشش سیاہ ہے اور معاویہ لعین نے اُن کے بروز شہادت امام حسنؑ از راہ ظاہر داری اور رفع الزام کے کہ حضرت امام حسنؑ
کو اس نے زہر دلوا کر شہید کرایا تھا خود بھی سیاہ کپڑے پہنے تھے اور شہر کو بھی سیاہ پوش کرایا تھا پس ایسے لباس کو کہ جو نبی
اور اُن کے پیشوا پہنتے تھے برا کہنا یا دائرہ اسلام سے باہر رکھنا ہے اور یہ جو کہا کہ سیر تماشا اور خرید و فروخت اشیاء لذیذہ
ظاہر ہے کہ یہ سب باتین بھی فرقہ اہل السنن ہی مین جاری ہین نہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ مین اسواسطے کہ ان لوگونکا وہ دن رونے
اور پیٹنے کا ہے انکو اُس روز ان باتونکا کب ہوش رہتا ہے تمام دن فاقہ کرتے ہین عبادت خدا مین مصروف رہتے ہین یا رونے
اور پیٹنے مین بخلاف اہل السنن کے کہ عشرہ محرم مین علم اٹھاتے ہین اسطرح پر کہ جیسے چھڑیان مدار کی بازارونمین لئے پھرتے
ہین اور ہزارون آدمی اس فرقے کے لباس عید پہنکر اور بناؤ کر کر اون کے سیر و تماشے کے واسطے گھر دن ہی سے نکلتے ہین اور
اون کے ساتھ جھرمٹ ہزارون رنڈیونکا ہوتا ہے اور سب مرد رنگین کپڑے پہنے ہوئے رنڈیون کے ہاتھون مین ہاتھ
ڈالے ہوئے قہقہہ لگاتے ہنستے پان کھاتے آنکھونمین سرمہ لگائے تمام کوچہ و بازار مین پھرتے ہین گویا کہ اُن کی عید کا دن ہے اور
شیعونکو جو روتے اور پیٹتے دیکھتے ہین تو اون پر طعن اور تشنیع کرتے ہین اور ہنستے ہین اور قہقہہ لگاتے ہین اور ڈھول اور تاشہ
اور بانسریونکا اُن کے ساتھ ایسا غل ہوتا ہے کہ زمین کے پردون کے تحت آواز پہنچتی ہوگی اور شب عاشورہ اور روز عاشورہ
کو تو ایسی خوشی اور شادی کرتے ہین کہ کبھی عید کو بھی ایسی خوشی نکرتے ہون گے ہزارون رنڈیان اور لاکھون مرد وقت
شب تماشا اور سیر کو گھر سے نکلتے ہین اور سال بھر کے وعدے آپس کے پورے ہوتے ہین اور بازارون مین اور کوٹھون پر طرح
طرح کے سانگ اور تماشے کرتے ہین کہین تیلیان بجائی جاتی ہین کہین بنیٹی پھینکی جاتی ہے کہین پہلوان حلقہ باندھے بیٹھا
لڑتے ہین دوکاندار دکانونمین انواع و اقسام کی چیزین لگائے بیچتے ہین کمہار جابجا عمدہ عمدہ کھلونے لئے بیٹھے ہین اور
زن و مرد گودیون مین بچے لئے ہوئے سودے اور کھلونے خریدتے پھرتے ہین اور باہم دیگر بطور تحفہ بھیجتے بھجاتے ہین

غرض سب سامان عید کا مہیا اور موجود ہوتا ہی اور ہم لوگونکو یہ حال دیکھکر معرکہ شام کا یاد آتا ہی کہ جس روز سر شہدائے کربلا کے
اور اُسرائے اہلبیتؑ شام محنت انجام مین داخل ہوئے تھے تو یہی سامان اور دھوم دھام اہل شام نے کی تھی پس تم لوگ
بھی مثل اُنہین لوگون کے ہو اور شیعون کی طرف اِن باتونکا خیال کرنا کمال بے انصافی ہی مگر بات یہ ہی کہ شیعہ کہہ سکتے ہین
کہ ہم جو اس غم کو شور و غل اور تماشہ اور ڈھول کے ساتھ کرتے ہین سبب اسکا یہ ہی کہ ہم سینون سے ڈرتے ہین کہ جیسے اور شہادتون
کو مکر گئے شہادت امام مظلوم کو بھی مکر نجائین جیسا شاعر کہتا ہی ؎ حق کو علیؑ کے غصب کیا اور مکر گئے + باغ فدک
کو چھین لیا اور مکر گئے + حضرت حسنؑ کو زہر دیا اور مکر گئے + محسن ہلک شہید کیا اور مکر گئے + اسواسطے یہ رسوم ہی اس شورشین
کی + ایسا نہو کہ مکرین شہادت حسینؑ کی + الغرض ایسی چیزون پر اسکا اعتراض کرنا اور مانع آنا درحقیقت اپنے بزرگان
دین اور پیشوایان ایمان پر اعتراض کرنا ہی اسواسطے کہ ابن حجر اور مولوی اسمعیل وغیرہ اس روز کو روز عید اور روز
شادی مقرر کرین اور حکم زینت کا دین تو پھر منع کرنا ان چیزونکا درحقیقت اُن لوگون پر اعتراض کرنا ہی قولہ و سر الشہادتین
بلاریب از تصنیفات جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ است اور سر الشہادتین بلاشک تصنیفات جناب مولانا
شاہ عبدالعزیز صاحب کا کہتے ہین **اقول** سبحان اللہ است کا ترجمہ کہتے ہین کیا بہر حال یہ اقرار اسکا لسانی بسبب شہرت
مصنف سر الشہادتین کے ہی ورنہ قاعدہ مقررہ بزرگان اس شیخ کا ہی کہ جو کوئی مدح اہلبیتؑ کی کرتا ہی یا انکی فضیلت یا
حال مصیبت اپنی کتاب مین لکھتا ہی تو اوسکو رافضی قرار دیتے ہین یا اوسکی کتاب کو کسی شیعہ کی طرف نسبت دیتے ہین
یا اسکی راویون کی مذمت کرتے ہین کہ فلان راوی اس کتاب کا رافضی ہی فلان جھوٹا ہے سو سر الشہادتین کیواسطے
بھی یہ بات شروع ہو گئی ہے چند سال کے بعد جب کوئی شاہ صاحب کے زمانیکا آدمی باقی نرہے گا تو یہ کتاب بھی کسی
شیعہ کی تصنیف سے ہو جائیگی قولہ امور غامضہ کہ منتہیان ازان فائدہ گیرند و عبرت پذیرند باعث تصنیف آن
بودہ است نہ برائے عوام کہ از فہم بعض مطالب آن عاری استند چہ فہم بعض مطالب مخصوص بقومے دون قومے است
پس بیانش روبروے عوام بجز تحریض بر محذورات امری دیگر متصور نیست و فقہا می نویسند ضَرَرُ العَامِ مُقَدَّمٌ علی
ضَرَرِ الخَاصِ ترجمہ اور امور پوشیدہ کہ منتہی اُس سے فائدہ لین اور عبرت پکڑین باعث تصنیف اُسکی کا ہوا ہے
نہ واسطے عوام کے کہ فہم بعضے مطالب نفیسہ اسکی سے عاری ہین کیونکہ فہم بعضی مطالب کا مخصوص ساتھ ایک قوم کے سوائے
دوسری قوم کے ہی پس بیان اُس کا روبروے عام کے سوا رغبت دلانیکے اوپر ممنوعات کے کوئی امر متصور نہین ہی اور
فقہاء لکھتے ہین کہ ضرر عام مقدم ہی ضرر خاص پر **اقول** اس شیخ ممدوح نے جو جہلا کی دھوکا دینے کو سر الشہادتین مین
امورات غوامضہ قرار دئے ہین یہ محض سفسطہ اور فریب اسکا ہی اسواسطے کہ قرآن اور احادیث کی غوامض اور مشکلات اور
اسرار تو سب پر ظاہر ہو گئی سر الشہادتین مین ایسے غوامض ہین کہ کسی عالم اور فاضل پر ظاہر نہوئے فاضلون نے
اسکا ترجمہ کیا کسی نے غوامض اوسکے بیان نہ کئے عجب معمات اسمین بھرے ہوئے ہین کہ کسی پر نہین کھلتی سوا اسکے

شیخ نجدی کے مگر اسنے بھی تو کوئی عامنس اسکا بر سبیل انموذج بیان نہ کیا تا معلوم ہوتا کہ اس قبیل کے غوامض اسمین
بھرے ہین واہ کیا فریب کی بات ہے جب اور کچھ جواب اُس شیخ موصوف کو نہ بن آیا تو واسطے دھوکا دینے عوام کالانعام
کے یہ مہملات بنائی مگر اس حق پوشی کو تو خیال کرنا چاہئے کہ یزید کی محبت کے سبب کس کس طرح حق کو چھپاتا ہے بیچارے
عبد العزیز نے تو صاف صاف اپنی عبارت مین حال شہدائے کربلا کا لکھا کہ جسکو سب سمجھتے ہین یہ دشمن اہلبیت
اُس مین تاویل دور از کار کرتا ہے اور یہ جو کہا کہ فہم بعضے مطالب کا مخصوص ساتھ قوم دون کی ہے معلوم نہین کہ وہ قوم
آیا قسم جنات سے ہے یا جنیات سے اسواسطے کہ قوم انسان مین سے تو وہ بعض مطالب کسی کی فہم مین نہین آتی اور یہ جو
اُس نے کہا کہ بیان اونکا اوپر عوام کے سوائے رغبت دلانے کے اوپر ممنوعات کے کوئی امر متصور نہین یہ زیادہ تر جائے
ہنسی اور تماشا گاہ اطفال خورد سال ہے کہ شیخ عبد العزیز نے عجب کتاب کہی کہ جسکا ظاہر خلاف باطن کے ہے ظاہر مین اچھی
اور باطن مین وہ غوامض بھر دئے کہ جو منجر بامورات بد ہین غرضیکہ روح شاہ صاحب کی اس شیخ نجدی سے نہایت
خوش ہوئی ہوگی کہ کیا خوب اُن کی کتاب کی صفت و ثنا بیان کی کہ وہ ایسی کتاب ہوئی ہے کہ جسکے معنی حقیقیہ کے
سمجھنے سے آدمی ضلالت اور گمراہی اور ارتکاب معدات منہی عنہا مین پڑتا ہے خوبی اسکی تعریف ہوئی شاہ صاحب
بیچارہ نے تو خون جگر کھا کر واسطے ثواب ہدایت عوام کے ایک کتاب لکھی اس شیخ نجدی نے ایک بات کی بات
مین اسکو ڈبا ہی سے کہہ دیا مگر ہم کہتے ہین کہ وہ محذورات اس شیخ نجدی کی نزدیک نہین ہین مگر نوحہ اور ماتم امام حسین
جیسا کہ آگے بیان کر چکا ہوں اس صاحب جرأت سے کہنا چاہئے کہ تو کس شمار و قطار مین ہے کہ جو امورات مجوزہ خدا اور رسول
و علما و فضلا کو محذورات ٹھیراتا ہے اور حرام کہتا ہے تیرا پیر و مرشد شاہ عبد العزیز ایسے امورات کی حلت اور جواز اور
متضمن ہونے ثواب مین کتاب تصنیف کر جاوے اور دلائل عقلی اور نقلی اسپر قائم کرے پھر تو کیا دنئے شاگرد کی برابر
بھی اون کے نہین ہے کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو اُن امورات کو ممنوعات سے کہتا ہے **قولہ** درینصورت بیان قصہ کربلا
کہ مہیج بر نوحہ و ماتم و اہانت و ذلت اہلبیت باشد بہ نسبت عوام کالانعام ممنوع بلا شبہ خواہد بود ازین جہت امام
غزالی در بعض تصانیف خود بیان قصہ کربلا را از منہیات شمردہ - ترجمہ اس صورت مین بیان قصہ کربلا کہ برانگیختہ
کرنیوالا اوپر نوحہ اور ماتم اور اہانت اور ذلت اہلبیت کے ہووے بہ نسبت عوام کے کہ جو مانند چار پایون کے ہین ممنوع
بلا شبہ ہوگا اس جہت سے امام غزالی نے بعض تصانیف اپنی مین بیان قصہ کربلا کو منہیات سے گنا ہے **اقول** بفضلہ
تعالے ہم اوپر بخوبی ثابت کر آئے ہین کہ نوحہ اور ماتم جناب امام حسین پر موافق روایات طرفین موجب اجر و ثواب اور
باعث ارتفاع درجات ہے نہ ممنوع و حرام اور نہ بیان اس ذکر کا مستلزم ہے اہانت اور ذلت اہلبیت علیہ السلام کو
باستشہاد ذکر حال مصیبت انبیا اور ذکر حال حضرت مریم و حال عائشہ صدیقہ سنیان کہ جو قران اور کتب تواریخ اور
تفاسیر مین مذکور و مسطور ہے اور یہ جو اسنے قید کالانعام کی لگائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سب کے عوام نے اہلبیت کو

ذلت نہین دی حالانکہ یہ بات غلط ہے اولاً تو اسکے عوام کا ذلت دینا یہ دولت اُن کے خواص کے ہے اسواسطے کہ جہلا
بیچارونکا کیا قصور یہ ساری خرابیان ڈالی ہوئین پڑھی ہوئی ہین کہ جہلا کو ورغلا کر اس غم مین ہنسواتے ہین اور
بہکاتے ہین کہ اس فرقہ مین ذلت اہلبیت کی ہوتی ہے تا کسی طرح سے یہ ذکر موقوف ہوجاوے اور دل حیدریت منزل ان کا
کہ مثل دیگ کے جوش مارتا ہے آسائش پاوے والا جیسے کہ علمائے اہلبیت جہلا کو ہدایت کرتے ہین اور سمجھاتے ہین کہ رونا
اور اس مصیبت کو یاد کرنا بہت ثواب رکھتا ہے اسی طرح اگر اس فرقہ کے کل علما مثل بعض علما سابقین اس مذہب کے بھی
جہلا کو فہمائش کرتے ہین تو یہ بات کیون زبان زد عوام کالانعام ہوتی کہ اس فرقہ مین ذلت اہلبیت کی ہے پس فی حقیقۃ
در اصل یہ علما ذلت اہلبیت کو دیتے ہین اور جہلا ان کی تبعیت کرتے ہین دوسرے یہ کہ جسقدر ان کے علما نے
اہلبیت کو ذلتین دی ہین اور دیتے ہین جہلا بیچارے نہین دے سکتے توضیح اس تمام کی یہ ہے کہ رسولخدا نے دو چیزین
گرانمایہ اپنی امت مین چھوڑی تھین ایک قرآن اور دوسری اہلبیت اپنی اور فرمایا تھا کہ انسے تمسک رکھنا اور
ان کو ذلت نہ دینا سو اس فرقہ نے دونون کو ذلتین دین قرآن کو جلایا اور اسکی راکھ کو خاک مین ملایا اور اہلبیت کو
دربدر سر برہنہ پھرایا اور انواع انواع کی ذلتین دین اور انکے علما بہ تاسی اپنے مقتداون کے ذلتین دیتے چلے آتے ہین
چنانچہ دربارہ ام کلثوم بنت جناب امیر آج تک کچھ خرابیان بیان کرتے ہین اُسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فرقہ کمال دشمن
اہلبیت کا ہے چنانچہ اس باب مین ایک رسالہ مطبوعہ نظر احقر سے گذرا سنا ہے منتظم ہمانکر ہلاحد اُس کا لکھا جاتا ہے کہ
حقیقت یہ ہے کہ جسکو خداوند عالم عزت دے تو اونکو ذلت کون دے سکتا ہے ؏ چراغے را کہ ایزد برفروزد ٭ اگر کس
پف کند ریشش بسوزد ٭ صاحب صواعق نے اپنی کتاب مین لکھا ہے کہ عمر نے خواستگاری کی ام کلثومؑ کی علیؑ سے
پس اُس جناب نے عذر کیا ام کلثوم کے چھوٹی ہونیکا اور یہ بھی عذر کیا کہ اسکو مین نے اپنے بھائی جعفر طیار کے بیٹے کیلئے
کہا ہے پس عمر نے یہ کہا کہ مین اُس سے ارادہ صحبت کا نہین رکھتا مگر رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد کیا
ہے کہ ہر سبب اور ہر نسب قیامت کے دن منقطع ہوجاوینگے الا میرا نسب اور سبب کہ یہ منقطع نہوگا اور بھی کتاب
استیعاب مین یہ روایت لکھی ہے کہ عن محمد بن علی ان عمر بن الخطاب خطب الی علی بنتہ ام کلثوم فذکر له
صغرها فقیل له انه ردک فعاوده فقال له علی ابعث بها الیک فان رضیت فهی امرئتک
فارسل بها الیه فکشف عن ساقها فقالت له لولا انک امیر المومنین للطمت عینک
یعنی جبکہ عمر نے جناب علیؑ سے ام کلثوم کی خواستگاری کی اور حضرت نے اون کی صغرسنی کا عذر پیش کیا اور لوگون
نے اسکو ورغلایا اور کہا کہ علیؑ نے تیرے کہنے کو رد کیا اور تیرے قول کو نہ مانا اور عمر نے پھر درخواست کی تو اس وقت
حضرت علیؑ نے کہلا بھیجا کہ مین اسکو تیرے پاس بھیجتا ہون اگر تو راضی ہو وہ تیری زوجہ ہے پس علیؑ نے ام کلثوم
کو عمر کے پاس بھیجا عمر نے اون کے ساق پا کو کھولا ام کلثوم نے خفا ہوکر عمر سے کہا اُٹھا ہاتھ اپنا اگر تو امیر المومنین

نہوتا تو مین تیری آنکھ مین گھونسا مارتی اور کتاب مودت مین شیخ شہاب الدین دولت آبادی نے باب ششم مین شرح خصاف سی
لکھا ہی کہ جب عمر نے یہ درخواست کی اور جناب علیؑ نے وہی عذر کیا تو عمر نے کہا کہ مجھے عورتون کی طرف کچھ حاجت نہین ہے مگر رسول خدا
سے مین نے ایسا ایسا کچھ سُنا ہی پس علیؑ نے اوسکا نکاح عمر سے اوپر مہر چالیس ہزار درہم کے کردیا اور سن ام کلثوم کا چار یا پانچ
برس کا تھا اور عمر کی چھیاسٹ برس کی تھی فاجلسها عمر الی جنبه فرفع میزرها وسبح یده علی راسها

فجرد ساقها فرفعت یده وکادت ان یلطمه وقالت لولا انت امیر المومنین للطمت علی خدك

فقال عمر دعوها فانها شقیة قرشیة یعنی پس بٹھلایا عمر نے اونکو اپنے پہلو مین اور اٹھائی اُن کے سر سی چادر
اور پھیرا اون کے سر پر اپنا ہاتھ اور ننگا کیا اُن کی ساق پا کو پس اٹھایا ہاتھ ام کلثوم نے عمر کی طرف اور کہا کہ اگر تو امیر المومنین
نہوتا تو مین تیرے منہ پر طمانچہ مارتی عمر نے کہا چھوڑدو اسے کہ یہ ہاشمیہ قرشیہ ہی اور بھی کتاب استیعاب مین کہ کتب معتبرہ

معتمدہ اہلسنت سی ہی لکھا ہی خطبها عمر ابن الخطاب الی علیؑ فقال انها صغیرة فقال له عمر

زوجنیها یا ابا الحسن فانی ارصد من کرامتها مالا یرصده احد فقال علی انا ابعثها الیك

فان رضیتها فقد زوجتکها فبعثها الیه ببرد فقال لها قولی له هذا البرد الذی قلت لك

فقالت ذلك لعمر فقال قولی قد رضیت رضی الله عنك و وضع یده علی ساقها فکشفها فقالت اتفعل

هذا لولا انك امیر المومنین لکسرت انفك ثم رجعت یعنی درخواست کی عمر نے ام کلثوم کی علیؑ سے پس کہا علیؑ نے کہ
وہ صغیرہ ہی پس کہا عمر نے علیؑ سے کہ اوسکو میری ساتھ تزویج کر مین اُسکی بزرگی کا امیدوار ہون پس کہا علیؑ نے مین
اُسکو تیرے پاس بھیجتا ہون اگر تو اوسکو پسند کریگا تو مین نے اُسکو تیرے ساتھ تزویج کیا پس اُسکو بھیجا ساتھ ایک چادر
کے اور اُس سی کہا کہ میری طرف سے عمر کو کہنا کہ یہ وہ چادر ہی کہ جسکو مین نے تجھسے کہا تھا ام کلثوم نے یہی عمر سے کہا عمر نے کہا
کہ تو میری طرف سی کہنا کہ مین راضی ہوا خدا تجھسے راضی ہو اور عمر نے ہاتھ ام کلثوم کے ساق پا پر رکھا اور اُسکو کھولا ام کلثوم
نے کہا تو اگر امیر المومنین نہوتا تو مین ناک تیری توڑ ڈالتی یہ کہکر چلی گئین اور بھی ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری نے

لکھا ہی کہ ان علیا لما ابی عن نکاح ابنته لعمر واستعذر لصغرها لم یکن یقبل منه ذلك

العذر حتی الجاه الی ان یریها ایاه فارسلها فلما راها عمر اخذها وضمها وقبلها یعنی جب علیؑ نے
انکار کیا نکاح کرنے سی اپنی بیٹی کا عمر کے ساتھ اور عذر اُسکے صغیر سن کا کیا تو عمر نے اس عذر کو قبول نکیا تا این کہ لاچار اور مضطر
کیا علیؑ کو اس امر پر کہ اُسکو مجھے دکھا دو پس علیؑ نے اُسکو عمر کے پاس بھیجا جب عمر نے اُسکو دیکھا پکڑا اُسکو اور چھاتی سی
چمٹایا اور بوسہ اسکے لیے غرض نقل کرنی ان عبارتونسی یہ ہی کہ سب اہل خبرت اور بصیرت پر حال انکی ذلت دینے کا اہلبیت کو بخوبی
کھل جائے کہ کوئی کہتا ہی کہ اُس جناب کے ساق پا کو ننگا کر کر ہاتھ لگایا کوئی کہتا ہی کہ اُسکو چھاتی سے لگا بوسہ لے کر کوئی
تہمت دکھاتا ہی نکاح کر دینے کی بسبب اس سے اور کیا زیادہ تہتک حرمت اور ذلت اہلبیت کی ہوگی کہتے ہین اغیر مردے

اُن کے بوسے لئے اور چھاتی سے لگایا اور پنڈلیوں کو ہاتھ لگایا ابھی جو کسی کی بیٹی کا ایسا حال جھوٹا بیان کرے تو وہ شخص مرنے مارنے پر مستعد ہو جائے اور اہلبیت کی یہ ذلت کرتے ہین حالانکہ نکاح ام کلثوم بنت فاطمہ کا عمر کے ساتھ کسی طرح سے ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ ان روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین عمر نے حضرت ام کلثوم کی خواستگاری کی تھی اُس زمانہ مین عمر کی عمر ساٹھ ٦٠ برس کی تھی اور از روے حساب کے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمر عمر کی ساٹھ برس یا زیادہ ساٹھ ٦٠ برس سے تھی اسواسطے کہ کتب معتبرہ اہل خلاف مثل استیعاب وغیرہ مین لکھا ہے کہ عمر سنہ چودہ ١٤ عام الفیل مین پیدا ہوا ہے اور سنہ تیرہ ١٣ ہجری مطابق سنہ چھیاسٹ ٦٦ عام الفیل مین مسند آرائی خلافت مغصوبہ ہوا اور ساڑھے دس برس حکمرانی کی اور سنہ تیئیس ٢٣ ہجری مطابق سنہ چھتر ٧٦ عام الفیل کے راہی ملک عدم ہوا پس چودہ ١٤ عام الفیل سے چھتر عام الفیل تک ترسٹھ ٦٣ برس ہوتے ہین اور شصت ٦٠ سال کی عمر اسکی جو روایات مذکورہ مین وارد ہے وقت خواستگاری ام کلثوم کے سن بیس ٢٠ ہجری مین ٹھہری اور مطابق سن تیئیس ٢٣ ہجری کا ساتھ سنہ چھتر عام الفیل کے بھی کتاب استیعاب وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس مین لکھا ہے کہ جناب سید لنسا نے سنہ چونسٹھ ٦٤ عام الفیل مین وفات پائی اور وہ مطابق ہوتی ہین سنہ ١١ گیارہ ہجری کے اور عمر حضرت ام کلثوم کی گیارہ برس ١١ یا نیس کی تھی نہ کہ چار سال کی بہر حال بالغہ تھین کیونکہ زنان ہاشمیہ گیارہ برس کی عمر مین بالغہ ہو جاتی ہین اور ثبوت اس امر کا اسطرح پر ہے کہ بتصریح ارباب سیر و تواریخ و علمائے فریقین رسول خدا شروع سنہ ١١ گیارہ ہجری مین اٹھائیسوین صفر کو یا دہ اولائے ربیع الاول کو عازم ملک بقا ہوئے اور جناب معصومہ اُس وقت مین حضرت محسن کا حمل رکھتی تھین چنانچہ کتب معتبرہ اہل خلاف مثل کتاب توضیح الانوار خضر بن محمد بن علی رازی سنی اور کتاب میزان ذہبی وغیرہ کے کہ یہ سنی ہین لکھا ہے کہ خلیفہ ثانی نے جناب معصومہ کے پہلو پر دروازہ گرا دیا اور حمل اُس جناب کا کہ نام اُسکا محسن تھا ساقط ہوا پس لامحالہ ولادت ام کلثوم کی قبل از سال یازدہم ہو گی اور لااقل کو دس ہجری مین ہوئی ہو گی اور دس ہجری سے اور بیس ٢٠ ہجری تک گیارہ برس ہوتے ہین اور سوائے اسکے صاحب مواقف نے لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول نے انتقال کیا اور ابوبکر خلیفہ ہوا اور فدک جناب فاطمہ علیہا السلام سے چھین لیا اور اُس معصومہ نے دعوی ہبہ کا کیا اور ابوبکر نے گواہ ہبہ کے طلب کئے تو حسنین اور ام کلثوم نے گواہی دی پس معلوم ہوا کہ ام کلثوم اول زمانہ خلافت ابوبکر مین کہ سنہ ١١ تھی قابل اداے شہادت تھین تو پس سنہ بیس ٢٠ ہجری مین کہ زمانہ درخواست عمر کا تھا بیس ٢٠ برس سے زیادہ عمر ہو گی پس جس ام کلثوم کی کہ عمر نے خواستگاری کی وہ یہ ام کلثوم بنت جناب سیدہ کسی طرح سے نہین ہو سکتین بلکہ وہ ام کلثوم کہ جسکی درخواست عمر نے کی تھی وہ بنت ابوبکر تھی کہ جب جناب امیرؑ نے اسما بنت عمیس زوجہ ابوبکر سے بعد مرنے ابوبکر کے نکاح کیا تو یہ ام کلثوم اُنکی ہمراہ آئی تھی اور چار برس کی تھی باوجودیکہ ربیبہ حضرت کی تھی مگر اُس جناب کو اپنی ربیبہ کا بھی نکاح کرنا عمر سے منظور نہ ہوا کہ صغر سنی کا عذر کیا اور جب عذر مقبول نہ ہوا تو لاچار ہو کر اُسکا عقد کر دیا پس اپنی بیٹی کا نکاح کیونکر منظور ہوتا خصوص اس صورت مین کہ جناب سیدہ ایسی آزردہ گئین اور

اونکو اپنی جنازہ پر آنے ندیا کما ثبت فی محلہ پس اس صورت مین اُس جناب کی دختر نیک اختر کو جناب امیرؑ کیونکر عمر کو
دیتے مگر ہان چونکہ عرب مین ربیبہ کو بھی بنت کہتے ہین تو راویون نے عمر کی عزت بڑھانے کے لیے ام کلثوم بنت فاطمہ کو اس
جگہہ پر مقرر کیا اور فقرہ کل سبب و نسب کا اور لگا دیا تا یہ روایت صحیح ہو جائے اور عوام کالانعام دھوکا کھا جاتے ہین والا عمر کو رسولخدا
کے ساتھ پہلے بھی سبب حاصل تھی کہ اوسکی حفصہ جناب رسولخدا کی حبالہ نکاح مین تھی پھر اُسکو اس سبب کا ڈھونڈنا کیا ضرور تھا
اور نہ سبب کیطرف کیا احتیاج تھی کیا وہ سبب سابق سبب نتھا پس اس سے ثابت ہوا کہ ام کلثوم کا عقد عمر کے ساتھ نہین ہوا
بلکہ اونکا عقد ہوا ہی محمد بن جعفر طیار کے ساتھ اور سند اسکی کتب اہلسنت سے بھی ثابت ہی چنانچہ صاحب استیعاب نے محمد بن
جعفر کے ترجمہ مین لکھا ہی کہ محمد بن جعفر بن ابیطالب ہو الذی تزوج ام کلثوم بنت علی ابیطالب کرم اللہ وجہہ بعد موت عمر
ابن الخطاب پس اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ عقد اونکا محمد بن جعفر سے ہوا اور یہ جو بعد موت عمر لکھا ہی یہ اوپر کی روایات
مذکورہ اہل خلاف سے ثابت نہین یہ فقط صاحب استیعاب نے ازراہ عداوت اور دشمنی کے لکھا ہی بلکہ عمر سے اُسی ام کلثوم
دختر ابوبکر ربیبہ جناب علیؑ کا عقد ہوا ہی اور سند اسکی کتب معتبرہ اہل خلاف مثل کتاب استیعاب اور کنز العمال اور ریاض النضرہ
مین موجود ہی کہ ام کلثوم ابوبکر کی بیٹی اسماء بنت عمیس کے پیٹ سے تھی اور نکاح ہونا اُس ام کلثوم دختر ابوبکر کا کتاب صواعق
محرقہ اور کتاب بہجت السعداء وغیرہ کتب معتمدہ فرقہ سنن سے ثابت ہی چنانچہ عبارت کتاب بہجت السعداء کی یہ ہی کہ ام کلثوم
دختر ابوبکر بود و مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زن جعفر طیار بود و باز در نکاح ابوبکر آمدہ از ابوبکر پسر عبد الرحمن نام و یک
دختر ام کلثوم نام زائید بعد ازان بہ نکاح علی بن ابیطالب درآمد ام کلثوم ہمراہ مادر آمدہ عمر ابن الخطاب با ام کلثوم دختر ابوبکر
نکاح کردہ انتہے پس ہم حیران ہین کہ یہ کیا کور باطنی اس فرقہ اعمی کی ہی کہ باوجودیکہ انکی کتابون مین تصریح اس ام کلثوم بنت
ابی بکر کی نکاح کی عمر کے ساتھ انکی ہی اور ام کلثوم بنت علیؑ کا عمر کے ساتھ نکاح ہونا نہ از روی روایت اور نہ از روی حساب
ثابت اور متحقق ہوتا ہی اور پھر اندھے بنکر ازراہ عداوت قلبی با خاندان رسولؐ کے ہتک حرمت اور ذلت اہلبیت کی کرتے
ہین اور گالیان دیتے ہین اور خدا اور رسول سے شرم نہین کرتے اور ہماری طرف نسبت ذلت کی دیتے ہین حالانکہ ہماری
نزدیک ایسے لوگ کافر ہین لعنۃ اللہ علیہم روایات شیعہ مین جو کہین ذکر ام کلثوم کا آگیا ہی کہ جناب علیؑ بعد مرنے عمر کے اور قبل گزرنے
عدہ کے ام کلثوم کو اپنے گھر لے آئے تھے وہ یہی ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اور یہ جو ایک روایت موضوعہ کی شیعون کیطرف
نسبت دیتے ہین کہ جناب صادقؑ نے فرمایا کہ اول فرج غصب منا یہ روایت موضوعات اور مفتریات اہل خلاف سے ہی کہ کتب
شیعہ مین کہین جسکا اثر نہین ہی اور اگر ہم اُسکو مان بھی لین تو فرج بنت ابوبکر کی مغصوب ہو گئی سو تمہین اس سے
لاج ہوگا نہ ہمین کہ تمہارے خلیفہ کی بیٹی تھی اور لفظ منا بسبب ادنی ملابست کی ہی جیسے کہتے ہین ہمارا شہر اور یہ جو اس
شیخ نجدی نے کہا کہ ازین جہت امام غزالی اور بعض تصانیف خود قصہ کربلا از منہیات شمردہ ترجمہ اس جہت سے امام
غزالی نے بعض تصانیف اپنی مین بیان قصہ کربلا کو منہیات سے گنا ہی **اقول** یہ تاویل قول مذکور کی جو اس شیخ نجدی نے

کی ہی تاویل بجالایرضی بہ قائلہ اور تمثال آسمان گفتن اور ریسمان خواستن کی ہی اسواسطے کہ غزالی نی تو فقط علت اسی کرکی حرمت بغض اہلِ الصحابہ کو گردانا ہی اور یہ جو مضمون اُسکی عبارت سی اس شیخ نجدی نی نکالا ہی اُسکے ذہن مین کبھی عالم رویا مین بھی نہ گزرا ہوگا والا وہ بھی اسی علت کو بیان کرتا اور قطع نظر اسکی ہم او پر ثابت کر چکے ہین کہ نوحہ اور ماتم حسین جناب سید بموجب احادیث نبوی کے مستلزم اجر و ثواب اور متضمن خوشنودی خدا اور رسولؐ کا ہی اور جو امر کہ ایسا ہو اور جسکو ملائکہ اور انبیا عمل مین لائے ہون وہ علت ممانعت کی نہین ہو سکتا اور نہ کچھ اسمین کسی اہانت اور ذلت اہلبیت کی ہی اسواسطے کہ انبیاء سابقین پر جو ظلم کفرہ و فجرہ سی گزرے وہ سب قرآن اور کتب تواریخ وغیرہ مین منضبط اور مذکور ہین یہانتک کہ بنی اسرائیل نے

جو کلمات سوء ادب حضرت مریم کے حق مین کہی وہ بھی کتاب خدا مین مذکور ہین قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت هارون ما کان ابوک امرأ سوء و ما کانت امک بغیا اور بھی برات ام المومنین عائشہ کے قول افکین سی کلام خدا مین مذکور ہے پس ذکر کرنے مین اگر کسی کی حال واقعہ کی اہانت ہوتی تو خداوند عالم خود کیون بیان کرتا فقط و ھذا آخر ما اردنا

ایرادہ فی تلک العجالہ والحمد للہ اولا و آخرا و صلی اللہ علی رسولہ محمد و آلہ اجمعین

قطعہ تاریخ تصنیف رسالہ متبرکہ موسومہ بسیف حسینی از ابکار افکار جامع علوم و حکم فخر شعرای عرب و عجم منشی سید احمد حسن المتخلص بفرقانی در بحر منسرح مطوی مکسوف چہار بار

میوہ باغ نبیؐ لالہ راغ علیؑ	چشم و چراغ زکی سید گلگون کفن	شمر صف کربلا قمع زیم ابتلا
کشتہ تیغ جفا خستہ رمح محن	رفت درد و سالیان در غم او ہر زمان	دیدہ ایمانیان لجہ صفت موج زن
جوقی ازین ابلہان شستی ازین گمرہان	جمعے ازین الکہان عکس کتاب و سنن	رفتہ بر آن کین بکار بر شہدای بلا
شرع ندارد روا گر د مصائب متن	در قلم آوردہ رد شیعہ زیک تا بصد	بر سر اعداے بد آختہ تیغ یمن
خاصہ کہ باقر علی طود خفی و جلی	ناصر حزب ولی پس رو خیبر شکن	عالم فرزانہ دل فاضل نخوت گسل
ہم زبر یا منفصل ہم بصفا مقترن	کردہ نگارین ورق جملۂ آن صدق و حق	بستہ طریق نطق بر فرق راہ زن
کوشش مشکور او کلک سلحشور او	رایت منصور او بردہ بچرخ کہن	بسکہ ز فرقانیش با ہمہ نادانیش
بر دل نورانیش بر زدہ بوی سخن	خواستہ بر مختتم سال ورقم زد قلم	سیف حسینی علم گشت بوجہ حسن

قطعہ تاریخ طبع

برش ہاے سیف حسینی ببین	کہ اعداے دین را سر کین برید	جہاد قلم کم ز شمشیر نیست
شکست اندر آمد بال یزید	چو پیداست بر عقل دانش گراے	کہ این نیست بے عون شاہ شہید
رقم گشت از بہر تاریخ طبع		غزاے حسام حسین وحید

تمت

صولت حیدریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وفق المومنین توفیقاً لقصم بظہور المنافقین وایدھم تائیداً لکسر رؤس المرتدین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ اشرف الانبیاء محمد ن المصطفیٰ واخیہ ذی المجد العلی الذی ھو اکثرھم اباً وانقی الانقیاء مولی الاولیاء افضل الاوصیاء وصیہ ذی فضل وخلیفۃ بلا فصل غلب کل کفار عنید وقہر کل جبار مرید لم یعمل عملا بدون امتثال ضالہ ولم یقل قولا سوی القول باقوالہ لم یمش شیئا ما خلا شارع شرعہ ولم یقض قضاء ما عدا رضائہ وتبعہ وعلی عترتہ المعصومین واھلبیتہ المنتجبین المنادبین باٰدابہ المتعلمین من علمہ وانارہ واصحابہ المومنین المحبین باولادہ والمستفیضین من فیض افاضاتہ المستفیدین من صنوف

افادا تہ اما بعد بندہ درگاہ لم یزلی باقر علی بن آغا علی دہلوی عفی عنہما اللہ القوی خدمات عالیات مومنین پاک دین میں گزارش پرداز ہے کہ درینولا کسی صاحب نے اہل سنت سے ایک سوال در باب بیعت کرنے خلیفہ برحق حضرت خیر الانام یعنی جناب امیر علیہ السلام کی خلفاء سقیفہ سے تحریر کر کے میرے بعض احباب کے پاس بخواہش جواب بھیجا اور انہوں نے سوال مذکور کو فقیر کے پاس بھیجکر درخواست جواب باصواب کی چونکہ علماء اعلام ہمارے پہلے ہی بنیاد معاملہ سقیفہ خفیفہ کی بخوبی منہدم کر چکے ہیں اب کسی طرح کی ضرورت باقی نہیں ہے مگر بپاس خاطر جناب ممدوح جو کہ اسوقت خاطر فاتر میں موجود تھا لکھدیا اور بنام **صولت حیدریہ** مسمی کیا خداوند عالم حضرات متسنین کو اُس سے کامیاب بہرہ یاب کرے فانہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق **سوال** سُنی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے حضرت جناب امیرؑ نے بیعت کی یہ بات سچ ہے یا غلط اور وہ کہتے ہیں کہ اگر حضرت جناب امیرؑ نے تقیہ کیا تو وہ اسد اللہ نہیں ہے لہٰذا آپ کو تصدیعہ دیتا ہوں کہ اس معاملہ میں آپ میری تسلی کر دیں۔ **جواب** یہ بات غلط محض ہے جو اہل تسنن کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے شیخین سے بیعت کی اسواسطے کہ کتب فریقین سے بیعت کرنا اُس جناب کا بطور رضا خاطر اور صمیم قلب اور استرضائے دلی ہی ثابت نہیں ہوتا یہ لوگ واسطے دھوکہ دینے عوام کالانعام اور جہال وحوش تمثال کے جناب امیرؑ پر تہمت اور افترا کرتے ہیں توضیح اُسکی یہ ہے کہ صورت اس بیعت کی اوپر طریقہ اہلسنت وجماعت کے کتب صحیحہ میں اس فرقہ کے بروایات معتبرہ بروایت موثقہ وارد ہے یہ ہے کہ جب جناب رسول مقبول نے اس دار ناپائدار سے بدار القرار رحلت فرمائی اور بعد قیل وقال بسیار اور مشاجرات بیشمار مابین مہاجر وانصار کے امر خلافت نے

اور جب حضرت ابوبکر کے قرار پایا تو سب نے اون سے بیعت کی مگر جناب علیؑ ابن ابی طالب اور تمامی بنی ہاشم اور بعض انصار نے اوس بیعت سے ابا اور انکار کیا حتی کہ چھ مہینہ تک کسی نے ان مین سے بیعت نکی چنانچہ ابن ابی الحدید نے اسی طرح پر اس قصہ کو کتاب سقیفہ مین احمد بن عبد العزیز اور جوہری سے نقل کیا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب حضرت ابوبکر سے لوگون نے بیعت کی تو زبیر اور مقداد وغیرہ ایک جماعت اصحاب کی جناب امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب کے پاس خانہ ملایک کاشانہ جناب فاطمہؑ دختر جناب رسول خدا مین بہ امر کے مشورہ کے لئے کہ ہمین بھی ابوبکر سے بیعت کرنا چاہئے یا نہین آنے جانے لگو بس ہر روز یہ لوگ آنکر جمع ہوتے تھے اور باہم مشورہ کرتے تھے کہ اب کیا کرنا چاہئے بعد کئی روز کے یہ خبر حضرت عمر ابن الخطاب کو پہنچی کہ ہر روز جناب معصومہ کے گھر مین درباب ہمی خلافت خلیفہ اول مشورہ ہوا کرتا ہی اور فلان فلان کس آنکر جمع ہوتے ہین حضرت عمر یہ سنکر برہم اور پر خشم ہوئے اور دروازہ باب مدینۃ العلم پر آنکر کہا کہ اے دختر رسول اللہ تمہارے باپ سے کوئی شخص میرے نزدیک بہتر اور محبوب تر نہ تھا اور ان کے بعد تم سے زیادہ کوئی محبوب نہین مگر یہ خوب جان لو کہ بخدا قسم یہ محبت مانع اوسکے نہوگی کہ یہ لوگ اگر پھر تمہارے گھر مین جمع ہوئے تو مین اس گھر کو آگ لگا دونگا اور سب کو جلا دونگا خلافت مآب یہ تہدید اور تنذیر کر کر چلے گئے دوسرے دن جب وہی لوگ آنکر جمع ہوئے اور حضرت عمر کو خبر پہنچی تو جبہ اور سلمان بن سلامہ وغیرہ ایک جم غفیر کو اپنی ہمراہ لیکر جناب فاطمہؑ کے گھر پر آکر بلا اذن ورخصت گھر مین آئے ہر چند جناب معصومہ نے منع کیا اور بہت فریاد و زاری کی مگر کسی نے کچھ خیال نکیا اور اون کے منع کو نمانا اور آتے ہی سامنے سے جناب امیرؑ کے ذو الفقار اٹھا لی اور زبیر کے ہاتھ سے بھی تلوار چھین کر بضرب دیوار توڑ ڈالی اور آخرکار علیؑ کو بشدت و عنف کھینچے باہر نکال لائے اور بزور بیعت لی من بعد حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور بعد ادائے خطبہ کہا کہ ایہا الناس بیعت میری فلتہ اتفاقی ہوئی یعنی بے تامل خدا نے اوسکے شر سے سب کو بچایا اور اوسکے فتنہ و فساد کو نگاہ رکھا اور مجھے اسبات کا نہایت خیال اور خوف تھا کہ مبادا کوئی فتنہ برپا ہو بخدا سوگند کہ مین نے کسی روز خلافت پر حرص کی تھی ناحق جبال اس امر کو میری گردن مین ڈالا مین اسکی طاقت نہین رکھتا اور مجھسے انتظام اس امر جلیل کا نہین ہوسکتا مین چاہتا تھا کہ کوئی قوی ترین مردم میری جگہ ہوتا اور جوہری نے بھی اس قصہ کو ابوبکر باہلی اور اسمعیل بن مجاہد سے اور اوس نے شعبی سے روایت کیا ہی کہ حضرت ابوبکر نے عمر سے پوچھا کہ خالد بن ولید کہان ہی اوس نے کہا کہ حاضر ہی کہا تم اور خالد دونون جاکر علیؑ اور زبیر کو بیعت کے واسطے میرے پاس لاؤ چنانچہ حضرت عمر اور خالد حسب الحکم خلیفہ صاحب جناب معصومہ کے دولت سرا پر آئے حضرت عمر خالد کو دروازہ پر ٹھہرا کر کے آپ اندر گھر کے آئے زبیر کو دیکھ کر کہا کہ یہ تلوار جو تیری قبضہ مین ہی کس لئے ہی اوس نے جواب دیا کہ اسکو مین نے واسطے بیعت علیؑ ابن ابیطالب کے آمادہ اور مہیا کیا ہی اور اسوقت گھر مین اوس جناب کے مقداد اور تمام بنی ہاشم اور بہت آدمی جمع تھے الغرض حضرت عمر نے یہ سنکر زبیر کے ہاتھ سے بزور تلوار لیکر دیوار سے ماری کہ وہ ٹوٹ گئی اور ہاتھ زبیر کا پکڑ کر کھینچتا ہوا باہر لایا اور خالد کے ہاتھ مین ہاتھ اسکا دیکر پھر اندر آیا اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لا کر خالد کے سپرد کیا یہ دیکھکر منافقین امت دوڑے اور حضرت امیر پر ہجوم کر کر چہار طرف سے گھیر لیا اور کھینچتے ہوئے لے چلے پیچھے اون کے جناب فاطمہؑ روتین فغان و نالہ کرتین چلین اور نعرہ آہ کھینچا

تھین کہ تم خانۂ اہلبیت رسول پر غارتگری لائے بخدا سوگند کہ مین تجھسے ای عمر کبھی کلام نکرون گی جب تک کہ خدا سے
ملاقات کرون ابن ابی الحدید کہتا ہی کہ ایسا ہی ہوا کہ وہ جناب تا بایام حیات شیخین یعنی ابو بکر اور عمر سے نہ بولین اور دنیا سے انپر
غضبناک ہی تشریف لیگئیں اور وصیت کی تھی کہ یہ دونون جنازہ پر میرے نہ آنے پائین اور نہ نماز پڑھنے پائین ابن ابی
الحدید کہتا ہی کہ ایک روز مین اپنے استاد نقیب سے یہ حدیث پڑھتا تھا کہ ہبار ابن اسود نے زینب دختر رسول اللہ کے ہودج پر نیزہ
مارا کہ اُسکے صدمہ اور خوف سے حمل اونکا ساقط ہوا اور اس سبب سے جناب رسالتمآب مقبول نے روز فتح مکہ اُسکے خون کو ہدر اور مباح
کردیا تھا پس جب مین نے اس حدیث کو پڑھا تو اوستاد نے مجھسے کہا کہ جناب رسولخدا نے ہبار کے خون کو بسبب ایذاء زینب مباح
کیا تھا اگر وہ جناب زندہ ہوتے تو خون اُس شخص کا بھی کہ جسنے اونکی دختر نیک اختر فاطمہ زہرا کو ڈرایا یہانتک کہ حمل اُس جناب کا ساقط
ہوا حلال اور مباح کرتے ابن ابی الحدید کہتا ہی کہ مین نے نقیب سے کہا کہ اب مین تجھسے اس کو روایت کرون کہ فاطمہ کو ڈرایا اور فرزند
اونکا محسن نام ساقط ہوا نقیب نے یہ سنکر تقیہ کیا اور کہا کہ اس حدیث کی صحت اور بطلان کو روبرو کسی شخص کی میری طرف
نسبت ندینا اور یہ نہ کہنا کہ فلانے نے اُسکو بیان کیا ہی مین اسمین کچھ نہین کہہ سکتا پھر ابن ابی حدید نے روایت بیعت سقیفہ
کو جس طرح کہ اوپر بیان ہوئی محمد بن جریر طبری سے کہ معتمدین مورخین اہل سنن سے ہی روایت کیا ہی اور طبری نے
واقدی سے وہ کہتا ہی کہ خلیفہ ثانی عمر ابن الخطاب اسید بن خضیر اور سلمہ وغیرہ ایک جماعت صحابہ کو اپنی ہمراہ لیکر جناب
علیؑ کے دروازہ پر آیا اور بصدا بلند کہا کہ اے علی گھر سے باہر نکلو اور ابو بکر سے بیعت کر ورنہ اس گھر کو تم پر جلادونگا
اور ابن خزاعہ نے کتاب غرر مین زید بن اسلم سے روایت کی ہی وہ کہتا ہی کہ مین اون لوگون مین سے تھا کہ جو لوگ لکڑیان
اٹھا کر دروازہ پر جناب فاطمہ کے لائے تھے درحالیکہ اُس گھر مین اُسوقت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ایک جماعت صحابہ
کی موجود تھی اور بیعت کرنے سے حضرت ابو بکر کے انکار کرتے تھے پس حضرت عمر نے فاطمہؑ سے کہا کہ جو کوئی تمہاری گھر مین ہو اُسے
باہر نکال دو اور نہین تو اس گھر کو تم پر جلادونگا جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ ای عمر آیا تو میرے گھر کو مجھپر اور میرے بچون پر جلانے
کو آیا ہی عمر نے کہا ہان قسم ہی خدا کی اگر یہ لوگ بیعت کرنے کے واسطے گھر سے نہ آئین گے تو مین اس گھر کو جلادونگا اور
ابن عبد ربہ نے کہ معتمدین اور مشاہیر اس فرقہ سے ہی کہا ہی کہ علیؑ اور عباس خانۂ جناب فاطمہؑ مین تشریف رکھتے تھے کہ حضرت
ابو بکر نے عمر سے کہا کہ تو جا علیؑ اور عباسؓ کو بیعت کیواسطے بلا لا اور اگر یہ دونون آنے سے انکار کرین تو اونکو قتل کر پس حضرت
عمر نے آگ اُٹھائی اور حضرت فاطمہؑ کے گھر پر آئے تاکہ اُسکو آگ لگادین جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ ای پسر خطاب تو اسواسطے آیا ہی
کہ میرے گھر کو جلادے کہا ہان واللہ ای دختر رسول اللہ اگر یہ لوگ تمہارے گھر سے بیعت کیواسطے نہ نکلے تو مین اس گھر پر
آگ لگادونگا اور پھر ابن ابی الحدید نے اس قصہ سقیفہ کو کتاب جوہری سے زیادہ اس سے مبسوط بیان کیا ہی خلاصہ اسکا
یہ ہی کہ جب اس گروہ نے حضرت ابو بکر کی بیعت سے انکار کیا اور زبیر تلوار کھینچکر باہر آیا اور حضرت عمر کے حکم سے سلمہ بن
اسلم نے اُسکی تلوار چھین کر توڑ ڈالی اور اُسکو اور جناب علیؑ کو کھینچتے ہوئے باہر لائے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مین بندہ

خدا کا ہون غرض کہ حضرت ابوبکر کے پاس لا کر سب نے کہا کہ اے علی اب بھی تم ابوبکر سے بیعت کر لو اُس جناب نے کہا کہ اے
گروہ مردم مین لائق اور سزاوار اور مستحق اس امر کا ہون کہ تم مجھسے بیعت کرو نہ یہ کہ مین تم سے بیعت کرون ایُّہا الناس تم نے
انصار پر باب خلافت مین ساتھ قرابت رسول کے حجت پکڑی پس مین بھی اُسی حجت کے ساتھ تم پر حجت پکڑتا ہون پس اپ
تم انصاف کرو اور خدا سے ڈر کر جواب دو کہ یہ حق ہمارا ہے یا ابوبکر کا پس یا تو ہماری حق کا اقرار اور اعتراف کرو جیسا کہ انصار
نے تمہاری حق کا اقرار کیا اور یا کہو کہ ہم دانستہ اور عمداً تم پر ستم کرتے ہین حضرت عمر نے کہا کہ اے علی ان باتون سے کیا فائدہ
جب تک کہ تم بیعت نکرو گے تم سے ہاتھ اٹھایا نہ جائیگا فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ تم نے آپس مین خوب موافقت کی
آج کے دن تو اے عمر ابوبکر کے لئے بیعت لی اور اُسکے واسطے خلافت کو مستحکم اور درست کرتا ہے کل وہ خلافت کو تیرے طرف
رد کرے اور پھیرے مین قسم کھاتا ہون خداوند عالم کی کہ مین ابوبکر سے ہرگز بیعت نکرونگا اور تیری بات کبھی نہ مانونگا
حضرت ابوبکر نے یہ سُنکر کہا کہ اے علی اگر تم مجھسے بیعت نہین کرتے تو مین بھی تم پر جبر نہین کرتا ابوعبیدہ نے کہا کہ اے
ابوالحسن مین ازراہ نصیحت کے تمسے کہتا ہون کہ تم سمجھو اور اپنے دل مین خیال کرو کہ تم ابھی بہت کمسن اور ناتجربہ
کار ہو اور ابوبکر مرد پیر آزمودہ کار گرم و سرد زمانہ کے چکھے ہوئے ہے مہارت اور قوت اس امر کے انتظام کی اور تاب و طاقت
اسکے اٹھانیکی بہت رکھتا ہے تمہین اسکی بیعت سے انکار کرنا نہ چاہیئے تم برضا و رغبت اس سے بیعت کر لو اور یہ بھی مین کہے دیتا
ہون تم سُن لو کہ اگر تمہاری عمر نے وفا کی اور سن شیخوخت کو پہنچے تو رفتہ رفتہ تمہین بھی یہ منصب جلیل نصیب ہو جائیگا
حضرت علی نے یہ سُنکر ارشاد کیا کہ اے گروہ مہاجر خدا سے ڈرو اور سلطنت محمد کو اُن کے گھر سے اپنے گھر مین نہ لیجاؤ اور اُسکی
اہل کو اُسکے مقام سے دفع نکرو بخدا سوگند اے گروہ مہاجر ہم اہلبیت ہی خلافت رسول اللہ کے مستحق ہین اور سوا ہمارے
تم مین سے کوئی ایسا مستحق نہین اور یہ بھی تم خوب جان لو کہ ایک شخص تم مین ایسا چاہیئے کہ جو عالم ہو کتاب خدا کا اور
اُسکے معانی اور اسرار اور تاویلات اور تنزیلات کو بوجہ خوب تر جانتا ہو اور تفقہ فی الدین اور حافظ احادیث رسول
مختار اور ماہر اوامر و نواہی پروردگار ہو تاکہ رعیت کو راہ حق و ثواب دکھاوے اور ہدایت کرے اور بخدا سوگند کہ یہ سب
امر مجھ مین جمع ہین پس تم متابعت نکرو اپنی خواہش نفس کے والا حق سے منحرف اور دور ہو جاؤ گے بشیر نے کہا کہ اے
علی انصار تمہاری اس بات کو اگر ابوبکر کی بیعت سے پہلے سنتے تو دو شخص بھی تم پر اختلاف نکرتے ولیکن اُنہون نے
چونکہ پہلے ابوبکر سے بیعت کر لی تو اب یہ لاچار ہین یہ سُنکر وہ جناب گھر مین اٹھکر چلے آئے اور رہنا گھر کا لازم پکڑا تا آنکہ
جناب فاطمہ نے رحلت فرمائی بعد اسکے حضرت نے بیعت کر لی اور پھر کتاب سقیفہ سے بروایت جناب امام محمد باقر اس قصہ
کو اسطرح پر نقل کیا ہے کہ علی نے بعد انتقال جناب رسالت مآب اور بعد بیعت حضرت ابوبکر جناب فاطمہ کو ایک ایک انصار کے
گھر سوار کر کر لے گئے اور ہر ایک سے مدد اپنی چاہی پر کسی نے مدد دینا قبول نکیا اور جناب فاطمہ کا فرمانا کہ ہمارا حق ناحق چھینتا
ہے تم مدد اور استعانت کر کر ہمارا حق ہمین دلوا دو کسی نے نہ سُنا بلکہ یہ جواب مین کہا کہ اے دختر رسول مقبول ہمنے ابوبکر

سے بیعت کرلی تھی اگر ابن عم تمہارا پہلے یہ بات کہتا تو ہم اونسے ہی بیعت کرتے اور کسی دوسری کی طرف میل نکرتے اور
نکسی کے ہاتھ مین واسطے بیعت کے ہاتھ دیتے اب ہم لاچار ہین جناب علیؑ نے یہ کلام اونکا سنکر جواب دیا کہ ایہا الناس
تمہارا یہ ارادہ اور تہیہ تھا کہ مین میت جناب رسولخدا کو بے گور و کفن گھر مین پڑا رہنے دیتا کہ اوسپر گرد و غبار پڑا کرتی اور
انکو چھوڑ کر خلافت کی طلب مین چلا آتا یہ بتاؤ کہ ایسی کیا جلدی تھی اور سہیم میں کیا کام خراب ہوتا تھا جناب فاطمہ نے
کہا کہ علیؑ نے خوب ہی کیا جو کچھ کیا اور جو انہون نے کیا خدا اسکی اُنکو جزائے خیر دے اور محمد بن مسلم بن قتیبہ نے کہ اعظم
او معتبرین اہل تسنن سے ہے جسکا جی چاہے توثیق اسکی استقصار الافحام مین دیکھ لے قصہ سقیفہ کو اپنی کتاب مین زیادہ
اس سے گزرا لکھا ہے یہانتک کہ وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب حضرت ابو بکر کو یہ خبر پہنچی کہ ایک جماعت صحابہ کی حضرت
ابو بکر کی بیعت سے انکار کر کے متخلف ہو کر جناب علیؑ کے گھر مین آنکر جمع ہوتے ہین حضرت عمر سے کہا کہ تم جاؤ اور ان
لوگون کو میری بیعت کیواسطے سمجھا کر لے آؤ چنانچہ حضرت عمر آئے اور ان سب سے کہا کہ تم لوگ چلکر ابو بکر سے بیعت کرلو
سب نے اس امر سے انکار کیا حضرت عمر غصہ ہوئے اور لکڑیان بہت سی منگوائین اور کہا کہ اگر تم سب آدمی باہر نہ آئے
اور ابو بکر سے بیعت نکی تو مین اس گھر کو آگ لگا کر تم سب کو جلا دونگا اور اس امر پر قسم شرعی یاد کی اور کہا کہ قسم ہے مجھے اس
خدا کی کہ جسکے قبضہ قدرت مین عمر کی جان ہے بیشک مین ایسا ہی کرونگا کسی شخص نے یہ بھی کہا کہ اس گھر مین فاطمہ دختر
رسول اللہ بھی تشریف رکھتی ہین حضرت عمر نے کہا کہ کچھ پروا نہین گو وہ بھی ہون یہ حال دیکھکر سب لوگ مارے خوف
کے باہر نکل آئے اور حضرت ابو بکر سے بیعت کرلی مگر جناب علیؑ کہ وہ گھر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ مین نے
قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن کو جمع نکرلون گھر سے باہر نہ آؤن اُسوقت جناب فاطمہ دروازہ پر تشریف لائین اور کہا کہ اے قوم
تم سے زیادہ کوئی شخص بے شرم ودیکھا نہین کہ تم نے جنازہ کو رسول خدا کے ہمارے آگے ڈالدیا اور بغیر مصلحت اور بے مشورہ
ہمارے واسطے غارت کرنے خلافت کی مصروف ہوئے حضرت عمر یہ سنکر حضرت ابو بکر کے پاس آئے اور کہا کہ علیؑ نے تیری
بیعت سے انکار کیا اور وہ تجھسے بیعت نہین کرتے اور جب تک وہ تجھسے بیعت نکرینگے تیری خلافت مستحکم نہوگی حضرت
ابو بکر نے سنکر پوچھا کہ پھر اسکی کیا تدبیر کرنی چاہیے حضرت عمر نے کہا کہ کسی کو اُن کے پاس بھیج اور بیعت اونسے طلب کر
غرض کہ حضرت ابو بکر نے بمصلحت حضرت عمر قنفذ کو بھیجا اُس نے آنکر جناب علیؑ سے کہا کہ تمکو خلیفہ رسول خدا کا بیعت کے لیے
واسطے بلاتا ہے اُس جناب نے یہ سنکر فرمایا کہ کیا جلد رسول مقبول پر تم سب نے جھوٹ باندھا جناب رسول خدا نے اُسکو کسوقت
خلیفہ کیا تھا کہ جو تمنے اوسکا یہ لقب رکھا ہے قنفذ یہ جواب سنکر واپس آیا اور حضرت ابو بکر سے حضرت کا ارشاد عرض کیا حضرت ابو بکر
یہ سنکر روئے اور کہا کہ جا کر کہہ کہ تمکو امیر المومنین بلاتا ہے قنفذ آیا اور پیغام ابو بکر کا حضرت کو سنایا حضرت نے فرمایا کہ سبحان
اللہ تم لوگ اس امر کا دعویٰ کرتے ہو کہ جو خلاف واقع اور جھوٹ اور افترا اور بہتان ہے قنفذ نے پھر حضرت ابو بکر سے نزد
اُس جناب کو بیان کیا ابو بکر سنکر پھر روئے اور سر جھکا لیا خلیفہ ثانی یہ حال خلیفہ اول کا دیکھکر خود کھڑے ہوئے اور جناب فاطمہ

کے درِ دولت پر آنکر زنجیر دروازہ کے ہلانے جب وہ معصومہ پسِ در تشریف لائین تو حضرت عمر نے باآوازِ بلند چیخ مار کر کہا
کہ علی سے کہو کہ بیعت کیواسطے گھر سے باہر آئے اور ابوبکر سے بیعت کرے جناب معصومہ یہ قول عمر کا سنکر چیخین مار کر
رونے لگین اور منہ طرف قبر اطہر جناب رسالتمآب کے کر کے فریاد کین کہ اے رسولخدا اپنے بعد سے پسرِ ابی قحافہ اور پسرِ خطاب سے کیسے بہت
رنج کھینچے اور مصیبتین اٹھائین جب آدمیون نے صدائے گریہ جناب فاطمہؑ سنی تو سب رونے لگے اور قریب تھا کہ دل سب کے پھٹ
جائین اور جگر پارہ پارہ ہو جائین الا خلیفہ ثانی کہ ایک جماعت کثیر کے ساتھ کھڑے رہے یہانتک کہ علیؑ کو باہر نکال کر لائے
اور ابوبکر کے پاس لا کر کہا کہ خلیفہ رسول سے بیعت کر علیؑ نے فرمایا کہ اگر بیعت نکردون تو تم کیا کرو گے کہا کہ بخدا سوگند اگر
بیعت نکرو گے تو ہم تمہین قتل کرین گے حضرت علیؑ نے کہا کہ پس بندۂ خدا اور برادر رسول کو قتل کرو گے حضرت عمر نے
کہا کہ خدا کے بندے تو بیشک ہو مگر ہم برادر رسول کا نہین مانتے اور صدیق اکبر چپکے بیٹھے تھے اور کچھ نہ بولتے تھے عمر نے
ابوبکر سے کہا کہ علیؑ کے مقدمہ مین تو کیا کہتا ہے اس نے کہا کہ مین علیؑ پر جبر نہین کرتا جب تک فاطمہؑ ان کے پہلو مین ہین غرض
کہ حضرت ابوبکر کے کہنے سے حضرت عمر بھی حضرت علیؑ سے دستکش ہوئے اور کہا کہ اے ابن عمر اٹھو چلو تم وہ جناب مرقد
مطہر جناب رسالتمآب پر تشریف لائے اور روئے اور فریاد کی اور کہا کہ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی
یعنی اے ابن عم میری تحقیق کہ قوم نے ضعیف کیا مجھے اور قریب تھا کہ قتل کرتے مجھے پس حضرت عمر نے ابوبکر سے کہا کہ
آؤ چلین فاطمہؑ کے گھر پر غرض کہ جب آئے اور اس جناب سے رخصت طلب کی تو حضرت علیؑ نے فاطمہؑ سے کہا کہ ان کو
رخصت آنے کی دو اور ایک چادر جناب فاطمہؑ کے منہ پر ڈالدی اور جب وہ داخل ہوئے تو جناب فاطمہؑ نے اسکی طرف سے منہ پھیر
کر دیوار کیطرف کر لیا شیخین نے اس جناب پر سلام کیا فاطمہؑ نے انکو جواب سلام نہ دیا حضرت ابوبکر نے کہا اے دختر
رسول مین صلہ قرابت رسول خدا کو دوست تر رکھتا ہون صلہ قرابت اپنی سے اور مین آرزو کرتا ہون کہ کاش تمہارے باپ
کے مرنے سے پہلے مین مرتا اور اون کے بعد نرہتا آیا تم گمان کرتی ہو کہ مین تمہین پہچانون اور تمہارا حق جانون اور پھیر
تمہارے باپ سے تمہین ارث ندون مین نے سنا ہے رسول خدا سے کہ ہم گروہ انبیا کی میراث نہین رکھتے جو کچھ ہم سے رہتا ہے
وہ صدقہ ہے حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ اگر مین رسول خدا سے حدیث نقل کرون تو تم اوسکا اقرار کرو گی کہا ہان فرمایا کہ مین
قسم دیتی ہون تمکو کہ تمنے نہین سنا رسول خدا سے کہ اس جناب نے فرمایا کہ خوشنودی اور رضا فاطمہؑ کی خوشنودی اور رضا
میری ہے اور غضب اور سخط اوسکا غضب اور سخط میرا ہے اور جس کسی نے میری فاطمہؑ کو دوست رکھا پس تحقیق کہ اس نے
دوست رکھا مجھے اور جو اونکو غضب مین لایا پس غضب مین لایا مجکو سب نے کہا کہ ہان یہ ہمنے سنا ہے رسول خدا سے فاطمہؑ نے
کہا کہ پس مین خدا اور ملائکہ کو گواہ لیتی ہون کہ تم مجھے غضب اور خشم مین لائے اور جسوقت کہ رسولخدا سے ملاقات کرونگی
تو تمہاری شکایت کرون گی حضرت ابوبکر نے کہا کہ مین پناہ لیتا ہون ساتھ خدا کے تیرے غضب اور سخط سے اے
فاطمہ اور یہ کہکر حضرت ابوبکر اسقدر روئے کہ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے جناب فاطمہؑ نے کہا کہ بخدا سوگند کہ مین نفرین کرونگی

تجکو ہر نماز کے بعد ابو بکر نے کہا کہ مین دعا کرونگا تیرے واسطے بعد ہر نماز کے پس رو تا ہوا باہر آیا اور آدمیون سے کہا کہ تم ہر ایک
اپنی اپنی جورؤن کے پاس شب کو خوشحال سوتے ہو اور مجکو اس حال مین چھوڑا ہی مجھے تمہاری بیعت کی کچھ احتیاج نہین تم
میری بیعت سے اقالہ کرو اور توڑ دو سب نے کہا کہ ای خلیفہ رسول اللہ یہ امر مستقیم نہو گا بغیر تیرے اگر تو اقالہ کریگا تو دین خدا برپا
نرہیگا درہم و برہم ہو جایگا حضرت ابو بکر نے کہا کہ اگر مجھے اسی بات کا ڈر نہوتا تو ایک شب تمہاری بیعت کی ساتھ نسوتا
بعد اسکے کہ جو مین نے فاطمہؑ سے سنا اور دیکھا اس بیعت نکی علیؑ نے تا وقت وفات جناب فاطمہؑ اور وہ جناب بعد اپنے پدر بزرگوار
کے پچہتر روز زندہ رہین اور بلادری نے بھی کہ محدثین اور مورخین معتبرین اہلسنت و جماعت سے ہی اس قصہ کو مثل سابق لکھا ہے
اور ابراہیم بن سعید ثقفی کہ مقبول الطرفین ہی وہ لکھتا ہی کہ حضرت امیرؑ نے بیعت نہ کی یہانتک کہ دیکھا مین نے
کہ دھوان ان کے گھر سے بلند ہوا اور بھی بلادری نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ علیؑ نے حضرت عمر سے کہا کہ دوہ اس
دودکو کہ نفع اوسکا تیرے واسطے ہو بخدا سوگند کہ تجکو اس امر پر حریص اور امارت پر برانگیختہ نہین کیا مگر اسواسطے کہ کل
تجکو اور ونپر اختیار کرے اور ابراہیم ثقفی نے زہری سے روایت کی ہی کہ علیؑ نے بیعت نہین کی مگر بعد چھ مہینے کے اور اسپر
کسی نے جرات نہین بہم پہنچائی مگر بعد وفات حضرت فاطمہؑ کے اور بھی ابراہیم نے روایت کی ہی کہ قبیلہ اسلم نے بیعت حضرت
ابو بکر سے نکی اور کہا کہ ہم بیعت نکرینگے اسواسطے کہ حضرت رسول خدا نے بریدہ سے فرمایا ہی کہ علیؑ ولی تمہارا ہی بعد میرے اس
جناب امیرؑ نے فرمایا کہ انہون نے مجھے مخیر کیا ہی کہ یہ مجھپر ظلم کرین اور حق میرا لین اور مین اُن کی ساتھ بیعت کرون یا کارجنگ
منتہی ہو اور آدمی مرتد ہو جائین اور دین سے پھر جائین اور مین اسبات کو اختیار کرتا ہون کہ یہ مجھپر ستم کرین مگر آدمی دین سے
نپھرین اور بھی عدی بن حاتم سے روایت کی ہی کہ اُس نے کہا کہ کسی شخص پر اسقدر رحم نہین کیا مین نے جیسا کہ علیؑ پر
اُسوقت کہ گریبان اونکا پکڑ کر حضرت ابو بکر کے پاس لائے اور کہا کہ بیعت کر علیؑ نے کہا کہ اگر بیعت نکرون تو کیا کروگے کہا
تمہین قتل کرینگے علی مرتضے نے سر طرف آسمان کے بلند کر کر کہا کہ خداوندا تو گواہ رہیو پہر جناب امیرؑ کا بلند کر کر اور کھولکر
حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور اس بیعت سے راضی ہوگئے اور صاحب روضۃ الصفا نے بھی اس قصہ کو اسی طرح پر
بیان کیا ہی اور سید جمال الدین محدث نے کتاب روضۃ الاحباب مین اسطرح بیان کیا ہی کہ ثقات اور محققین نے اس قصہ کو اسی
طرح سے پایہ اثبات کو پہنچایا ہی کہ جب جناب رسالت پناہ نے دنیا سے بجوار رحمت مولا انتقال فرمایا اُسی روز قدوہ اصحاب
عمر خطاب نے ابو عبیدہ سے کہا تو ہاتھ اپنا دراز کر تا مین تجھسے بیعت کرون کہ اُس جناب نے تیری شان مین فرمایا امین ہذہ الامۃ ابو عبیدہ
ابو عبیدہ نے کہا کہ ای عمر جب سے تو اسلام لایا ہی کبھی تجھسے ایسا کلام پر از خطا نہین سُنا مگر یہ بات کہ مجھسے بیعت کرتا ہی حالانکہ
ابو بکر صدیق ثانی اثنین اور بروایت ثالث ثلثہ ہی اور بروز غار جناب رسول مختار نے اُس سے کہا کہ ماظنک باثنین اللہ ثالثہما
تم مین موجود ہی اور اکثر مہاجرین اور طائفہ قبیلہ انصار مثل اسید بن حضیر اور ساتری عبد الاشہل ابو بکر کی طرف مائل تھے
اور جمہور انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین کہ واسطے فیصل کرنے قضایا اور خصومات کی کہ وہ محل اجتماع اونکا تھا جمع ہوئے

اور سعد بن عبادہ کو اوسکی گھر سے باین ارادہ لائے تھے کہ اُسکو خلیفہ کرین حالانکہ وہ مریض تھا مع ذالک سعد نے
ایک خطبہ پڑھا مشتمل اوپر حمد و ثناے الہی اور درود رسالت پناہی کے اور بیان فضل اور سبقت اسلام کی اور یہ کہ
رسول خدا نے حد تیرہ سال اپنی قوم مین دعوت کی طرف اسلام کی اور ایمان نلائے مگر تھوڑی آدمی اور وہ قلیل بھی رسول خدا
کی حمایت اور اعزاز دین اور دفع ایذا اور اضرار کفار پر قادر نہ تھے یہان تک کہ خدائے تعالے نے ساتھ مقدم شریف اُن
جناب کی تمہاری شہر کو مشرف کیا اور توفیق اُسکی حمایت اور اسلام کی دی اور سعادت جہاد کے ساتھ دین کی
تمکو نصیب کی تا بحدیکہ عرب ظلم اور جور اور کفر اور طغیان اور ضلال اعوجاج سے اوپر راہ استقامت اور عدل اور ایمان
اور عرفان کے آئی اور قبائل عرب بواسطے شمشیر تمہاری کے طوعاً اور کرہاً تابع اور منقاد رسول خدا کے ہوئی اور وہ
جناب تم سے راضی اور خوشنود یہان سے گئی بادا اِس امر کو پہلے اس سے کہ آدمی درپے اُسکے آئین انصار نے جواب
دیا اور کہا کہ تم اچھا کہتے ہو ہم تم کو خلیفہ اور امام اپنا کرتے ہین اور ہم سب تمسے راضی ہین پھر آپس مین سب نے صلاح کی
کہ اگر مہاجر قریش امر خلافت مین مضائقہ کرین اور ساتھ فضیلت اقدمیت حضرت کی اور سبق اسلام اور ہجرت
اور بزرگی قرابت قریبہ کی اُس جناب کے ساتھ تمسک پکڑین تو اون کو کیا جواب دین ایک طائفہ نے کہا کہ ہم کہین گے
کہ منا امیر و منکم امیر اور بغیر اسکے ہرگز راضی نہونگے سعد نے کہا کہ ہذا اول الوہن اور جو کچھ جسکے خیال مین آتا تھا وہ کہتا
تھا کہ اُس مین ایک انصار نے اُن کی اجتماع کی خبر عمر خطاب کو پہنچائی اور مبالغہ کیا کہ جلد اُن کی خبر لو اور پہلے اس سے
پوچھو کہ کوئی امر احداث کرین کہ وہ امر منجر بقتال و جدال ہو یہ سنتے ہی عمر جناب رسول خدا کے گھر مین آیا اور ابوبکر کو اس امر
کی خبر دی اور واسطے جانے سقیفہ بنی ساعدہ کی تحریص کی ابوعبیدہ اور ایک جماعت اور نے مہاجرین سے انکی ساتھ
اتفاق کیا اور روانہ ہوئے اور علی ابن ابیطالب اور بنو ہاشم اور زبیر وغیرہ ایک جماعت قلیل تجہیز اور تکفین اور غسل و
دفن جناب رسول خدا مین مشغول رہے راہ مین دو آدمی انصار سے ایک عویم بن ساعدہ اور دوسرا معن بن عدی شیخین
سے ملے اور اُن کی بہت دلداری کی اور جب یہ سقیفہ مین پہنچے تو دیکھا کہ ایک مرد تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور انصار گرد
اُسکے بیٹھے ہین اور وہ شخص بزرگی اور فضیلت اپنی بیان کرتا ہے اور ارادہ خلافت کا رکھتا ہے عمر نے پوچھا کہ یہ کون
شخص ہے کہا سعد بن عبادہ ہے ابوبکر نے پہلے فضل مہاجرین کی اور پھر فضائل انصار کے بیان کر کر کہا کہ مہاجرین بسبب
قرابت قریبہ کے کہ جو رسول خدا کے ساتھ رکھتے ہین سب عرب سے بہتر ہین از روئے حسب و نسب اور گھر کے یعنی مکہ معظمہ سے اور
لوگ کسی کی منقاد اور تابعدار نہونگے مگر اُس شخص کی کہ جو قریشی ہے ہوگا تم اسپر حسد نہ لیجاؤ اور ان کی مخالفت نکرو
اسواسطے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے الناس تبع القریش یعنی آدمی تابع قریش کے ہین اور تم ہماری بھائی ہو کتاب خدا مین
اور شریک ہماری ہو دین مین اور دوست ہماری ہو سب سے زیادہ اور سزاوار تر ہو ساتھ اسکے کہ راضی ہو ساتھ
قضائے حق تعالےٰ کی انصار نے کہا کہ ہم مہاجرین مین سے ایک شخص کو اختیار کرتے ہین اس شرط پر جب وہ مری تو بعد اسکے

انصار سے ایک شخص خلیفہ ہو اور جب وہ مرے تو پھر مہاجر سے ایک خلیفہ ہو اور اسی طرح پر یہ امر جاری رہے ہمیشہ اور یہ امر بہت بہتر ہے اسواسطے کہ اگر کوئی مہاجر ارادہ بدی کا کرے تو بخوف انصار کے نکرنے پاویگا اور بالعکس عمرؓ نے کہا کہ بخدا اسوگند کہ مخالفت ہم سے کوئی نکریگا مگر یہ کہ ہم اسکو قتل کرینگے حباب بن منذر انصاری خزرجی کہ ذوی الرائے کہلاتا تھا اوٹھا اور کہا کہ واللہ ہم کسی کو واسطے خلافت اور حکومت کے اپنے اوپر اختیار نکرینگے ہم مین سے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک امیر ہو ابوبکر نے کہا کہ ایسا نہین ہے امارت حق ہمارا ہے اور تم ہمارے بھائی ہو حباب نے کہا کہ اے انصار ہرگز اس امر کو قبول نکرنا کہ تم احق ہو ساتھ خلافت کے اے گروہ مہاجر منا امیر ومنکم امیر والامر بہم تمہارے ساتھ رہینگی تا یہ امر قرار پائے عمر نے کہا کہ واللہ دو کی خلافت مین روا نہین ہے عرب تمہاری خلافت پر راضی نہونگے کہ نبی تم مین سے نہین ہے حباب نے کہا کہ ہم ڈرتے ہین کہ مبادا در پردہ وہ شخص امیر ہو کہ جسکے باپ دادا کو ہمنے مارا ہو عمر نے کہا کہ جو کچھ کہ ہو غرض مابین حباب اور عمر خطاب کے سخنان غلیظ وسخت واقع ہوئے آخر عمر نے کہا کہ لا یصلح سیفان فی غمد واحد دو تلوارین ایک میان مین نہین رہ سکتین پس درمیان مہاجر وانصار کی مخاصمت نہایت قوی ہوئی کہ قریب تہا کہ فیمابین مقاتلہ واقع ہو اور سعد اُس غوغا مین نیچے پاؤن کے روندا گیا اور کسی انصار مین سے کہا قلتم سعداً عمر نے کہا اقتلوہ قتلہ اللہ وبروایتے قتل اللہ سعداً فانہ صاحب شر وفتنہ ابوبکر نے جو یہ حال دیکھا تو طرفین کو بوجہ احسن ساکت کیا اور کہا کہ اے گروہ انصار تمہین قسم ہے خدا کی کہ شب عقبہ کہ تمنے رسول مقبول سے بیعت کی جملہ شروط سے کہ تمہارے ساتھ کی گئین تھین ایک یہ تھی کہ امر خلافت اور حکومت مین منازعت اور مخالفت نکرنا اُس شخص کے ساتھ کہ جو لائق اِس امر کے ہو سب نے کہا کہ ہان پس زید بن ثابت انصاری اٹھا اور کہا کہ رسول خدا قوم مہاجرین سے ہے خلیفہ اوسکا نہوگا مگر مہاجرین سے اور ہم انصار انصار خدا ہین جیسا کہ انصار اُسکے رسول کے تھے بیعت کرو مہاجرون کے ساتھ ابوبکر نے کہا کہ جزاکم اللہ خیراً پس ہاتھ عمر اور ابوبکر کا پکڑا اور کہا کہ مین اِن دو مردون کو شائستہ خلافت جانتا ہون عمر نے کہا کہ بلکہ ہم تجھسے بیعت کرتے ہین کہ تو بہتر اور مہتر ہمارا ہے اور کون ہے کہ جس مین یہ تین فضیلتین جمع ہون کہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا سے معلوم ہوتا ہے اور ہاتھ ابوبکر کا پکڑا اور اُس سے بیعت کی اور مہاجرین سے کہا انہون نے بیعت کی بعد اُسکے انصار نے بھی بیعت کی مگر تھوڑی سی آدمیون نے کہ بعض نے کہا کہ ہم کسی سے بیعت نکرینگے مگر علیؑ ابن ابیطالب سے اور سعد بن عبادہ جب تک جیتا رہا از رہے تعصب وعناد کے بیعت نکی **تنبیہ** پوشیدہ نرہے کہ اختلاف انصار کا مہاجرین کے ساتھ بنا بر عادت عداوت عرب کے واقع ہوا تھا کہ کسی قوم پر حاکم نکرتے تھے مگر اوس شخص کو کہ وہ اُس قوم سے ہوتا تھا اور اُس قول رسول خدا سے کہ الائمۃ من قریش غافل اور ذاہل تھے اور جب اِس بات سے آگاہ ہوئے تو مخالفت سے دست بردار ہوئے اور یہ مخالفت فیما بین انصار ومہاجر دلالت واضح رکھتے ہی اس بات پر کہ جناب رسالت پناہ نے کسی ایک اصحاب سے بخصوصیہ مقرر نہ فرمایا تھا اسواسطے کہ اگر اُس جناب سے اِس باب مین نص واقع ہوتی تو یہ اختلاف فیمابین نہوتا اور دونو فریق اُس نص کے ساتھ متمسک ہوتے والیعلم منقول ہے کہ دوسرے دن سب اہل مدینہ نے بیعت کی اور علی کرم اللہ وجہہ

نے جب تک جناب فاطمہ علیہا السلام زندہ رہین بیعت نکی اسواسطے کہ خاطر اُس جناب کی رنجیدہ تھی اس واسطے کہ ابوبکر نے ہیم خلافت اور بیعت لینے مین آدمیون سے صبر نکیا تاکہ وہ حضرت بھی حاضر ہوتے اور ابوبکر اون کے ساتھ مشورہ کرتا اور اکثر بنی ہاشم نے بھی علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ موافقت کرکر بیعت نکی اور ایک جماعت قریش مثل طلحہ اور زبیر اور خالد بن سعید بن العاص اور ایک گروہ انصار نے توقف اور تعلل بیعت کرنے سے کیا اور آخر بعد چند روز کے بیعت کر لی مروی ہے کہ جب بیعت تمام ہوئی اُسی روز امیر المومنین ابوبکر صدیق نے خطبہ پڑھا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد کہا کہ مین امر خلافت مین مجھے میل اور محابا اور فرو گذاشت نکرونگا اور جب مین طاعت خدا و رسول کی کرون تو تم بھی میری طاعت اور تابعداری کرو اور عصیان خدا کا کرون تو اُسوقت کوئی تم مین سے میری اطاعت اور فرمانبرداری نکیجیے کہ اُسوقت میرا حکم تم پر نافذ نہین اور جو مجھسے خطا واقع ہو تو مجھے تنبیہ کرو اور طرف صواب کی راہ دکھلاؤ اُسوقت بیچ دفن جناب رسولخدا کے مشغول ہوے اور بعد فراغ پھر ابوبکر نے خطبہ پڑھا اور کہا کہ مجھسے جو تمنے بیعت مین اسقدر اہتمام دیکھا نہ از راہ حرص و طمع کے تھا بلکہ خوف فتنہ و فساد کے تھا اب کہ بحمد اللہ وہ خوف برطرف ہوا جسکو چاہو خلیفہ کرو کہ مین بھی اُسکی متابعت کرونگا سب نے کہا کہ خلافت نصیب تمہاری ہے ہم سب تم سے راضی ہین ابوبکر نے کہا اللھم صل علی محمد والسلام علیکم اور خلافت نے اون پر قرار پکڑا اور ایک جماعت نے اہل تواریخ سے لکھا ہے کہ جب ہم بیعت سے فارغ ہوے تو ابوبکر نے سب مہاجرین و انصار کو جمع کیا اور اُس مجمع مین علی مرتضے کو بلایا جب وہ آئے اور باعث بلانیکا پوچھا تو عمر نے کہا کہ ہم چاہتے ہین کہ جیسے سب آدمیون نے بیعت کی ہے تم بھی ابوبکر سے بیعت کرو علی مرتضے نے کہا کہ جس بات سے تمنے انصار پر حجت پکڑی ہے اُسی بات سے مین تم پر حجت پکڑتا ہون تم کہو کہ رسول خدا اقرب کس کے ہین عمر نے کہا کہ تمہین نہ چھوڑینگے جب تک تم بیعت نکروگے علی مرتضے نے کہا کہ پہلے تم میری اس بات کا جواب باصواب دو بعد اوسکے مجھسے بیعت چاہو ابو عبیدہ نے کہا کہ اے ابوالحسن تم بواسطے سبقت کے اسلام مین اور فضل و قرابت کے رسول مختار کے ساتھ سزاوار حکومت اور خلافت کا ہو لیکن جو صحابہ نے ابوبکر پر اجماع اور اتفاق کیا مناسب ہے کہ تم بھی اُن کی ساتھ اتفاق کرو علی نے کہا کہ اے ابو عبیدہ تو امین اس امت کا ہے بقول رسولخدا اور مقتضا امانت کا راستی ہے گفتار اور کردار مین جو بخشش اور موہبت کہ خداوند عالم نے خاندان رسالت کو کرامت فرمائی اوسکی پابند رہو نہ کہ اُسکو جگہہ دوسری نقل کرو مہبط قرآن و وحی اور مورد امر و نہی و منبع فضل و علم اور معدن عقل و حلم ہم ہین اور بواسطہ ان امور کے خلافت کی شائستہ اور امارت کے سزاوار ہین ابوبکر نے جو دیکھا کہ کلمات علی مرتضے کے جملہ محکم اور استوار ہین تو از راہ رفق و مدارا کے کہا کہ اے علی مجکو یہ گمان تھا کہ تم اس امر مین میری ساتھ جھگڑا نکروگے اور اگر مین جانتا کہ میری بیعت سے تم تخلف کروگے تو ہرگز مین قبول نہ کرتا اب کہ آدمیون نے مجھسے بیعت کر لی ہے اور مجھپر اتفاق کیا ہے اگر تم بھی اِن کی ساتھ موافقت کرو تو بہتر کہ ظن میرا مطابق واقع کے کیا ہوگا اور اگر توقف کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ اِس امر مین تامل اور تفکر کرو تو کوئی حرج تمہارے لئے نہین ہے پس علی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوے

اور متوجہ ہوئے طرف اپنے دولت سرا کی منتہے خلاصہ ما فی روضۃ الاحباب پس ان سب مذکورات بالا سے لائح ہوا کہ جناب امیرؑ نے رغبت دل
اور بطوع خاطر سے بیعت نہین کی بلکہ بجبر و تعدی اور زور و زبردستی سے اس کیفیت پر کہ بزور ہاتھ پر ہاتھ اس جناب کا رکھدیا کہ اس
حضرت نے ہاتھ بھی اپنا نہ کھولا تھا اور دلیل اس امر کی گواہی دینا خلیفہ پنجم سفیان معاویہ باغیہ کا ہے جیسا کہ طبری اور ابن ابی الحدید
نے کہ دونون معتمدین اہلسنت سے ہین یہ خط معاویہ کا جو حضرت امیر المومنینؑ کو لکھا تھا نقل کیا ہے اور چونکہ وہ طولانی ہے اسواسطے
خلاصہ اسکا موافق اپنے مطلب کے انتخاب کیا گیا اور وہ یہ ہے کہ معاویہ لکھتا ہے جناب امیرؑ کو کہ لقد حسدت ابا بکر والتویت علیہ ورمت
افساد امرہ وقعدت فی بیتک عنہ واستغویت عصابۃ من الناس حتی تاخروا عن بیعتہ ثم
کرہت خلافۃ عمر وحسدتہ واستطلت مدتہ وسررت بقتلہ واظہرت الشماتۃ بمصابہ حتی انک حاولت قتل ولدہ لانہ قتل
قاتل ابیہ ثم لم یکن اشد حسداً منک لابن عمک عثمان نشرت مقابحہ وطویت محاسنہ وطعنت فی فقہہ ثم فی دینہ ثم فی
سیرتہ ثم فی عقلہ واغریت بہ السفہاء من اصحابک وشیعتک حتی قتلوہ بمحضر منک لا تدفع عنہ بلسان ولا ید وما من ہولاء الا من بغیت علیہ و
تلکات فی بیعتہ حتی حملت الیہ قہراً تساق بحزائم الاقتسار کما یساق الفحل المخشوش ثم نہضت الآن تطلب الخلافۃ وقتلۃ عثمان خلصاؤک وسجراؤک والمحدقون بک
وتلک من امانی النفوس وضلالات الاہواء فدع اللجاج والعنت جانباً وادفع الینا قتلۃ عثمان واعد الامر شوریٰ بین المسلمین لیتفقوا علی من ہو للہ رضا فلا بیعۃ لک فی اعناقنا ولا طاعۃ لک
علینا ولا عتبیٰ لک عندنا ولیس لک ولاصحابک عندی الا السیف والذی لا الٰہ الا ہو لاطلبن قتلۃ عثمان این کانوا وحیث کانوا حتی اقتلہم او تلحق روحی باللہ تحقیق کہ حسد کیا تمنے ابوبکر کا اور چاہا تمنے
کہ اسکی خلافت درہم و برہم ہو جائے اور بگڑ جائے اور اسکی بیعت سے بیٹھ رہے تم اور ایک جماعت کو تمنے بہکایا تا اینکہ انہون نے
ابوبکر کی بیعت سے دیر کی پھر بعد تمنے عمر کی خلافت سے کراہت کی اور اوسپر حسد کیا اور اسکی خلافت کے طول زمانہ کو ناگوار سمجھے اور اسکے
قتل ہونے سے خوش ہوے اور اسکی مصیبت پر طعن کیا یہانتک کہ تمنے ارادہ کیا قتل کا ابن عمر کی کہ اوسنے عمر کے قاتل کو قتل کیا پھر تمنے عثمان
کا حسد کیا اسطرح کہ ایسا کسی نے حسد نہ کیا ہوگا اور اسکی عیبونکو تمنے ظاہر کیا اور اسکی بھلیونکو چھپایا اور طعن کیا تمنے اسکے دین اور
عقل اور سیرت پر اور ورغلایا اس پر احمقونکو اپنے شیعون سے یہانتک کہ انہون نے عثمان کو قتل کیا تمہارے سامنے
اور تمنے اپنی زبان اور ہاتھ سے اُن لوگون کو دفع نہ کیا اور تینون خلیفون مین کوئی ایسا نہین کہ جسپر تمنے حسد نکیا
اور اس سے روگردانی نکی اور مخالفت اوسکی نکی اور اسکی بیعت کرنے مین مساہلہ نکیا ہو یہانتک کہ تم کو اسکی بیعت کیلئے
کھینچ لے گئے جسطرح شتر نر کو ساتھ مہار کے کھینچتے ہین اب تم خلافت طلب کرتے ہو اور حال یہ ہے کہ عثمان کے مار ڈالنے
والے سب تمہارے دوست ہین اور تمہارے ساتھ رہتے ہین ان باتون کے ساتھ آرزو خلافت رکھنا خواہشون نفسانی سے ہے
پس چاہیے کہ تم سرکشی چھوڑدو اور عثمان کے قاتلون کو ہمارے حوالہ کردو اور آیندہ کار خلافت مسلمانون کی مشورہ پر
چھوڑدو تا اینکہ متفق ہون اس شخص پر کہ جسمین رضامندی خداے تعالیٰ کی ہو اور تمہاری بیعت ہماری گردنون
پر نہین ہے اور تمہاری بیعت ہمپر لازم نہین ہے اور تمکو نہین پہنچتا کہ تم ہمارے کامونکا ہم سے مواخذہ کرو اور تمہارے رفیقونکے
لیے میرے پاس سواے تیغ آبدار کے نہین ہے قسم ہے خدا کی کہ عثمان کے قاتلونکو مین طلب کرونگا جس جگہ ہون یہانتک کہ مین

انکو قتل کروں یا میں مر جاؤں انتہے پس جب یہ نامہ معاویہ باغیہ کا حضرت امیر المومنینؑ کو پہنچا تو اُس جناب نے اُسکے جواب میں لکھا
کہ فنحن مرۃ اولی بالقرابۃ وتارۃ اولی بالطاعۃ ولما احتج المہاجرون علی الانصار یوم السقیفۃ
برسول اللہ فلجوا علیہم فان لم یکن الفلج بہ فالحق لنا دونکم وان یکن بغیرہ فالانصار علی دعواہم
وزعمت انی للخلفاء حسدت وعلی کلہم بغیت فان یکن ذلک کذلک فلیس الجنایۃ علیک
فیکون العذر الیک وتلک شکاۃ ظاہر عنک عارہا وقلت انی کنت اقاد کما یقاد الجمل المخشوش
حتی ابایع ولعمر اللہ لقد اردت ان تذم فمدحت وان تفضح فافتضحت وما علی المسلم من غضاضۃ فی ان یکون مظلوما ما لم یکن شاکا فی دینہ ولا مرتابا
بالیقینہ فہذا حجتی الی غیرک قصدہا اور یہ خط بقدر حاجت تھوڑا سا نقل کیا اور ترجمہ اسکا یہ ہے کہ اے معاویہ ہم از راہ قرابت رسول بھی نزدیک
تر ہیں اور از روے اطاعت کے بھی اولی اور احق ہیں کہ خداوند عالم نے آیہ اولی الامر میں ہماری اطاعت سب خلق پر واجب اور لازم
کی ہے اور جب کہ مہاجرین روز سقیفہ انصار پر حجت لائے تھے کہ پیغمبر ہم میں سے ہے پس اگر یہ حجت تمام ہے تو ہم اسی ہی حجت کے ساتھ اولی ہیں بہ
خلافت کے تم سے اور اگر حجت تمام نہیں تو انصار اپنے دعوی خلافت پر باقی ہیں اور تو نے گمان کیا کہ میں نے خلفا کا حسد کیا اگر یہ امر درست
ہے تو کچھ تیرا قصور نہیں کیا تاکہ تیری رضامندی اور معذرت درکار ہو اور اُس امر میں کچھ عیب و عار و ننگ تیری طرف عائد نہیں اور تجھے کچھ
تعلق اس کا نہیں اور یہ جو تو نے لکھا کہ تم مانند اُس اونٹ کے ہو کہ اُسکو مہار پکڑ کے کھینچتے ہوں بیعت کیواسطے کھینچے جاتے تھے
پس قسم ہے خدا کی کہ تو نے میرے اس امر سے مذمت چاہی تھی اور حالانکہ درحقیقت تو نے میری مدح کی اور چاہتا تھا
میری فضیحت کو حالانکہ تو خود فضیحت ہو گیا اور اس میں مومن کیواسطے کیا نقصان اور عیب ہے کہ وہ مظلوم ہووے
اور لوگ اُس پر ظلم و تعدی کریں جب تک کہ اُسکو اپنے دین میں شک عارض نہوا ہو اور یہ کلام تیرا حجت ہے میری طرف
غیر تیری کے کہ وہ اس کلام سے مظلومی اور مجبوری میری بیعت جبری میں ثابت کریں گے تمام ہوا ترجمہ کلام معجز نظام
جناب امیرؑ کا اور بھی خطبہ شقشقیہ میں اُس حضرت نے اول سے آخر تک مظلومیت اور مغصوبیت حق خلافت اپنی بکمال
وضوح بیان فرمائی ہے جو شخص چاہے رجوع کرلے اور یہ خطبہ کتاب نہج البلاغہ میں مذکور ہے اور صاحب قاموس اور صاحب
نہایہ اور صاحب مجمع البحار وغیرہم نے فضلائے اہلسنت سے اوسکی صحت کی گواہی دی ہے اور ابن ابی الحدید نے کہ
فاضل معتمد اہل خلاف کا ہے اقرار کیا ہے کہ کلمات ظلم و شکایت غاصبین خلافت کی بکثرت اور تواتر اون حضرت
سے ثابت ہوئے ہیں جیسا کہ لکھا ہے کہ بکرات و مرات حضرت فرماتے تھے فی ما زلت مظلوما منذ قبض اللہ نبیہ الی یومنا
ہذا یعنی میں ہمیشہ ظلم و ستم کیا گیا ہوں جب سے جناب رسول خدا نے وفات پائی اور لکھا ہے کہ اسی قبیل سے ہے کلام آنحضرت
کا اللہم اخز قریشا فانہا منعتنی حقی وغصبتنی امری یعنی بار خدایا خم کر تو کمر قریش کی پس بتحقیق کہ انہوں نے حق
میرا چھین لیا اور غصب کیا مجھسے امر خلافت کے تئیں اور بھی فرمایا آنحضرت فجزت قریشا عنی الجوازی فانہم ظلمونی حقی
واغتصبونی سلطان ابن امی یعنی جزائے بد دیوے جاویں قریش پس بتحقیق کہ ظلم کیا انہوں نے اوپر میرے

اور غصب کیا مجھسے سلطنت پسر عم اور بھائی میری کی اور بھی ابن ابی الحدید لکھتا ہی کہ ایک شخص کی نالہ و فریاد کی آواز حضرت
کی کان مین پہنچی تھی کہ وہ کہتا تھا انا مظلوم فرد یعنی مین مظلوم ہون اور تنہا ہون اسوقت وہ جناب فرماتے تھے کہ ای شخص
یہان آ کہ ہم اور تو دونون ہمدردہین باہم فریاد و نالہ کرین کہ ہم پر بھی ظلم و ستم واقع ہوا ہے اور بھی لکھا ہی کہ اُس جناب نے حق شیخین
کے فرمایا کہ اصغیا باناءنا و حملا رقاب الناس علی رقابنا یعنی اِن دونون نے کج کیا برتنون ہماری کے
تئین اور سوار کیا اُنھون نے لوگون کو اوپر گردنون ہماری کے اور بھی وہ حضرت فرماتے تھے کہ ما زلت مستاثرا علی
مد فوعا عما استحقہ و استوجبہ یعنی ہمیشہ اختیار کیا اور ترجیح دیا اوپر میرے غیر میرے کو کہ لایق امامت اور خلافت کے نہ تھا
اور ہمیشہ دفع کیا گیا اور باز رکھا گیا مین اپنی حق سے کہ مین استحقاق اُسکا رکھتا تھا اور شیث ابن تخبسہ روایت کی ہی کہ اُس نے کہا کہ
اِس اثنا مین کہ حضرت امیر المومنین خطبہ پڑھتے تھے کہ ناگاہ ایک اعرابی آیا اور آواز فریاد و نالہ اور کلمہ وا مظلمتاہ کی اسنے بلند کی حضرت
نے اُس سے فرمایا کہ قریب آ جب قریب آیا تو فرمایا کہ لقد ظلمت عدد الحجر والمدر یعنی اے اعرابی اضطراب نکر کہ مین ظلم کیا گیا ہون بقدر
شمار سنگریزے اور کلوخ کے پس وہ لوگ جو اِس امر کا دعوی کرتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ابو بکر سے بیعت کی اونسے کہنا چاہیے کہ تم کس دلیل
اور کس حجت سے کہتے ہو اِن روایات منقولہ مذکورہ سے تو یہ ظاہر ہوا کہ اِس جناب نے بیعت ابی بکر سے انکار کیا اور کہا کہ یہ حق میرا ہے نہ تیرا
اور سواے اُسکے ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہی فی حدیث علی لنا حق ان نعطہ ناخذہ وان نمنعہ نرکب اعجاز الابل
وان طال السری الرکوب علی اعجاز الابل شاق ای ان منعنا رکبنا علی الابل ترکب المشقۃ صابرین علیہا وان طال الامد قبل
اعجاز الابل مثل التاخیر عن الحق الذی کان لہ و تقدم غیرہ وانہ یصبر علی ذالک وان طال مدہ ای ان قبل منہ صلواۃ اناقو منا
وان اخرنا صبر علی الاثرہ وان طالت الایام یعنی یہ حدیث علیؑ کی ہی کہ وہ جناب فرماتے ہین کہ خلافت حق ہمارا ہے
اگر دی جائین گے ہم حق اپنا لیوین گے ہم اسکو اور اگر منع کئے جائین ہم اُس سے پس سوار ہونگے ہم اعجاز ابل کو اگرچہ دراز ہو
مدت ابن اثیر شرح مین اِس حدیث کی لکھتا ہی کہ سوار ہونا اوپر پیٹھ شتر کے شاق و دشوار ہے اگر منع کئے جاوین اپنے
حق سے تو سوار ہون اوپر شتر کے جگہہ مشقت کی صبر کرنیوالے اوپر اُسکے اگرچہ دراز ہو مدت اور بعضون نے کہا کیا اعجاز الابل
مثل تنہائی کا واسطے متاخر ہونے اُس حضرت کی اُس حق سے کہ تھا واسطے اُسکے اور متقدم ہونے غیر اُسکی کے اور یہ کہ صبر کیا
اُس جناب نے اگرچہ دراز ہوئی مدت یعنی اگر متقدم ہوتے ہم واسطے امامت کے پس متقدم ہوتے اور جو موجر ہوئے تو صبر کیا
اوپر اثر اُسکے اور اگرچہ دراز ہون ایام پس یہ کلام اُس جناب کا دلالت تمام رکھتا ہی عدم رضا پر پس اگر وہ جناب راضی ہوتے
تو چھ مہینہ تک بیعت سے انکار کیون کرتے اور گھر اپنا کیون جلواتی گردنمین رسی کیون بندھواتے اور ایک فایدہ جلیلہ اِن
روایات پر یہ مترتب ہوا کہ اجماع انکا کہ سبب خلافت خلفا کی ثابت کرتے ہین باطل ہوا اسواسطے کہ مراد اجماع سے اُن کے
نزدیک یہ ہی کہ اتفاق کرین جمیع اہل حل و عقد امت محمدؐ کی ایک امر پر ایک آن مین پس جبکہ رئیس اہل حل و عقد جناب علیؑ اور
زبیر اور تمامی بنی ہاشم اور قبیلہ بنی اسلم وغیرہ نے اُس آن مین بیعت نکی تو اتفاق جمیع اہل حل و عقد کا ایک وقت مین نہ ہو

اور جبکہ اجماع کہ جو حجت انکی ہی خلافت جناب عتیق پر منعقد نہوا تو خلافت بھی اونکی باطل ہوئی سوائے اسکے جناب امیر بالتحقیق
فریقین محفوظ اور معصوم تھے اور رسولخدا نے اونکے حق مین فرمایا تھا رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار
یعنی رحم کرے اللہ علی پر اے بار خدایا پھیر دے حق کو ساتھ علی کے جسطرف کہ علی پھرے چنانچہ مشکوۃ شریف مین یہ حدیث
لکھی ہوئی ہے پس جس صورت مین کہ علی سب خطا اور گناہ سے نزدیک دو نو فرقون کے پاک ہوئے اور حق اونکو تابع ہوا تو
جو فرماوینگے وہ حق ہوگا تو یہ بات بھی اُس جناب کے کہ خلافت حق میرا ہی اور مین اسکا مستحق ہون اور بیعت مجھسے کرنی
چاہیے نہ تم سے اور سلطنت رسول کو اون کے گھر سے اپنے گھرون مین نقل نکرو صحیح اور حق ہوگا اور جب یہ بات حق ہوئی
تو خلافت خلفا کی باطل ہوئی پس یہ کیفیت بیعت کرنے جناب امیر علیہ السلام کے ابوبکر سے اور بر طریقہ اہل تسنن کے تمام احوال
بیعت مذکور کا بطور فرقہ تحفہ امامیہ اثناعشریہ کو سنا چاہیے اور جھوٹ اور سچ کو روایات فریقین سی تمیز دیکر اپنی خاطر نشان
کر لینا چاہیئے فاعلم ایھا اللبیب ھداک اللہ الی الصراط المستقیم کتب فرقہ شیعہ مین صورت اس قصہ کے اس طرح پر ثبت ہی
کہ جیساکہ شیخ طبرسی قدس سرہ نے احتجاج مین باسانید صحیحہ بیان کیا ہی کہ جب مرض الموت نے جناب رسول خدا پر شدت
کی تو حضرت نے انصار کو طلب کیا اور جناب علی اور عباس پر تکیہ فرماکر دولت سرا سے برآمد ہوئے اور ستون مسجد سے
تکیہ کر کر ایک خطبہ بکمال فصاحت و بلاغت ادا کیا اور بعد حمد و ثنا کے اپنی اہلبیت کی حق مین وصیت اور نصیحت فرمائی
اور ارشاد کیا کہ ایھا الناس کوئی پیغمبر دنیا سے تشریف نہین لے گیا مگر یہ کہ اپنی امت مین خلیفہ چھوڑا اور مین بھی
تم مین دو امر گرانمایہ اور بزرگ چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا دوسری اہلبیت اپنی جو شخص ان کو ضائع کریگا خدا اوسکو
ضائع کریگا پس تم سب اِن دونون امر کی رعایت بہت کرنا پھر حکم دیا اسامہ کو کہ لشکر اپنا شہر سے باہر لیجائے اور
اس امر مین بہت مبالغہ فرمایا جیساکہ اپنی جگہہ پر ثابت ہی پس حسب الحکم اسامہ لشکر کو شہر کے باہر لیگیا اور ایک فرسخ
مدینہ سی باہر جاکر قیام کیا اور شیخین یعنی ابوبکر اور عمر بھی اس لشکر مین شریک تھے دو روز تک لشکر باہر پڑا رہا تیسرے
روز دوشنبہ کی چاشت کو حضرت نے انتقال فرمایا یہ خبر سنکر اکثر آدمی لشکر سے پھر آئے اور مدینہ مین ایک برہمی
پڑ گئی حضرت ابوبکر ناقہ پر سوار ہوکر شہر مین آئے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوکر فریاد کی اور کہا کہ ایھا الناس کیون
ایسے مضطر ہوتے ہو اگر محمد مر گئے پروردگار محمد تو نہین مرا وہ تو زندہ ہے اور یہ آیہ وما محمد الا رسول الخ یعنی نہین ہے
محمد مگر رسول کہ پہلے اوسکے بہت سی رسول گزر گئے اگر وہ مر جائے یا مارا جائے تو تم دین سے پھر جاوگے اور جو دین سی
پھر جاویگا خدا کو ضرر نہ پہنچائیگا اس اثنا مین انصار نے سعد بن عبادہ پر جمعیت کی اور سقیفہ بنی ساعدہ مین لائے
کہ اُس سے بیعت کرین یہ سنکر فوراً ابوبکر سقیفہ کی طرف دوڑے اور ابو عبیدہ کو کہ ہم سوگند انکا تھا ہمراہ لیگئے دیکھا
کہ جماعت انصار کی جمع ہی اور سعد بسبب بیماری کے اُن مین لیٹا ہی غرض کہ انصار مین اور مہاجرین مین منازعت
اور جھگڑا شروع ہوا اور بعد قیل و قال بسیار کے ابوبکر نے انصار سے کہا کہ مین تم سے چاہتا ہون کہ تم ابو عبیدہ کی

یا عمر سے بیعت کرو کہ ان دونوں میں سے اس امر کیواسطے پسند کیا ہے ابوعبیدہ اور عمر نے کہا کہ ای ابوبکر ہم تمہارے ہوتے ہم سزاوار
خلافت کے نہین ہین اور تمپر تقدیم نہین کر سکتے کہ تم سابق الاسلام ہو کہ ہم سب سے پہلے اسلام لائے ہو اور تم نے نماز پڑھوائی
ہے انصار نے کہا کہ ہم ڈرتے ہین کہ کوئی اور شخص غالب ہو جاوے اس امر پر کہ نہ وہ ہم مین سے ہو اور نہ تم مین سے پس ہم اپنے واسطے
ایک امیر مقرر کرین اور تم اپنے واسطے ایک امیر مقرر کرو ابوبکر نے فضیلت مہاجر اور انصار کی بیان کی اور کہا کہ ای گروہ
انصار مہاجر امیر ہون اور تم وزیر یہ سنکر عمر نے کہا کہ دو تلوارین ایک غلاف مین نہین سماتین اور عرب بھی تمہاری خلافت
پر راضی نہون گے اور یہ نہین ہو سکتا کہ امام اُس گروہ سے ہو کہ جس گروہ سے پیغمبر نہو اور ہم عشیر اور کنبہ پیغمبر کے ہین
اور جو میرے کہنے کو نہ مانیگا تو مین اُسکی ناک کاٹ ڈالونگا بشیر بن سعد کہ بزرگان انصار اور قبیلہ اوس سے تھا اور
انصار سعد کے واسطے چاہتے تھے اور سعد قبیلہ خزرج سے تھا اس سبب بشیر اُسپر حسد کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ اسکو خلافت
نہو اور قریش کی خلافت کیطرف مائل تھا اور سب کو قریش سے بیعت کرنے پر ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ مہاجرین سے
بیعت کرو اور کہنا اُسکا فقط توطیہ اور تمہید تھا اپنی خلافت کیواسطے کہ یہ مشورہ آپس مین ہو چکا تھا کہ مین تمہاری بیعت
کے واسطے کہونگا تم مجھسے بیعت کر لینا کہ تمہین دیکھکر سب بیعت کر لین گے پس ایسا ہوا کہ انہون نے کہا کہ ہم تمہارے
ہوتے کسی اور سے بیعت نہین کرتے تم ہاتھ اپنا بڑھاو کہ ہم تم سے بیعت کرین بشیر نے کہا کہ مین اس بیعت مین تمہارے
شریک ہون قبیلہ اوس نے جو سخن بشیر کا سُنا تو انہون نے بھی ابوبکر سے بیعت شروع کی اور اسقدر ہجوم لائے کہ قریب
تھا کہ سعد آدمیون کے پاؤن کے نیچے پسکر مر جائے اور ہلاک ہو کہ اس مین وہ پکارا کہ ای یارو مجھے مار ڈالا تمنے عمر نے کہا کہ
ہلاک کرو سعد کو خدا ہلاک کرے سعد کو غرض سعد کے بیٹے نے جو یہ دیکھا کہ نام اوسکا قیس تھا دوڑا اور ہاتھ سے عمر کی ڈاڑھی
پکڑ کر کہا کہ ای پسر ضحاک حبشیہ جنگ شیرون سے ترسان و گریزان ہو کر محل امن مین ہے اگر میرے باپ کا ایک بال بیکا
ہو اتو ایک دانت تیرے مُنہ مین باقی نچھوڑونگا یہ کہکر سعد کے قبیلہ والے اُسکو اُٹھا کر لیگئے مگر اُس نے یعنی سعد نے ابوبکر
سے بیعت نکی جبتک کہ زندہ رہا اور آخر وقت شب اُسکو تیر مارا اور تہمت جن پر رکھی یعنی شہرت دی کہ سعد کو جن نے
قتل کیا الغرض کہ سب انصار نے اور جو لوگ کہ مدینہ مین اوسوقت حاضر تھے ابوبکر سے بیعت کی الا جناب امیر المومنینؑ نے
کہ وہ جناب تجہیز اور تکفین اور تغسیل جناب رسول خدا مین مشغول تھے سلیم بن قیس ہلالی کہتا ہے کہ مین نے سلمان سے سُنا
کہ جب جناب رسول مقبول نے رحلت کی تو حضرت ابوبکر اور عمر نے انصار پر اُن باتون سے حجت پکڑی کہ جن باتون کے
ساتھ چاہیے کہ جناب علی حجت پکڑتے یعنی کہا کہ ای انصار قریش امر خلافت مین تم سے احق ہین اسواسطے کہ حضرت رسول
قریش سے تھے اور مہاجر تم سے بہتر ہین کہ قرآن مین انکو انصار سے پہلے بیان کیا ہے اور اونکو تفضیل دی ہے اور جناب
رسول خدا نے فرمایا ہے کہ امام قریش سے ہون گے پھر سلمان کہتے ہین کہ مین جناب امیر کی خدمت مین گیا اور اس ماجرے
کی خبر دی حضرت نے فرمایا کہ ای سلمان تمنے جانا کہ اول جس نے کہ ابوبکر سے بیعت کی وہ کون تھا عرض کی کہ سب سے

پہلے بشیر نے بیعت کی تھی اور بعد اُسکے ابو عبیدہ نے اور بعد اُسکے عمر بن سالم مولائی حذیفہ نے پھر معاذ بن جبل نے
حضرت نے فرمایا اسکو نہین پوچھتا مین پوچھتا ہون کہ جس نے سب سے پہلے منبر پر چڑھ کر بیعت کی وہ کون تھا عرض
کی کہ مین نہین جانتا مگر مین نے دیکھا تھا کہ ایک مرد پیر تکیہ عصا پر کئے ہوئے تھا اور مابین دونون آنکھون کے اُسکے
علامت سجدہ کی نمایان تھے اور بہت عابد معلوم ہوتا تھا جبکہ ابو بکر منبر پر بیٹھا تو اول وہ شخص منبر پر گیا اور کہا کہ الحمد للہ
نہ مامین جب تک کہ تجھے اس جگہ نہ دیکھ لیا ہاتھ کھول پس ابو بکر نے ہاتھ کھولا اور اُس نے بیعت کی اور کہا کہ یہ روز مثل
روز آدم کے ہی پھر منبر پر سے اُتر کر مسجد سے چلا گیا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ اے سلمان تمنے جانا کہ وہ کون تھا کہا نہین
مگر مجھے اوسکا یہ کہنا بہت برا معلوم ہوا اور ایسا معلوم ہوا کہ یہ شماتت کرتا ہی ساتھ وفات رسولخداؐ کے جناب علیؑ نے
فرمایا کہ وہ شیطان تھا مجھے خبر دی تھی رسول خداؐ نے کہ روز غدیر خم جبکہ مجھے خلیفہ اور جانشین اپنا کیا تھا اور خلافت پر بحکم
خدا نصب فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ علیؑ اولیٰ ہی سب سے انکی جانون سے اور حکم کیا تھا کہ حاضرین غائبین کو یہ بات پہنچا دین
جمع ہوئے سب صاحب شیطان کے شیطان کے پاس اور کہا یہ امت مرحوم اور معصوم ہی اور تجھکو اور ہمکو اس امت مرحوم
اور معصومہ پر دست قدرت نہین اسواسطے کہ اس امت نے پناہ لی بعد پیغمبر کی اپنے امام کے ساتھ جانی ہی پس شیطان
مغموم اور محزون ہوا حضرت امیرؑ فرماتے ہین کہ پس رسولخداؐ نے فرمایا کہ جب مین دنیا سے جاونگا اور چند آدمی ظل
بنی ساعدہ مین جمع ہوکر ابو بکر سے بیعت کرین گے تو اسوقت پہلے سب سے جو منبر پر ابو بکر سے بیعت کریگا وہ شیطان
ہوگا کہ بصورت مرد پیر مسجد آئیگا اور ایسا ایسا کہے گا پھر بیعت کر کر باہر جائیگا اور اپنے اتباع کو جمع کریگا کہ وہ سب
اُسکو سجدہ کرین گے اور کہین گے کہ اے سید ہمارے اے بزرگ ہمارے تو ہی ہے کہ آدم کو بہشت سے نکالا ابلیس وہ ان سے
کہیگا کہ کونسی اُمت ہی کہ بعد اپنے پیغمبر کے گمراہ نہوئی تم کہتے تھے کہ مین اس امت پر راہ نہ پاؤنگا دیکھا تمنے کہ کیونکر ان کو
ان کے پیغمبر کی مخالفت پر برانگیختہ کیا سلمان کہتے ہین کہ شب ہوئی تو جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو دراز گوش پر سوار
کر کر اور حسنینؑ کا ہاتھ پکڑ کر ایک ایک مہاجر و انصار کے گھر تشریف لیگئے اور ہر ایک کو حق اپنی خلافت اور امامت
کا یاد دلایا کہ رسول خداؐ تم سب کے سامنے میری واسطے خلافت مقرر کر گئے ہین اور مجھے اپنا خلیفہ فرما گئے ہین تم میری اعانت
کرو اور میرا حق مجھے لوا دو اور مجھسے بیعت کرو کسی نے قبول نکیا مگر چوالیس آدمیون نے اور ایک روایت مین ہی کہ چوبیس
آدمیون نے حضرت نے فرمایا کہ اگر تم سچ کہتے ہو تو صبح کو اپنے سرونکو منڈوا کر اور مسلح ہوکر آؤ ولیکن صبح کو بغیر چار آدمیون
کے کہ سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار تھے کوئی گھر سے باہر نہ نکلا تین شب حضرت اسیطرح ایک ایک کے گھر پھر کر
اور کسی نے بجز انہین چار شخص کے مدد نکی جب جناب امیرؑ نے یہ حال دیکھا کہ یہ لوگ مقام غدر و مکر مین ہین یاری نہین
کرتے تو گھر مین جاکر بیٹھ رہی اور قرآن کے جمع کرنے مین مشغول ہوئی اور جب تک قرآن کو جمع نکر لیا گھر سے باہر تشریف
نلائے اور قرآن متفرق تھا پتون اور تختون اور پوست اور ہڈیون پر لکھا ہوا تھا غرض اس اثنا مین ابو بکر نے

ایک شخص کو حضرت کے پاس بھیجا کہ آنکر بیعت کریں حضرت نے فرمایا کہ مین نے قسم کھائی ہی کہ جب تک مین قرآن کو جمع نکرونگا ردا اوپر دوش کے نڈالونگا یعنی گھر سے باہر نہ نکلونگا مگر نماز کے واسطے یہ سنکر انہون نے چند روز صبر کیا تا اینکہ وہ جناب جمع کرنے قرآن سے فارغ ہوئے اور ایک روز اُس قرآن کو ایک رومال مین لپیٹ کر اور مہر اُسپر کر کر مسجد مین لائے اُسوقت ابوبکر ایک جماعت اصحاب کے ساتھ مسجد مین حاضر تھے حضرت امیرؑ نے باواز بلند ندا کی کہ ایہا الناس جسوقت جناب رسولخدا دنیا سے تشریف لیگئے تو مین اونکی تجہیز اور تغسیل اور تکفین مین مشغول ہوا اور اُس جناب کو مدفون کیا بعد اُسکے اس قرآن کو کہ جو اس جامہ مین ہی مینے جمع کیا اور کوئی آیہ نہین ہے کہ جسکو مین نے رسولخدا سے نہین پڑھا اور اُسکی تاویل حضرت نے مجھے نہین تبلائی ہیں تم قیامت مین یہ نہ کہنا کہ مین اس سے غافل تھا اور نہ کہنا کہ مین نے تمہین اپنی مدد او یاری کے لئے طلب نہین کیا اور اپنے حق کو یاد نہین دلایا اور تمکو کتاب خدا کی طرف دعوت نہین کی یہ سنکر عمر نے کہا کہ وہ قرآن کہ جو ہمارے پاس ہے ہمکو وہی کافی اور وافی ہے اور تمہارے قرآن کیطرف کچھ حاجت نہین ہی حضرت نے فرمایا کہ پھر کبھی اس قرآن کو نہ دیکھو گے تا اینکہ مہدی میرے فرزندون مین اُسکو ظاہر کریگا یہ کہکر اپنے دولت سرا کو مراجعت فرمائی پس عمر نے جناب عتیق سے کہا کہ تو کسی شخص کو علیؑ کے پاس بھیج کہ وہ آنکر بیعت کرین اور جب تک وہ بیعت نکرینگے مین ایمن اور بے نڈر نہونگا اونکی جانب سے یہ سنکر حضرت امیرؑ سے کہلا بھیجا کہ بیعت کرو آنکر خلیفہ رسولؐ کی حضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ کیا جلد رسولخدا پر تم سب نے جھوٹ باندھا ابوبکر اور جو کوئی کہ اُسکے پاس ہین خوب جانتے ہین کہ جناب رسولخداؐ نے سوا میرے اور کسیکو وصی اور خلیفہ اپنا نہین کیا دوسری دفعہ پھر ابوبکر نے ایک شخص کو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آنکر امیر المومنین کی بیعت کرو جناب امیرؑ نے یہ سنکر از راہ تعجب فرمایا کہ سبحان اللہ ابھی تھوڑا سا زمانہ گزرا ہی کہ پیغمبر خدا تم مین سے گئے ہین اور وہ خود بھی جانتا ہے کہ لقب امیر المومنین کا سواے میرے اور کسی کے واسطے صلاحیت نہین رکھتا وہ بھی اُس جماعت مین تھا کہ حضرت رسول نے سبکو حکم کیا تھا کہ مجھپر سلام کرین امیر المومنین کہکر اور اُسوقت اُس نے اور عمر نے اور سب اُسکے اصحاب نے رسولخدا سے پوچھا تھا کہ جو آپنے ہمین حکم کیا ہی کہ علیؑ پر سلام کرو امیر المومنین کہکر حکم خدا سے ہی یا فقط آپکے حکم سے حضرت نے فرمایا کہ ہان بحق و راستی کہ یہ امر جانب خدا و رسولخدا سے ہی اور امیر سب مومنونکا ہی اور سید مسلمانون کا خدا قیامت مین اُس کو صراط پر بٹھلائیگا کہ اپنے دوستونکو بہشت مین بھیجے اور اپنے دشمنونکو جہنم مین غرض جب یہ خبر لیکر حضرت ابوبکر کے پاس گئے تو وہ سنکر چپ بیٹھ رہے پس جناب امیرؑ اُس شب پھر فاطمہؑ اور حسنینؑ کو لیکر واسطے اتمام حجت کے جمیع اصحاب رسول مقبول کے گھر تشریف لیگئے اور سب سے مدد و یاری طلب کی بجز چار آدمیون کے کسی نے اجابت نکی پھر عمر نے ابوبکر کو برانگیختہ کیا اور کہا کہ تو کیون نہین بھیجتا کسیکو کہ علیؑ کو بیعت کرنیکے واسطے لاوے ابوبکر نے کہا کہ کسکو بھیجون عمر نے کہا کہ قنفذ کو بھیج کہ وہ مرد درشت بے شرم بےحیا تمیمی بنی عدی سے ہے ابوبکر کو یہ صلاح عمر کی پسند آئی اور قنفذ کو ایک جماعت اعوان کے ساتھ بھیجا جب یہ گروہ دولتسراے جناب امیرؑ پر آئے اور رخصت داخل ہونیکی گھر مین دختر رسول اللہ سے

چاہئی اُس جناب نے حضرت ندی اصحاب قنفذ ابو بکر کے پاس آئی اور حال بیان کیا کہ وہ جناب رخصت گھر مین آنے کی
نہین دیتین عمر نے کہا کہ نہین عورتون کے کلام سے کیا کام تم بلا استرضا اور بدون رخصت گھر مین چلے جاؤ اور علیؑ کو
پکڑ لاؤ یہ کہکر خود بھی اپنی ہمراہیون کو لیکر کھڑا ہو گیا اور آگ اور لکڑیان بہت سی لیکر خانہ ملائک کاشانہ جناب فاطمہ
علیہا التحیہ پر چڑھ آیا اور گرد خانہ وہ لکڑیان چن دین اور اسوقت اُس گھر مین جناب امیرؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ اور اہلبیت
جمع تھے پس عمر نے دروازہ پر کھڑے رہکر باواز بلند کہا کہ اے علیؑ باہر آؤ اور خلیفہ رسول سے بیعت کرو اور نہین تو
مین اس گھر کو آگ لگا دیتا ہون پس جناب فاطمہؑ دروازہ پر تشریف لائین اور فرمایا کہ اے عمر تو ہم سے کیا چاہتا ہے عمر نے
کہا کہ تم دروازہ کھول دو تاکہ ہم اندر آئین اور جو تم دروازہ نکھولو گی تو ہم اس گھر کو تم سب پر جلا دین گے جناب فاطمہؑ دختر رسول اللہ
نے کہا کہ اے عمر تو خدا سے خوف نہین کرتا اور ہمارے گھر مین ارادہ آنیکا کرتا ہے یہ سنکر عمر نے اُس حبیبہ حبیب خدا کے جواب مین کہا
کہ مجھے اس امر مین کسی طرح کا خوف نہین اور نہ تمہارا کچھ پاس و لحاظ غرض کہ ہر چند جناب سیدۂ زنان عالم نے خلافت مآب
کو فہمائش کی اون کے سمجھ مین کچھ نہ آیا اور آخر کار دروازہ باب مدینہ العلم اور دختر رسولخدا کو آگ لگا دی اور جب جناب فاطمہؑ
نے یہ حال دیکھکر فریاد وا ابتاہ اور وا رسول اللہ کی بلند کی اور روئین تو عمر ابن الخطاب نے یہ تعظیم کی دختر نیک اختر رسول
انام کی کہ غلاف شمشیر پہلو پر اور تازیانہ درع پر اُس معصومہ کے مارا اُس جناب کو کمال حزن و ملال طاری ہوا اور رخ سوے
قبر اطہر جناب رسول کے فرما کر پکاری کہ اے پدر بزرگوار ابوبکر اور عمر نے تیری اہلبیت کے حق مین کمال بد عہدی کی اور تم سے جو عہد
کیا تھا اسکو توڑ ڈالا اور تمہارے کہنے پر کچھ عمل نکیا جناب علیؑ نے جو یہ دیکھا تو حضرت کو تاب صبر نرہی دوڑکر گریبان خلافت
مآب کا پکڑ لیا اور زمین پر دے مارا کہ بینی مبارک خلیفہ صاحب کی شکست نصیب ہوئی اور گردن شریف کو اسقدر پیچ دیا
کہ قریب تھا کہ تن سے جدا ہو جائے اُسوقت خلیفہ صاحب اپنی زندگی سے مایوس ہوئے لرزہ بدن مین پڑ گیا مثل بید کانپنے
لگے کہ اس مین جناب علیؑ کو وصیت رسولخدا کی یاد آئی کہ اُس جناب نے ارشاد کیا تھا کہ اے علیؑ اگر تم یار و مددگار نہ پاؤ تو صبر
کرنا اور تلوار نہ کھینچنا چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ بحق اُس خداوند عالم کے کہ جسنے محمدؐ کو گرامی کیا ساتھ پیغمبری کے
اے پسر صہاک اگر تقدیر خدا اسطرح پر جاری نہوتی اور رسولخداؐ اسباب مین مجھے صبر کا حکم نفرماتے اور عہد نہ لیتے تو تو جانتا کہ
بے رخصت میرے گھر مین کسطرح داخل ہوتا خلیفہ صاحب استخلاص اپنا غنیمت جانکر شتابی سے اپنے لشکر مین آن ملے اور
پھر لشکر کو اپنی مدد کیواسطے ہمراہ لیکر آئے اور ایک روایت مین ہے کہ خلیفہ صاحب اُسوقت پکارے کہ اے یارو دوڑو اور مجھے
علیؑ کے ہاتھ سے چھڑاؤ یہ سنکر رفقائی حضرت فاروق دوڑے اور اونکی چھڑانیکے لئے بلا اذن گھر مین اُس جناب کے گھس گئے
جناب امیرؑ نے بھی اپنی تلوار اٹھائی قنفذ یہ دیکھکر ڈرا اور خیال کیا کہ اگر علیؑ تلوار کھینچین گے تو ایک کو زندہ نچھوڑین گے یہ
سمجھکر مع رفقا ابوبکر کے پاس بدحواس دوڑا اور ماجرا بیان کیا ابوبکر نے کہا کہ اگر علیؑ بیعت کرنے نہین آتا تو تم اسکے گھر کو
آگ لگا دو قنفذ یہ سنکر آیا اور معہ اپنے ہمراہیون کے بے رخصت حضرت کے گھر مین گھس گیا اور تلوار حضرت کی ہاتھ سے چھین لی اور

اور گلے مین رسی باندھکر کھینچتا ہوا گھر سے باہر نکال لایا اور ابن عباس سے روایت یون ہی کہ خالد نے تلوار جناب امیر پر ماری حضرت نے
تلوار اُسکے ہاتھ سے چھینکر چاہا کہ اوسکو قتل کرین کہ اُسنے حضرت کو قسم دی فوراً اُس جناب نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی پھر عمر نے قنفذ کو بھیجا
کہ اگر حضرت فاطمہ علی کے باہر آنے سے مانع آئین تو اُس دختر رسول اللہ کو بلا دہشت مارنا اور کچھ پروا نکرنا جب قنفذ دروازہ پر آیا اور گھر مین جانیکا
ارادہ کیا تو جناب فاطمہ دروازہ پر تشریف لائین اور اندر آنے سے منع کیا قنفذ نے دروازہ کو اس قوت اور زور سے دھکا دیا اور ڈھولا کہ دروازہ
جناب معصومہ کے پہلو پر گر پڑا اور اُس جناب کی پسلی ٹوٹ گئی اور صدمہ ضرب سے فرزند آپکا کہ حضرت رسول نے شکم ہی مین محسن نام رکھا تھا ساقط
ہوا اور باوجود اس صدمہ پہنچنے کے پھر اُس سیدہ نے قنفذ کو ممانعت کی اُس دشمن خدا نے ایک تازیانہ ایسے زور سے اُس حضرت کے بازو پر مارا
کہ ہڈی بازوے مبارک کی ٹوٹ گئی اور اِسی صدمہ سے وہ جناب شہید ہوئین اور جب وہ معصومہ دنیا سے تشریف لیگئین تو دیکھا کہ
ایک گرہ بزرگ بازو مین رہ گئی تھی غرض جب حضرت امیر کو صدیق اکبر ثانی کے پاس لائے تو عمر تلوار برہنہ کر کر حضرت کے سر پر کھڑا ہوا اور
خالد بن ولید اور ابوعبیدہ اور سالم اور معاذ بن جبل اور مغیرہ بن شعبہ اور اسید بن حضیر اور بشیر بن سعد اور منافقین بھی مکمل اور
مسلح ابوبکر کے گرد آنکر کھڑے ہو گئے اور حلقہ مین انکو لیلیا سلیم بن قیس نے سلمان سے پوچھا کہ کیا یہ لوگ بے اجازت خانہ فاطمہ مین چلے
گئے تھے کہا ہان اور واللہ اوسوقت جناب فاطمہ کے سر پر مقنع بھی نہ تھا اور وہ جناب رسولخدا کو پکارتی تھین اور کہتی تھین کہ اے
رسولخدا کل کی بات ہے کہ تم ہم مین سے تشریف لیگئے ہو آج ابوبکر اور عمر نے تمہاری اہلبیت سے یہ کچھ سلوک کیا یہ سنکر ابوبکر اور اُسکے اصحاب
سب روتے تھے بجز عمر اور خالد اور مغیرہ کے کہ انکو کچھ پروا نہ تھی اور انجام کار عمر نے کہا کہ ہمین عورتون سے کیا کام اور جب جناب امیرالمومنین
علیہ السلام کو عمر کے پاس لائے تو حضرت نے فرمایا کہ بخدا سوگند اگر شمشیر میری ہاتھ مین ہوتی تو تم مجھپر ہرگز غلبہ نپاتے اور واللہ
مین اس امر مین اپنے اوپر آپ ملامت نہین کرتا اسواسطے کہ اگر وہ چالیس مرد کہ جنھون نے مجھسے بیعت کی تھی بیعت میری نہ توڑتے تو
اسی تمہاری جماعت کو پریشان اور متفرق کرتا و لیکن خدا لعنت کرے اونکو کہ جنہون نے بیعت مجھسے کر کر توڑ دی اور جب نظر ابوبکر
کی حضرت پر پڑی تو کہا کہ اب اپنے دست بردار ہو حضرت نے فرمایا کہ ای ابوبکر بہت جلدی کی تو نے اور بمخالفت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ
اور ایذا رسانی اہلبیت کی آخر کس سبب سے تو لوگون سے بیعت چاہتا ہے کل کی بات ہے کہ تو نے بحکم خدا او رسول مجھسے بیعت کی تھی پھر عمر نے
کہا کہ ای علی ان باتونکو چھوڑ دو ہم تمسے ہاتھ نہ اٹھائینگے جب تک کہ تم بیعت نکروگے فرمایا کہ اگر بیعت نکرون تو کیا کروگے کہا کہ
تمھین بذلت قتل کرینگے کہا کہ اسوقت مارا ہوگا تمنے بندۂ خاص خدا اور برادر رسول خدا کو ابوبکر نے کہا اور بروایت ابن عباس
عمر نے کہا کہ بندہ خدا کا ہونا تو مسلم لیکن بھائی رسول کا ہونا غیر مسلم فرمایا کہ ای عمر تو اس سے انکار کرتا ہے کہ مجھے رسول خدا نے بھائی اپنا کیا
کہا ہان پس اوس جناب نے صحابہ کیطرف خطاب کر کے فرمایا کہ ای گروہ مہاجر و انصار تمکو قسم دیتا ہون خدا اور رسول کی کہ تم نے رسولخدا سے
بروز عید غدیر نہین سُنا کہ میری حق مین کیا کیا فرمایا اور غزوہ تبوک مین کیا کیا ارشاد کیا ہے سب نے کہا کہ ہان ہمنے سنا ہے ابوبکر یہ دیکھکر
خائف ہوا کہ مبادا آدمی اونکی ساتھ ہو جاوین اور یاری کرین جلد بول اٹھا کہ ای علی جو کچھ تم کہتے ہو سب حق ہے اور ہمنے اپنی کانون سے سنا ہے
اور سب ہمین یاد ہے لیکن ہمنے بعد اسکے یہ بھی رسول خدا سے سنا ہے کہ تم اہلبیت کو خدا نے برگزیدہ اور گرامی کیا ہے اور تمہارے واسطے اختیار

کیا ہی آخرت کو دنیا پر اور رسالت اور امامت دونون کو تم مین جمع نہین کیا جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے سُنکر
ارشاد فرمایا کہ آیا کوئی شخص ہے کہ تیری گواہی اسبات کی دی عمر نے کہا کہ ابوبکر خلیفہ رسول سچ کہتا ہی البتہ حضرت نے یہ ہی فرمایا
تھا کہ ابو عبیدہ اور سالم مولائی حذیفہ اور معاذ بن جبل نے بھی گواہی دی کہ ہمنے بھی سُنا ہی جو کچھ کہ خلیفہ رسول کہتا ہی جناب امیر
علیہ السلام نے فرمایا کہ وفا کی تم پانچون آدمیون نے اُس صحیفہ ملعونہ پر کہ جسکو تمنے خانہ کعبہ مین باین مضمون لکھا تھا کہ اگر
محمد صلعم مرجائین یا مارے جائین تو ہم نچھوڑین گے کہ خلافت اُسی کی اہلبیت کو پہنچے اور اس حدیث کو اُس ہی جگہ وضع
کیا تھا ابوبکر نے کہا کہ تمنے کیونکر جانا کہ ہمنے ایسا کیا تھا فرمایا کہ ای زبیر اور اے سلمانؓ اور ای ابوذرؓ اور ای مقداد مین
سوال کرتا ہون تمسے بحق خدا کے اور بحق اسلام کے کہ تمنے نہین سنا ہی جناب رسول خدا صلعم سے کہ ان پانچ آدمیون کا
حضرت نے نام لیا تھا اور فرمایا تھا کہ انہون نے ایسا نامہ لکھا ہی اور باہم دیگر یہ عہد و پیمان کیا ہے سبنے کہا کہ ہان آپ
سچ کہتے ہین ہمنے سنا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ ان لوگون نے یہ نامہ لکھا اور آپس مین یہ عہد و پیمان کیا ہے کہ خلافت کو
اہلبیت کی طرف پھرنے دین گے اور اُسوقت آپنے پوچھا بھی تھا کہ ماباپ میری فدا ہون آپ پر ہی اے رسول خدا جب
ایسا کچھ یہ لوگ کرین تو مین اُسوقت کیا کرون حضرت نے فرمایا تھا کہ اگر تو مددگار پاوی تو اُن سے جہاد کرنا اور لڑنا اور اگر
مددگار نہ پاوی تو اپنی محافظت کرنا اور اُن کے شر سے بچنا اور اپنے آپکو قتل نکرانا پس جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر
چالیس شخص کہ جنہون نے مجھسے بیعت کی تھی نہ پھرتے اور بیعت شکنی نکرتے تو مین اُنسے فی سبیل اللہ جہاد کرتا او خدا کی سوگند
کہ یہ خلافت کہ جو ابوبکر اور عمر نے مجھسے غصب کی اُن کی اولاد کو نہ پہنچے گی پس مقداد کھڑے ہوئے اور کہا کہ ای علیؑ اگر
حکم دو تو بخدا سوگند کہ مین اپنی تلوار سے ان کو مارون اور اگر فرماؤ تو انسے باز رہون فرمایا کہ ای مقداد انسے ہاتھ اُٹھالو
جو کچھ کہ رسول خدا نے وصیت کی ہی اور عہد لیا ہی اُسکو خاطر مین لاؤ پھر سلمان کھڑے ہوئے اور کہا کہ بخدا کہ اگر مین جانتا کہ
ان کے ظلم کو دفع کر سکتا اور دین کو غلبہ دے سکتا ہون تو البتہ مین انپر تلوار کھینچتا اور یہانتک مین ان کو مارتا کہ
غالب ہوتا آیا برادر رسول خداؐ اور اوسکے وصی اور خلیفہ کو اس ذلت سے کھینچتے لائے ہو پس بشارت ہو تمکو عذاب الٰہی اور
ناامید ہو نعمتون اور اپنی امیدون سے پس ابوذر کھڑے ہوئے اور کہا کہ ای امت محمد صلعم بعد اپنے پیغمبر کے حیران
ہوئی اور اپنی گناہون مین مخذول اور پریشان خدا تعالٰے فرماتا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوۡحًا وَّ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ
وَ اٰلَ عِمۡرٰنَ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعۡضُہَا مِنۡۢ بَعۡضٍ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ اور آل محمد اخلاف نوح ہین اور آل ابراہیم اور برگزیدہ سلالہ
اسمعیل اور عترت پیغمبر آخر الزمان اور اہلبیت نبوت اور موضع رسالت اور محل آمد و شد ملائکہ اور
مانند آسمان بلند کے محل رحمت الٰہی اور مانند کوہ ہائے زمین کے موجب استقرار زمین اور مانند کعبہ محترمہ کے قبلہ اہل عالم اور
مانند چشمہ صافیہ کے منبع علوم حقہ اور مانند ستارہ ہائے درخشندہ کے ہدایت کرنیوالے خلق کے اور شجرہ مبارکہ ہین
خدا نے اپنے نور کے ساتھ اُن کے نور کی مثل کہی ہے محمد مصطفٰےؐ صلعم خاتم انبیا اور سید اولاد آدم ہین اور علیؑ وصی اوصیا

اور امام اتقیا اور قائد غر محجلین ہین اور وہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور راو آگے ناس مومنین ہین انکو ہی سے لئے حکم مین پھر سلمان
نے کہا کہ مقدم رکھو اُس شخص کو کہ جسکو خدا نے مقدم رکھا ہی اور مؤخر رکھو اُس شخص کو کہ جسکو خدا نے مؤخر رکھا ہی اور وزارت
اور ولایت پیغمبر کی اُس شخص کو دو کہ جسکو خدا نے دی ہی اُسوقت عمر کھڑا ہوا اور کہا کہ ای ابوبکر عبث تو منبر پر بیٹھا ہی علیؑ
تجھسے مقام محاربہ مین زیر منبر بیٹھا ہے اور نہین اٹھتا کہ تجھسے بیعت کرے پس یا تو منبر سے نیچے اوتر یا حکم دی اسکی گردن مارنیکا
اور حسنین علیہم السلام اپنے والد ماجد کے سر پر کھڑے تھے جب انھون نے ذکر قتل کا سُنا تو رونے لگے جناب امیر علیہ السلام نے اونکو
اپنے سینہ پاکیسے لگا کر فرمایا کہ نرو و بخدا اسوگند کہ یہ لوگ تمہاری باپ کے قتل پر قادر نہین ہین پس ام ایمن تشریف لائین اور کہا کہ
ای ابوبکر کیا جلد تو نے اپنا حسد اور نفاق ظاہر کیا عمر نے یہ تشنیع ام ایمن کی سُنکر غیظ مین آیا اور کہا کہ ہم کو عورتونکی باتون سے
کیا کام اور یہ کہکر اونکو مسجد سے نکلوا دیا بعد اسکے بریدہ اسلمی اوٹھا اور کہا کہ تم لوگ ساتھ رسول اور فرزندان رسول کے ساتھ ایسا
سلوک کرتے ہو اور کسطرح پیش آتے ہو ای ابوبکر تجھکو مین مابین قریش کے خوب جانتا ہون اور تیرے اوصاف کو خوب پہچانتا ہون بلکہ
اور سب لوگ بھی تیرے اوصاف سے آگاہ ہین آیا تجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے نہین کہا تھا کہ تم جاؤ اور علیؑ پر سلام کرو بامیر المومنین
کہکر اور تمنے پوچھا تھا کہ آپ یہ بحکم خدا کہتے ہین یا اپنی طرف سے اور حضرت نے فرمایا تھا کہ مین بحکم خدا بھی کہتا ہون اور اپنی طرف سے
بھی کہتا ہون ابوبکر نے کہا کہ ہان سچ ہی اور جسطرح تو کہتا ہی ویسا ہی ہی مگر بعد اسکے رسول مقبول نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پیغمبری
اور خلافت ہم اہلبیت کیواسطے جمع نہین ہوئی ہی بریدہ نے کہا کہ ای ابوبکر تو جھوٹ کہتا ہی بخدا رسول خدا نے ہرگز نہین کہا یہ تو
اپنی طرف سے کہتا ہی اور واللہ کہ جس شہر مین تو امیر ہوگا مین اُس شہر مین نرہونگا عمر نے کہا کہ اسکو مار کر مدینہ سے نکال دو
اور پھر جناب امیرؑ سے کہا کہ اٹھ ای پسر ابوطالب اور بیعت کر حضرت نے کہا کہ اگر بیعت نکرون تو کیا کروگے کہا کہ ہم تمہین قتل
کرین گے حضرت نے تین دفعہ یہ کہا اور یہی جواب پایا اور حجت اونپر تمام کی پس ہاتھ جناب علیؑ کا بلند کیا اور بے اسکے کہ وہ جناب
ہاتھ اپنا کھولین ابوبکر نے ہاتھ اپنا دراز کیا اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر رکھدیا اور بروایت ابن عباس عمر نے جب کہا کہ اگر تم بیعت
نکروگے تو مین تمہاری گردن مارونگا تو حضرت نے فرمایا کہ بخدا اسوگند ای پسر ضحاک تو قادر میرے قتل پر نہین ہی پس خالد ملعون
کھڑا ہوا اور تلوار کھینچی اور کہا کہ واللہ اگر بیعت نکریگا تو مین تیری گردن مارونگا حضرت یہ سُنکر غیظ مین آئے اور اٹھ کر گریبان
خالد کا پکڑ کر اور زنکان دیکر زمین پر دے مارا کہ تلوار اوسکی ٹوٹ گئی سلمان نے کہا کہ اُس جناب کو جب مسجد مین لائے اور
ریسمان حضرت کی گردن مین تھی تو منہ طرف قبر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیا اور فرمایا یا ابن عم اِنَّ
الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي یعنی ای پسر برادر بدرستی کہ قوم نے مجھے ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھے قتل
کرین اور یہ وہ خطاب ہے کہ حضرت ہارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جسوقت کہ اونکی اُمت گوسالہ پرست ہوگئی
تھی فرمایا تھا ایس بیرنے اُس حضرت سے کہا کہ تم بیعت کرو حضرت امیر علیہ السلام نے انکار کیا عمر اور خالد اور مغیرہ اور بہت
سے آدمیون نے جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے تلوار لیکر توڑ ڈالی اور بجبر بیعت لی سلمان کہتے ہین کہ پھر مجھے پکڑ لیا اور

میری گردن کو بل دیا اور گلا گھونٹا آخر بجبر مین نے بھی بیعت کی بلیں ابوذرؓ اور مقدادؓ نے بھی بجبر بیعت کی غرض جناب امیر علیہ السلام
اور ہم چار آدمیون سے بجبر بیعت لی اور زبیر کا امتناع ہم سب سے زیادہ تھا اور جب اس نے بیعت کی تو کہا کہ اے پسر ضحاک بخدا سوگند
کہ اگر یہ گروہ باغی کہ جنہون نے یہ تیری مدد کی نہوتی تو تجھے جرات اور طاقت میری جبر سے نہوتی مین تیرے جبن اور نامردی
کو خوب جانتا ہون عمر یہ سنکر غیظ اور غضب مین آیا اور کہا کہ تو ضحاک کا نام لیتا ہے زبیر نے کہا کہ ضحاک کون ہے کہ جسکا نام نہ لیا جائے
الے آخر المقال جب یہ گفتگو ابوبکر نے سُنی تو وہ دونو صاحبون کو سمجھا کر فیما بین مصالحت کروائی سلیم کہتا ہے کہ مین نے سلمان سے
کہا کہ تو نے بیعت چپکے چپکے کرلی اور کچھ نہ کہا سلمانؓ نے کہا کہ مین نے بعد بیعت کے کہا کہ تم ہلاک ہوئے قیامت تک آیا
تم جانتے ہو کہ تم نے اپنے ساتھ کیا کیا تم نے سنت کافرون کی اختیار کی اختلاف اور افتراق امّت مین ڈالا
سنت پیغمبر سے ہاتھ اٹھایا یہانتک کہ خلافت کو اوسکی معدن سے نکال لیگئے عمر نے کہا کہ تو نے اور تیرے امام نے بیعت
کی جو چاہو سو کہو مین نے کہا رسول خدا سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ تجھپر اور تیرے صاحب ابوبکر پر گناہ مثل گناہ جمیع امّت کے ہے روز قیامت
تک عمر نے کہا کہ اب جو چاہو سو کہو ہم نے تم سے بیعت لی اور ہماری آنکھین روشن ہوئین کہ علیؑ کو خلافت نہ پہنچی سلمان نے کہا
کہ مین گواہی دیتا ہون کہ مین نے رسولخدا سے سُنا ہے اس آیہ کی تفسیر مین فَیَوْمَئِذٍ لَا یُعَذِّبُ عَذَابَهُ اَحَدٌ وَلَا یُوثِقُ وَثَاقَهُ
اَحَدٌ کہ یہ آیہ تیرے حق مین نازل ہوا ہے یعنی عذاب اوسکا سب کفار کے عذاب سے زیادہ ہے عمر نے کہا چپ ہو اور چپ ہو خدا تیری آواز کو بند کرے
حضرت امیر نے سلمانؓ سے کہا کہ مین تمہین قسم دیتا ہون کہ تم چپ رہو سلمان نے کہا کہ اگر امیرالمومنین مجھے چپ ہوجانیکا حکم نہ دیتے
تو مین سب اُن احادیث کو کہ جو رسولخدا سے ابوبکر کی مذمت مین اور اُن آیات کو کہ اسکے حق مین مین نے سُنی ہین سب کو بیان
کرتا جناب فاروق سُنیان نے جو یہ دیکھا کہ مین اُن کی دلائل سے ملزم اور انکی حجتون سے عاجز اور ساکت ہوا تو از روی تہدید کے کہا
کہ اے سلمانؓ تو مطیع اور تابعدار اوسکا ہے ابوذر اور مقداد نے بیعت کی اور کچھ نہ کہا تو مثل اپنے دونون مصاحبون کے کیون
چپ نہین رہتا محبت تیری اہلبیت کے ساتھ اونسے زیادہ نہین ہے ابوذر نے کہا کہ اے عمر تو مجھے اہلبیت کے ساتھ سرزنش کرتا ہے
خدا لعنت کرے اُس شخص پر اور اُس گروہ پر کہ جو اہلبیت کو دشمن رکھے اور اونپر افترا کرے اور حق اونکا بظلم غصب کرے
آدمیونکو اونپر مسلط کرے امت کو دین سے برگشتہ کرے عمر نے کہا کہ آمین خدا لعنت کرے اوس شخص پر کہ جو اُن کے حق مین ستم
کرے اونکو خلافت مین کچھ حق نہین اہلبیت اور سب آدمی اسمین برابر ہین ابوذرؓ نے کہا کہ پھر تم نے انصار پر ساتھ قرابت رسول
کے کیون حجت پکڑی جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اے پسر ضحاک ہمارے تئین خلافت مین کچھ حق نہین اور وہ مخصوص ترے
اور ابوبکر دونی زنا ئیدہ پسر زن خورندہ مگس کی ہے عمر فاروق نے کہا کہ اب بیعت کرلی ان باتونسے ہاتھ اوٹھاو عامہ امت
میری مصاحبت پر راضی ہوئے میرا اس مین کچھ قصور نہین جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اگرچہ عامہ مردم راضی ہوئے مگر خدا
اور رسول راضی نہین ہین مگر ساتھ علیؑ کے پس بشارت ہو تجھے اے عمر اور تیری صاحب کو اور تیرے تابعدارونکو غضب خدا کی اور
اُس کے عذاب دردناک کی دوا ہے تجھپر اے عمر نہین جانتا تو کہ کیا کیا تو نے اور کیا عذاب اپنے واسطے اور اپنے تابعین کے واسطے

مہیا کیا تو نے جناب عتیق نے کہا کہ ای عمر اب انہون نے بیعت کر لی اُن کے شر و فتنہ سی امین ہوئی چھوڑ دی اُن کو جو چاہین
وہ کہین حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ بجز ایک بات کے اور کچھ نہین کہتا اور خدا کو مین تمہین یاد دلاتا ہون اے سلمانؓ اور اے
ابوذرؓ اور اے زبیر اور اے مقداد آیا نہین سُنا تمنے رسولخداؐ سے کہ حضرت نے فرمایا کہ جہنم مین ایک تالاب ہے آگ کا کہ اُس مین بارہ
آدمی ہین چھ امت سابقہ سے اور چھ اِس امت سی اور وہ تابوت کنوئین مین ہی اور وہ کنوان قعر جہنم مین ہی اور اُسکے سر پر
پتھر ہے کہ جسوقت خدائے تعالےٰ چاہتا ہی کہ اُس کنوئین کو مشتعل اور روشن کرے تو حکم کرتا ہی کہ اُس پتھر کو اُسکے مُنہ سی اٹھا لین
پس سب جہنم اُس کنوئین کی شدت گرمی سے مشتعل اور روشن اور گرم ہو جاتی ہین پس جناب امیرؑ نے فرمایا کہ مین نے تمہاری
روبرو جناب رسولخداؐ سی پوچھا تھا کہ وہ کون کون آدمی ہین اور فرمایا تھا اُس جناب نے کہ پہلے امت کے چھ آدمی تو یہ مین ایک بیٹا
حضرت آدمؑ کا جس نے اپنے بھائیکو مارا تھا دوسرا فرعون تیسرا نمرود اور دو آدمی بنی اسرائیل سے ایک وہ کہ جس نے یہود کو گمراہ
کیا دوسرا وہ کہ جس نے نصاریٰ کو اور چھٹا اُنکا شیطان اور اِس امت کے چھ آدمی یہ ہین ایک دجال اور پانچ وہ آدمی ہین کہ
جو صحیفہ ملعونہ کے لکھنے پر اتفاق اور تیری دشمنی پر اے علیؑ باہم گر عہد و پیمان کرین گے اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار
رہین گے تیرے حق کے غصب کرنے پر اور اُن پانچون آدمیونکا نام بھی لیا تھا اور ایک ایک کو گنا تھا پس ہم چارون آدمیون
نے گواہی دی اور کہا کہ سچ ہے ہماری روبرو حضرتؐ نے یہ فرمایا تھا عثمان نے کہا کہ آیا تمہاری پاس اور تمہاری اصحاب کے پاس کوئی حدیث ہی کہ
جسکو جناب رسولخداؐ نے میری حق مین فرمایا تھا جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہان مین نے سُنا ہی جناب رسولخداؐ سی کہ اُس جناب نے تجھ پر دعا
کی اور بعد اسکے پھر مین نے نہین سُنا کہ تیرے واسطے استغفار کی ہو یہ سُنکر عثمان غصہ مین آیا اور غضبناک ہوکر کہا کہ میری تئین
تجھسے کیا کام تو کسی حال مین مجھسے دست بردار نہین ہوتا نہ حال حیات رسولخداؐ مین اور نہ بعد ممات اُس جناب کے زبیر نے کہا کہ
ہان خدا تجھے ذلیل کرے عثمان نے کہا کہ بخدا سوگند مین نے سُنا ہی رسولخداؐ سی کہ حضرت نے فرمایا کہ زبیر مارا جائیگا مرتد ہوکر
سلمانؓ کہتے ہین کہ مین نے سُنا کہ جناب امیرؑ نے آہستہ فرمایا کہ عثمان سچ کہتا ہی زبیر بعد قتل عثمان مجھسے بیعت کریگا اور
میری بیعت کو توڑیگا اور مرتد ہو جائیگا سلیم کہتا ہی کہ سلمانؓ نے کہا کہ پس بعد رسولخداؐ سب آدمی مرتد ہو گئے سوای چار آدمی
کے اور سلمان کہتے ہین کہ مین نے سُنا ہی رسولخداؐ سے کہ فرمایا بروز قیامت ایک گروہ میرے اصحاب مین سے کہ بظاہر میری ساتھ
قربت اور منزلت رکھتے ہون گے آمین گے تا کہ صراط سی گزر جائین مین اونکو دیکھکر پہچانونگا اور وہ مجکو دیکھکر پہچانین گے
پس اونکو میری روبرو سے لیجائین گے مین کہونگا کہ پروردگارا یہ میرے اصحاب ہین اُسوقت ندا آئیگی کہ تو نہین جانتا کہ
انہون نے بعد تیرے کیا کیا ہی جب تو نے اُن سے مفارقت کی تو یہ مرتد ہو گئے اور دین سی پھر گئے مین یہ سُنکر کہونگا کہ اُنکو
دور لیجاؤ اور بھی مین نے سُنا ہی رسولخداؐ سے کہ فرمایا مرتکب ہونگی اور چلین گے بنی اسرائیل کی سنت پر اور موافقت کرین گے
اونکی سنت کی مثل موافقت اور مطابقت نعلین کے باہم گر یعنی جسطرح کہ ایک نعل دوسری نعل کی برابر ہوتی ہی اسیطرح یہ
لوگ سنت بنی اسرائیل کے ساتھ موافقت کرین گی اسواسطے کہ توریت اور قرآن مجید ایک قلم اور ایک ہاتھ کے ساتھ اور ایک

صحیفہ کے ساتھ لکھا گیا ہی اور سنتین ان دونون امتون کی مساوی ہین اور جناب صادقؑ سی منقول ہی کہ جب حضرت امیرؑ کو
بیعت لینے کے لئی گھر سی باہر لائی تو جناب فاطمہؑ گھر سی باہر تشریف لائین اور سب زنان بنی ہاشم بھی حضرت کی ساتھ تھین اور جب وہ
معصومہ جناب رسالمقبول کی قبر کے نزدیک پہنچین تو فریاد کی اور کہا کہ ای گروہ باغیہ میری ابن عم سی دست بردار ہوا ور چھوڑ دو
اور اگر اُس سی ہاتھ نہ اٹھاؤ گے تو قسم ہی مجھے اُس خدا کی کہ بحق جس نے محمدؐ کو بحق بھیجا ہی ابھی اپنے بال سر کے پریشان کرونگی
اور پیراہن رسول کو سر پر رکھونگی اور درگاہ خدا مین نالہ و فریاد بلند کرونگی ناقہ صالح مجھسے گرامی تر نہین ہی اور اُسکا بچہ میرے
بچہ سی گرامی تر نہین سلمانؓ کہتے ہین کہ مین اُس جناب کے پاس کھڑا تھا دیکھا مین نے کہ جب حضرت نے فرمایا تو دیوارین مسجد
کی جڑ سے اکھڑ کر اسقدر بلند ہوئین کہ اگر کوئی چاہتا تو نیچے سی اون کے نکل جاتا یہ دیکھکر مین اُس جناب کے پاس گیا اور کہا کہ
اے سیدہ میری اور ای بہترین زنان عالم خداوند عالم نے تمہاری باپ کو رحمت عالم کیواسطے پیدا کیا ہی تم سبب نزول عذاب
کا اون کیواسطے نہو جناب معصومہ مسجد سی باہر تشریف لیگئین اور دیوارین مسجد کی اپنی جگہ پہ قایم ہوگئین اور اسطرح سی اپنی
جگہہ پر بیٹھین کہ غبار اونکی جڑون مین سی بلند ہوا اور روایت مین وارد ہی کہ جناب فاطمہؑ ہاتھ حسنینؑ کا پکڑ کر متوجہ مرقد منور
جناب ختمی مآب کی ہوئین تا ان ظالمین غادرین پر نفرین کرین پس جناب امیرؑ نے سلمانؓ سی کہا کہ جا تو اور دختر محمد کو سمجھا کہ
مین دیکھتا ہون کہ پہلو مدینہ کے حرکت مین آرہی ہین پس اگر وہ اپنی بال پریشان کرینگے اور گریبان پھاڑینگی اور
اپنے پدر عالیقدر کی قبر پر جا کر خدا کی روبرو فریاد کرینگی تو یہ جماعت ابھی غارت ہو جاویگی اور مدینہ زمین مین دھنس جائیگا
اور باقی نہ رہیگا سلمان یہ سنکر جناب معصومہ پاس آئی اور کہا کہ ای سیدہ جناب امیرؑ فرماتے ہین کہ تم پھر جاؤ اور صبر کرو اور باعث عذاب
امت نہو حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ ہرگاہ انہون نے یہ فرمایا ہی تو مین پھر جاتی ہون اور صبر کرتی ہون وای نصیب اہلبیت کیا کیا
مصیبتین پڑی ہین اور پھر کہتے ہین کہ شیخین اور کل اصحاب تابع حکم خدا و رسول اور دوست دار اہلبیت تھی دوستی اسی کا
نام ہی اور متابعت خدا و رسول اسی کو کہتے ہین کہ جسکو خدا و رسول اپنا خلیفہ مقرر کرین یہ لوگ اوسکو چھوڑ کر آپ کسیکو خلیفہ
مقرر کرین اور اہلبیت پر ظلم و تعدی کرین فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اور باسانید معتبرہ جناب صادقؑ سی روایت
کی ہی کہ جسوقت گریبان جناب امیرؑ کا کھینچتے لائے اور ابوبکر پاس لیچلے اور پہنچے نزدیک قبر جناب رسول خدا کے تو اُسوقت
حضرت علیؑ نے یہ آیہ تلاوت فرمایا کہ یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی یعنی اے ابن عم میری بتحقیق کہ قوم نے ضعیف
کیا مجھے اور قریب تھا کہ قتل کرین پس جب حضرت نے یہ آیہ پڑھی تو ایک ہاتھ قبر سی باہر آیا اور سب نے پہچانا کہ وہ ہاتھ جناب رسول خدا
کا تھا اور ایک آواز پیدا ہوی کہ سب نے سنی اور پہچانی کہ وہ آواز جناب رسول خدا کی تھی اور یہ فرمایا اکفرت بالذی خلقک من
تراب ثم من نطفۃ ثم سوٰیک رجلا یعنی آیا کافر ہوا تو ساتھ اوس خدا کے کہ پیدا کیا تجھکو مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تجھے درست
مرد کیا اور بھی اوپر طرق خاصہ عامہ کے زید بن وہب سے روایت کی ہی کہ بارہ آدمیون نے [illegible] سے انکار کیا
بیعت ابوبکر سے اور حجتین شافی اوسپر تمام کین مہاجرین سی تو خالد بن سعد بن العاص تھا کہ وہ [illegible] سے تھا اور سلمان

اور ابوذرؓ اور مقدادؓ اور عمار یاسرؓ اور بریدہ اسلمی اور انصار سے ابوالہیثم بن التیہان اور سہیل بن حنیف اور عثمان بن الحنیف
اور ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت اور ابی ابن کعب اور ابوایوب انصاری تھے جب ابوبکر منبر پر گیا تو ان سب نے باہم مشورہ
کیا کہ ابوبکر کو منبر پر سے اتار لیں مگر بعض کہ فہم و فراست سے متصف تھے اُنہون نے کہا کہ منبر سے اتار لینا تو آسان ہے مگر پھر
ان کے ہاتھوں سے بچنا مشکل ہوگا اور خدا تعالے فرماتا ہے کہ لَا تُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ آخر اسپر سبکی رائے نے قرار پایا
کہ جناب امیر علیہ السلام سے چلکر پوچھئے جو وہ جناب فرمائیں اوسپر عمل کرنا چاہیے غرض کہ یہ سب اُس جناب کی خدمت مین حاضر
ہوئے اور کہا کہ اے امیر المومنینؑ تمنے اپنا وہ حق کہ جسکی تم سزاوار تھے ترک کیا ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ
علیؑ ساتھ حق کے ہے اور حق ساتھ علیؑ کے اور ہم سب کا یہ ارادہ ہے کہ ابوبکر کو منبر پر سے اتار لیں آپ کی ہمین کیا رائے ہے حضرت نے
فرمایا کہ میری یہ رائے نہین ہے اسواسطے کہ یہ امر تمہارا منجر بہ قتال و جدال ہوگا اور تم بہت کم ہو اور آخر یہ ہوگا کہ تم تلوارین برہنہ
کئے میری پاس آمادہ اور مستعد جنگ کے ہوکر آوگے اور یہ لوگ بھی میرے پاس آئین گے اور کہین گے کہ بیعت کرو اور
نہین تو ہم تمہین قتل کرتے ہین پس اگر مین اُنسے اُسوقت مقابلہ کرون اور انکی ضرر کو اپنے سے دفع کرون تو یہ امر مخالف ہوگا حکم
رسول کے کہ وہ جناب فرماگئے ہین کہ اے علیؑ بہت جلد تجھسے میری امت کے اشرار غدر اور مکر کرین گے اور میرے عہد کو کہ جو تیرے باب
مین مینے اُنسے لیا ہے توڑین گے اور تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے اور وہ اشرار امت نسبت تیرے مثل سامری اور اُسکے
اتباع کے ہونگے یہ سنکر مین نے پوچھا اُس جناب سے کہ اگر ایسا ہو تو مین اُسوقت کیا کرون فرمایا کہ اگر مددگار پاوے تو جہاد کرنا والا صبر
کرنا مظلوم ہوکر میرے پاس آوے تو جب اُس جناب نے انتقال کیا تو مین مشغول ہوا تجہیز اور تلقین مین اُس جناب کے من بعد مین نے
قسم یاد کی کہ جبتک قرآن کو جمع نکرلون دوش پر ردا نڈالونگا مگر واسطے ضرورت نماز کے اور جب قرآن کو جمع کرچکا تو پھر ہاتھ
حسنینؑ کا پکڑکر اون لوگون کے گھر پر گیا کہ جو اہل بدر تھے اور راہ دین مین اُنہون نے بہت سے کام کئے تھے اور اُنسے استمداد اور
مدد چاہی اپنے حق کے لئے مگر کوئی میری مدد کیواسطے گھر سے باہر نہ نکلا سوائے اِن چار شخص کے یعنی سلمانؓ اور ابوذرؓ اور مقدادؓ
اور عمار یسرؓ سو اور خوف کرو خدا کا اور ساکت ہو کہ تم سب کچھ جانتے ہو مگر ہان تم سب ملکر جاؤ اور اُس مرد سے اور ان کینہ ہائے دیرینہ
اُن کے کو جو یہ جماعت اپنے سینہ مین مخفی رکھتی ہے اور اُس بغض و عداوت کو نسبت بخدا اور رسول اور نسبت ہم اہلبیت کی اپنے
دلو مین چھپائے رکھتے ہین اور اُن امور کو کہ تمنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا ہے عرض کرو تا حجت اُسپر تمام ہو جاوے
اور کوئی عذر اسکو باقی نرہے الحاصل بروز جمعہ یہ سب جمع ہوکر مسجد مین آئے اور جبکہ ابوبکر منبر پر گیا تو یہ گرد منبر کے بیٹھ گئے
اول مہاجرین سے خالد بن سعید نے کہا کہ اے ابوبکر ڈر خدا سے اور خذر کر سعی رسول ہدیٰ سے کیا روز قریظہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ نے ہمین فرمایا تھا کہ اے گروہ مہاجر و انصار تمکو وصیت کرتا ہون تم یاد رکھو کہ علیؑ امیر تمہارا ہے بعد میرے اور خلیفہ میرا ہے
بعد میرے تم سب مین اور یہ مین اپنے پروردگار کے حکم سے کہتا ہون کہ مجھے یہ میرے خدا نے وصیت کی ہے اور اگر اس وصیت کو
فراموش کروگے اور اُسکی معاونت اور یاری نکروگے تو تمہارے حق مین بہتر نہوگا اور بدتر شخص تمپر حاکم اور والی ہوگا بدترسکہ

اہلبیت وارث میرے ہین میری اموات مین اور میری امت کی امور مین بعد میرے یہانتک پھر اُس جناب نے دعا کی تھی کہ خداوندا جو شخص
اطاعت کرے انکی میری امت مین سے اور اُن کے حق مین میری وصیت کو نگاہ رکھے اُسکو تو میرے زمرہ مین محشور کرنا اور اُن کو
رستگار کرنا آخرت مین اور جو کہ مخالفت کرے اُن کی اُسکو محروم کرنا بہشت سے یہ کلام خالد کا سنکر عمر برہم ہوا اور سخنان درشت و سخت
کہنے لگا خالد نے بھی خوب فضایح اسکی حسب اور نسب اور قبایح اعمال اور افعال کے بیان کیے آخرکار یہ کہا کہ اے عمر اس جگہہ مثل تیری مثل شیطان
کے ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن مین فرمایا ہے وَقَالَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ یعنی
جسوقت کہا شیطان نے واسطے انسان کے کہ کافر ہو پس جب کافر ہوا وہ تو کہا کہ مین تجھسے بیزار ہون مین ڈرتا ہون اللہ سے العیاذ
کہ پروردگار عالم کا ہے پس عاقبت اونکی یہ ہوگی کہ جہنم مین جاوینگے اور ہمیشہ جہنم مین رہین گے اور یہی سزا ستمگارون کی ہے مین
بعد سلمان کھڑے ہوئے پہلے زبان فرس مین کہا کہ کردید و نکردید و ندانید کہ چہ کردید پھر زبان عرب مین کہا کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے ابوبکر
جسوقت کوئی ایسا قبیلہ تجھپر وارد ہو کہ تو اسکو نہ جانے تو اسوقت تو کس سے پوچھیگا اور جسوقت کوئی شخص تجھسے کوئی ایسی مشکل بات
پوچھے کہ تو اسکے حل کرنے مین عاجز آوے تو تو اُس مین کسکی طرف پناہ لیجائیگا اور کیا عذر ہوگا تیرا اسبات مین کہ جو تو تقدم اور پیشی کرتا ہے
اُس شخص پر کہ جو تجھسے دانا تر ہے اور قرابت اُسکی رسولخدا سے زیادہ تر ہے اور تاویلات کتاب خدا اور سنت رسولخدا کی خوب جانتا ہے اور رسولخدا
نے اپنی حال حیات مین اُسکو تم سب پر مقدم کیا تھا ہر گاہ یہ تم سب اُنکی باتونکو بھول گئے تم سب اپنی باتونکو اور خلاف کیا تمنے رسولخدا کی وعدہ کا
اور اُسکے عہد کو توڑ ڈالا رسولخدا نے تم پر اسامہ کو امیر کیا تھا اسواسطے تمکو وہ شہر سے باہر نکال لیجائے اور تم یہ فتنہ اور فساد نکرنے پاؤ
تمنے اسکی امارت کو نہ مانا اور بے حکم اسکے چلے آئے حالانکہ سب امت پر ظاہر ہوا کہ تم نے کسی امر مین اُسکی تابعداری نکی اے ابوبکر قریب ہے
کہ عمر تیری تمام ہو اور جلد کالنسیا منسیا ہو اور یہ بارگران اپنی پشت پر قبر مین لیجائے اب بھی جلد توبہ کر اور یہ وبال اپنی ساتھ نہ لیجا اسواسطے
کہ جو چیزین کہ رسولخدا سے ہمنے حق مین علی کے سُنی ہین وہ سب تونے بھی سُنی ہین اور جو کچھ ہمنے دیکھا ہے تونے بھی دیکھا ہے اور پھر باوجود
اسکے یہ سب امور تجھے مانع اسکے نہوئے کہ تو نے ایسے امر عظیم کو اپنی گردن مین ڈالا پھر ابوذر کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے گروہ قریش بہت
برا کیا تمنے کہ ہاتھ قرابت رسول خدا سے اٹھایا اور اس سبب سے اکثر آدمی مرتد ہو جاوینگے اور دین مین شک کرکے اُس سے پھر جاوینگے
اگر خلافت کو تم اہلبیت پیغمبر مین رہنے دیتے تو یہ اختلاف تم مین پیدا نہوتا اب تمہارے امر کا ثمرہ یہ ہوگا کہ جو کوئی زور آور قوت ہم
پہنچائیگا وہ خلیفہ بن جائیگا اور بہت سے خون طلب خلافت مین ہونگے تم اور تمہارے ہمراہی خوب جانتے ہین کہ جناب رسولخدا نے فرمایا تھا
کہ خلافت حق علی کا ہے اور بعد اسکے میرے دونون فرزند حسن اور حسین کا ہے اور اُن کے بعد میری ذریت کا ہے پس تمنے اُس جناب کے
فرمانیکو نہ مانا اُسپر عمل نکیا عقبائے باقی کو دنیائے فانی کے ساتھ بدلا جیسا کہ امم سابقہ نے عمل کیا آخر بعد اپنے پیغمبر کے کافر ہوئے
اب جلد سزا اپنے کردار اور افعال کی پاؤگے اور خدا اپنے بندونپر ظلم و ستم نہین کرتا بعد اسکے مقداد کھڑے ہوئے اور بعد نصیحت کے کہا تو بھی
اے ابوبکر اور عمر بھی خوب جانتے ہو کہ تم دونون کو رسولخدا نے تحت لوائے اسامہ کے از لو کردہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ تھا این جہت داخل
کیا تھا کہ تمکو اپنی امارت کا خیال نہ ہو سکے اور پھر ثانیا تحت علم سعد بن شقاق و نفاق عمرو بن العاص کے داخل کیا اور غزوہ ذات السلاسل

میں کہ اُس نے حق علیؑ کی جس کی شان میں آیہ ان سے نازل ہوا یا ایہا الرسول بلغ نازل ہوا پیغمبر امیر کیا اور تمامی منافقین پر تجھکو ای ابوبکر اور عمر کو حاضر لشکر کا کیا بس ہے بلکہ تیری جاوستی سے خلافت پر ترقی کی اور تم یہ یقین جانتے ہو کہ خلافت بعد رسول مقبول کے حق علیؑ کا ہے پس تم حق اُسکا اوسکو دیدو پھر بریدہ اسلمی کھڑے ہوئے اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ای ابوبکر آیا تیری دل سے نکل گئی وہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا تھا ہم سب کو کہ علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کریں اور بار با فرمایا کہ یہ میرے مومنونکا اور قاتل ہے قاسطین ناکثین مارقین کا پس حق اُسکا دو پھر عمار یاسر کھڑے ہوئے اور کہا ای گروہ قریش اور ای گروہ انصار اور ای مسلمانوں آگاہ ہو کہ تمہاری پیغمبر کے اولاد اولی اور احق ہے واسطے خلافت کے اور سزاوار تر ہے واسطے ارث کے پس امور دین کو سب سے زیادہ قایم کرنیوالے اور ملت رسول کی بہتر حفاظت کرینگے اور امتکا زیادہ تر خیر خواہ ہیں پس اپنے صاحب سے کہو کہ حق جسکا ہے اُسکو دیدے پہلے اس سے کہ امر تمہارا اُلٹ پلٹ ہو اور فتنہ عظیم برپا ہو اور دشمن تم پر فتح کریں اور تم جانتے ہو کہ علیؑ ولی تمہارا ہے بعد رسول کے اور رسولخدا نے بہت سی جگہہ تم میں اور اُس سب کے دروازے مسجد میں بند کرا دیے مگر دروازہ علیؑ کا کہ کھلا رہا اور اپنی دختر نیک اختر اُسکے حبالہ نکاح میں دی اور سیدہ نساء دیکہ سب نے درخواست کی اور کہا کہ میں شہر علم کا ہون اور علیؑ دروازہ اسکا ہے پس جو کوئی حکمت چاہے تو دروازے اُسکے دروازہ سے آئے اور تم سب امور دین میں اُسکی طرف محتاج ہو اور وہ کسی چیز میں تمہاری طرف محتاج نہیں ہے اور جو مرتبہ اور بزرگی اور عظمت و جلالت وہ رکھتا ہے تم نہیں رکھتے ہو پس تم اوسکی غیر کی طرف میل و رغبت نکرو اور اُسکی حق کو چھینو بیت المال میں پس ابی ابن کعب اُٹھا اور کہا ای ابوبکر انکار نکرو تم اُس حق کا کہ جسکو خدا نے دوسرے کے واسطے مقرر کیا ہے اور حق کو طرف اہل حق کے رد کرو اور اُس کی بہت سی باتیں نصیحت آمیز ہیں اُسکے بعد خزیمہ کھڑا ہوا اور کہا کہ ایہا الناس آیا نہیں جانتے تم کہ رسول خدا نے تنہا میری گواہی قبول کی ہے سب نے کہا کہ ہاں جانتے ہیں اُس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولخدا نے فرمایا ہے کہ اہلبیت جدا کرتے ہیں حق کو باطل سے اور یہی امام ہیں کہ انکی پیروی چاہیے کہ اپس جو کچھ کہ میں جانتا تھا وہ کہا و ما علی الرسول الا البلاغ المبین پس ابو الہیثم اٹھا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اوپر اپنے پیغمبر کے کہ روز غدیر خم علیؑ کو برپا کیا پس انصار نے کہا کہ اِن کو برپا نہیں کیا مگر واسطے خلافت کے اور بعض نے کہا کہ انکو برپا نہیں کیا مگر اس واسطے کہ تا سب جانیں کہ وہ مولا اُس شخص کا ہے کہ جسکا علیؑ مولا ہے اُسوقت ہمنے ایک جماعت کو بھیجا کہ آنحضرت سے پوچھیں اُس جناب نے فرمایا کہ کہو علیؑ ولی مومنونکا ہے بعد میرے اور خیر خواہ ترین مردم ہے واسطے اُمت کی پس میں نے گواہی دی اُس چیز کی جس چیز کو میں جانتا تھا پس جو شخص چاہے وہ کافر ہو جائے اور روز قیامت وعدہ گاہ سب کا ہے پھر سہیل بن حنیف اٹھا اور کہا کہ ای گروہ قریش گواہ رہو اور میں گواہی دیتا ہوں رسولخدا پر کہ میں نے دیکھا ہے رسولخدا کو اُس مکان میں یعنی مابین قبر اور اون کے منبر کے کہ ہاتھ علیؑ کا پکڑ کر فرمایا کہ ایہا الناس یہ علیؑ امام تمہارا ہے بعد میرے اور یہ وصی میرا ہے میری حیات میں اور میرے بعد مرنیکے اور میری دین کا ادا کرنیوالا ہے اور میرے وعدہ کا وفا کرنیوالا ہے اور سیدا اُس شخص کا ہے کہ جو حوض کوثر پر مجھسے مصافحہ کریگا پس خوشحال اُس شخص کا کہ جو متابعت اُسکی کرے اور یاری اُسکی کرے اور وائے اُس شخص پر کہ جو اُس سے تخلف کرے اور یاری اوسکی نکرے بعد اُسکے اسکا

بھائی عثمان اٹھا اور کہا کہ مین نے رسول خدا سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ اہلبیت میری ستارہ زمین کے ہین پس انپر تقدم اور پیشی نہ کیجاو اور انکو مقدم رکھو کہ یہ ہین والی میرے بعد میرے اُسوقت ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ کون ہین اہلبیت آپکے فرمایا کہ علیؑ اور اُسکی اولاد طاہرین پس اے ابوبکر منہو تو اول شخص کا کہ جو مخالفت کرے اسبات مین اور ای گروہ قریش خیانت نکرو ساتھ خدا اور رسول کے اور خیانت نکرو اپنی امانتون کے ساتھ حالانکہ جانتے ہو حق کو پھر ابو ایوب انصاری اُٹھا اور بعد نصیحت کے کہا کہ ڈرو خدا سے اور پھیر دو حق کو حقدار کی طرف کہ جسکی واسطے خدا نے مقرر کیا ہی اور بہ تحقیق تمنے سنا ہی کہ جناب رسول خدا نے بمقامات متعددہ مین فرمایا ہی کہ اہلبیت میری امام تمہارے ہین بعد میرے اور اشارہ کیا طرف علیؑ کے اور فرمایا کہ یہ امیر نیکوکارون کا اور قتل کرنیوالا ہی کافرون کا جو کوئی اسکو چھوڑیگا خدا اوسکو چھوڑیگا اور جو اسکی یاری کریگا خدا اُسکی یاری کریگا پس اپنے ظلم سے توبہ کرو بدرستیکہ خدا تواب و رحیم ہی جناب صادقؑ فرماتے ہین کہ پس ابوبکر منبر پر خاموش اور چپ بیٹھا تھا اور کچھ جواب نہ دیتا تھا آخر سبکا کلام سنکر یہ کہا کہ ایہا الناس مین تمہارا والی اور حاکم ہوا مگر تمسے بہتر نہین ہون تم میری بیعت سے اقالہ کرو عمر نے جو یہ بات دیکھی تو غیظ و غضب مین آنکر ابوبکر سے کہا کہ ای نادان منبر پر سے اتر آ تو قریش کی حجتون کا جواب نہ دسکیگا ناحق منبر پر جا بیٹھا واللہ یہ دل مین آتا ہی کہ تیری بیعت سے اقالہ اور خلع کرون اور تجھے معزول کر کر خلافت سالم مولائے حذیفہ کو دیدون یہ سنکر جناب عتیق منبر پر سے اتر آئے اور عمر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لیگئے اور تین روز تک مسجد مین نہ آئے چوتھی روز خالد بن ولید ہزار آدمی اپنی ہمراہ لیکر آیا اور کہا کہ کیا غافل بیٹھے ہو بنی ہاشم تم سے خلافت لیا چاہتے ہین اور پھر سالم ہزار آدمی اور معاذ بن جبل ہزار آدمی لیکر آئے اور من بعد پے در پے ہر جانب سے لشکر آنا شروع ہوا تا اینکہ چار ہزار آدمی جمع ہوئے اور تلوارین ننگی سب کے ہاتھون مین تھین اور آگے آگے سب کے عمر تھا پس مسجد رسول اللہ مین آنکر داخل ہوئے عمر نے کہا کہ ای اصحاب علیؑ بخدا سوگند کہ اگر کوئی تم مین سے کچھ کہیگا جیسا کہ اُس روز کہا تھا تو اُسکو قتل کر ڈالونگا یہ سنکر خالد بن سعید اٹھا اور کہا کہ ای عمر اور ای گروہ عمر تم ہمین اپنی تلوارون سے ڈراتے ہو اور اپنی جمعیت سے چاہتے ہو کہ ہمین پراگندہ کرو بخدا سوگند کہ ہماری تلوارین تمہاری تلوارون سے زیادہ تر تیز ہین اور ہم باوجود کمی اور قلت کے تمپر غالب ہین اسواسطے کہ حجت خدا ہم مین ہی بخدا سوگند اگر ہمین ہمارا امام مفترض الطاعۃ حکم جہاد کے لئے دی تو ہم ابھی تم سے جہاد کرین کہ حکم جہاد نہین پاتے حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جا ای خالد خداوند سمیع و بصیر نے تیری سعی کو راہ دین مین جانا تجھے اُسکی جزائے نیک دیگا خالد یہ سنکر بیٹھ گیا کہ بعد اوسکے سلمان کھڑے ہوئے اور کہا اللہ اکبر اللہ اکبر مین نے سنا ہی رسول خدا سے ورنہ کان میری بہرے ہوجائین کہ اُس جناب نے فرمایا کہ ایکدن بھائی میرا اور ابن عم میرا مسجد مین بیٹھا ہوگا اور چند اصحاب اوسکے ہمراہ ہونگے کہ ناگاہ ایک جماعت اہل نار اُسکو درمیان مین لیگی پس سلمانؓ نے یہ کہکر کہا کہ مین اس مین شک نہین کرتا کہ تم وہی ہو اسمین عمر کھڑا ہوا اور چاہا کہ سلمان پر حملہ کرے کہ جناب امیرؑ کھڑے ہوئے اور گریبان عمر کا پکڑ کر زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اگر رسول خدا مجھسے عہد و پیمان نہ لیتے تو البتہ مین دیکھ لیتا کہ کس کے یار و یاور ضعیف تر اور کون عدد مین کمتر ہے یہ فرماکر اپنے اصحاب سے کہا کہ چلو خدا تمپر رحمت کرے بخدا سوگند کہ بعد اسکے پھر مسجد مین نہ آئینگے مگر اُس طرح پر کہ دونون بھائی میرے موسیٰ اور ہارون داخل ہوئے واللہ کہ ہم بھی داخل نہونگے مگر واسطے زیارت رسول خدا کے یا واسطے فیصل کرنے اون قضایا کے کہ جو

مشتبہ ہوئی ہون آدمیونپر اور اُن مین حکم کردن بحق اسواسطے کہ حجت خدا کو جائز نہین ہی کہ رسولخدا تو اسکو اپنی امت پر نصب کرے اور وہ آدمیونکو حیرت مین چھوڑ دی انتہے بقدر الحاجتہ اب ہم کہتے ہین کہ ان اخبار طریقہ مذہب تشیع سی بھی ثابت ہوا کہ اجماع ان کا صحیح اور درست نہین اسواسطے کہ جو لوگ قابل اسبات کے تھے کہ جنسے اجماع منعقد ہو وہ اس اجماع مین شریک نتھے اور جو ایسے ویسے تھے وہ بطمع حطام دنیوی وبخیال جرّ نفع و استحصال امارت جمع ہو گئے تھے اور اگر کہین کہ مانا ہمنے کہ اوّل امر تو اجماع متحقق نہین ہوا مگر چھہ مہینے کے بعد تو جناب امیر نے بیعت کرلی اور اجماع متحقق ہو گیا تو ہم کہتے ہین کہ اوّل تو یہ خلاف ہی مانع اجماع کو دوسری یہ کہ سعد بن عبادہ اور اوسکی اولاد اس بیعت مین داخل نتھی یہانتک کہ سعد مارا گیا اور بیعت نہ کی جیسا کہ عبد البر نے استیعاب مین لکھا ہی کہ جس روز رسولخدا نے انتقال فرمایا اور ابوبکر سے لوگون نے بیعت کی تو سعد ابن عبادہ نے انکار کیا اور قبیلہ خزرج اور ایک فرقہ قریش نے بھی بیعت نکی اور آخر سعد کو باشارہ عمر تیر مار کر قتل کیا اور تہمت جن پر رکھی کہ اُسنے مارا انتہی اور جو تعدّی کہ حضرت علی مرتضے صلوات اللہ علیہ پر گزری وہ کتب طرفین سی بپایہ ثبوت کو پہنچی اور جو کچھ کہ معاویہ کے جواب مین اس جناب نے لکھا اُس سی بھی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُس حضرت نی بیعت سی انکار کیا اور اپنے اختیار سی بیعت نہین کی اور جو اگر ہم مان بھی لین کہ بعد چھہ مہینے کے جناب امیر علیہ السلام نے بیعت کی اور اجماع بھی متحقق ہو گیا مگر یہ تو کہو کہ اس مدت تک نفسون اور ماؤن اور فروج مسلمین مین انہون نے جو صرف کیا اور لشکر اطراف و نواح مین پہنچے یہ کس حجت اور تمسک اور استحقاق سی کیا اور اگر معنے اجماع کے برخلاف جمہور تدریجی ارادہ کئے جائین اور کہا جای کہ آہستہ آہستہ اجماع منعقد ہو جای تو بھی حجت ہو سکتا ہو تو ہم کہتے ہین کہ اجماع کذائی حجت نہین ہو سکتا اور ابوبکر کے حق مین کچھہ فائدہ نہین بخشتا اسواسطے کہ ممکن ہی کہ رائے اول شخص کے بدل جاوے کہ دوسرا شخص موافقت اسکی کرے پھر جای یعنی مثلاً پہلے زید نے بیعت کی اور پھر رائے اسکی پہلے اُس سی کہ عمر بیعت کرے بیعت کرنے سی پھر گئی اور اُس نے اقالہ کیا پس اجماع تدریجی حاصل نہوا اور کچھہ فائدہ نہ بخشا اور جملہ غرایب سے یہ ہی کہ اکثر متاخرین اہل تسنن مانند ملا سعد الدین صاحب مقاصد اور صاحب مواقف اور سید شریف وغیرہ نے جو دیکھا کہ معنی اجماع مین قباحت عظمیٰ ہے اور جناب عتیق کے حق مین کرسی نشین نہین ہوتے تو معنی اجماع کے بدلے اور کہا کہ جب ثابت ہو جائے امامت ساتھہ اختیار اور بیعت کی تو پھر کچھہ احتیاج نہین اجماع جمیع اہل حل و عقد کی ہی واسطے کہ اسپر کوئی دلیل عقلی اور نقلی قایم نہین ہوئی ہی بلکہ امامت ایک شخص یا دو شخص کے اہل حل و عقد سی بھی کافی ہی اور متابعت امام کذائی کے اہل اسلام پر واجب ہو جاینگی اس لئے کہ ہم جانتے ہین کہ صحابہ نی باوجود کمال دینداری کے اکتفا کی امامت مین اسیقدر پر کیونکہ عمر کے بیعت کرنے سی امامت ابوبکر کے منعقد ہو گئی اور عبد الرحمان کی بیعت کرنے سی عثمان کی خلافت درست ہو گئی اور صحابہ نے اسکو مان لیا اور کسی نے شرط نہ کیا اوسکی امامت مین اجتماع اون لوگونکا کہ جو مدینہ مین تھے چہ جای اجماع جمیع امت اور کسی نے آج تک انپر اس امر مین انکار نہین کیا بلکہ اتفاق کیا ہی اہل اعصار نے اور بعد اسکے آج تک ایسا ہی چلا آتا ہی اور فخر رازی نے نہایت العقول مین لکھا ہی کہ اجماع منعقد نہین ہوا خلافت ابوبکر پر اسکے زمانہ مین بلکہ بعد اُسکے مرنیکے زمانہ عمر مین جب کہ سعد بن عبادہ مقتول ہوا تو اجماع منعقد ہوا اب عاقل متدین ملاحظہ

کرے کہ اس معنی مین اجماع کے کتنی قباحتین لازم آتی ہین یہ وہی مثل ہے کہ بالو عسے یا کہے اور کنیف مین گرے سب سے بڑی
قباحت یہ ہے کہ جو لوگ خلافت یزید کے مانع ہین اور اسکو منع کرتے ہین وہ مخالفت کرتے ہین اپنے اصول کے اسواسطے کہ
زمانہ معاویہ مین بہت سے لوگون نے یزید سے بیعت کی تھی بلکہ بعد قتل امام حسینؑ بھی وہ خلیفہ رہا دلیل اسپر روایت صحیح مسلم
کی ہے نافع سے قال لما خلعوا یزید ابن معاویۃ واجتمعوا علی ابن مطیع اتاہ ابن عمر فقال عبد اللہ بن
مطیع اطرحوا لابی عبد الرحمن وسادۃ فقال انی لم آتک لاجلس اتیتک لاحدثک حدیثا سمعتہ من رسول اللہ یقول
من خلع یدا من طاعۃ اللہ لقی اللہ یوم القیمۃ ولا حجۃ لہ ومن مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاہلیۃ خلاصہ معنی کا یہ ہے کہ جبکہ یزید پلید کی
بیعت سے لوگون نے خلع کیا اور جمع ہوئے اوپر بیعت ابن مطیع کے تو آیا ابن عمر پس کہا عبد اللہ ابن مطیع نے کہ فرش کرو واسطے ابو عبد الرحمن کے تو عبد اللہ ابن عمر نے
کہا کہ مین تمہارے پاس بیٹھنے کو نہین آیا بلکہ اسواسطے آیا ہون کہ تمہارے روبرو حدیث رسول خدا کی بیان کرون کہ اس جناب نے فرمایا ہے کہ جو
شخص کہ خلع کرے کسی ہاتھ کے تئین طاعت خدا سے یعنی بیعت کر کر کسی سے توڑ ڈالے تو ملاقات کرے گا قیامت مین خداوند
عالم سے اس حال مین کہ کوئی حجت اسکے لئے نہو گی اور جو شخص کہ مرے اور نہو اسکی گردن مین بیعت تو وہ مریگا موت کفار کیسے
پس جبکہ یہ معنی لئے اجماع کے تو لازم ہے کہ کافہ حضرات تسنن یزید کو خلیفہ بحق اور امام حسینؑ کو خارجی مثل بعض اپنے علمائے
متقدمین کے جانین سبحان اللہ دادئ برین دین و اسلام کہ یزید خلیفہ ہو اور امام حسینؑ فرزند رسول الثقلین سید شباب
اہل الجنۃ خارجی ہو دوسرے ہم پوچھتے ہین کہ اگر ایک شخص گواہی دے کہ ایک درہم زید کا عمر پر آتا ہے تو پس آیا اس ایک
شخص کی گواہی اس امر مین قبول کرو گے پس جس صورت مین کہ ایک درہم مین ایک شخص کی گواہی قبول نکرو تو پھر کیونکہ ہو سکے کہ
ایسے امر مین کہ جسپر بنائے اسلام کے قایم ہو ایک شخص کی گواہی قبول کیجائے یعنی جبکہ ایک شخص کہے کہ فلان شخص قابل امامت
ہے تو اسکے کہنے سے اوسکی امامت کے قائل ہو جاؤ اور اسکو امام مفترض الطاعۃ جانو ان ہذا الشئ عجاب وائے برین اسلام و ایمان
کہ دعوے جناب فاطمہؑ کا اور شہادت علی مرتضےؑ اور حسنینؑ کے جنکے صدق مقال اور راستی افعال پر آیہ تطہیر گواہ صادق ہے
ادنے شئ مین مقبول اور مسموع نہو اور گواہی امر عظیم مین عمر کی قبول ہو جائے جائے غور ہے کہ رسول خدا فرماتے ہین کہ فاطمہ روح و دل میری ہے
اور دونون پسر اوسکے میوۂ دل میرے ہین اور شوہر اوسکا نور دیدہ میرا ہے اور امام فرزند اوسکے امین ہین پروردگار میری کے
اور ریسمان کشیدہ ہین درمیان اوسکے اور درمیان اوسکے خلق کے جو کوئی چنگل ماریگا ان کے ساتھ نجات پائیگا اور جو
انسے تخلف کریگا وہ ہلاک ہوگا اور جہنم مین جائیگا جیسا کہ صاحب کشاف نے لکھا ہے اطاعت اہلبیت کی چھوڑ دین اور غیر ونکی
اطاعت کرین **قولہ** اور وہ کہتے ہین کہ اگر حضرت جناب امیرؑ نے تقیہ کیا تو وہ اسد اللہ نہین ہے **اقول** تقیہ کرنا جناب امیرؑ کا
اس مقدمہ مین کسی کتاب اہلسنت سے اور کسی کتاب امامیہ اثنی عشریہ سے ثابت نہین ہے تا بلکہ روایات اہل تسنن مین جو کہ
اوپر گزرین صاف لکھا ہوا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے چھ مہینے تک بیعت نکی اور اس عرصہ مین جب اس جناب سے بیعت طلب
کی تو اس جناب نے فرمایا کہ مین تم سے بیعت نکرونگا تم قابل اسکے نہین ہو کہ مین تم سے بیعت کرون بلکہ مین قابل اور مستحق

اس امر کا ہون کہ تم مجھسے بیعت کرو اور سلطنت محمدؐ کو اون کے گھر ونسے اپنے گھرون مین نہ لیجاؤ اور ہمارا حق غصب نکرو پس یہ
باتین خلاف ہین تقیہ کے اگر تقیہ فرماتے تو یہ باتین کیون کہتے بلکہ جس روز سب نے سقیفہ مین بیعت کی تھی وہ جناب بھی اُس
روز بیعت کر لیتے اور انکار نکرتے تلوارین کیون کھنچتین گھر جناب رسالت مآبؐ کا کیون جلایا جاتا اور جناب فاطمہؑ کے پہلو پر در کیون
گرایا جاتا حضرت محسن کیون شہید ہوتے جیسا کہ ابن ابی الحدید نے اپنی استاد سے نقل کی ہے پس ان باتون پر کونسا عاقل خیر کہیگا
کہ اُس جناب نے تقیہ کیا سوائے اسکے وہ جناب ہمیشہ غاصبین حق اپنے کو روبرو اون کے بُرا کہتے تھے جیسا کہ خطبہ شقشقیہ
اور دعاے صنمی قریش اسپر شاہد دو گواہ عادل ہین اور قطع نظر اسکے اگر وہ جناب تقیہ بھی کرتے تو شیخین یعنی ابوبکر اور عمر کو کاذب
اور غادر اور آثم اور خائن کیون فرماتے کہ یہ باتین تقیہ کے خلاف ہین دیکھو صحیح مسلم کی کتاب جہاد مین لکھا ہی کہ حضرت علیؑ اور حضرت
عباس جب حضرت عمر کے پاس آئے خلیفہ صاحب نے بعد کلام طویل کے کہا کہ جسوقت رسولؐ اللہ نے انتقال کیا تو ابوبکر نے کہا کہ مین ہون
ولی رسولؐ اللہ کا پس آئے تم دونون اُسکے پاس پس تو نے طلب کی میراث اپنی بھائی کے بیٹے کی اور اسنے طلب کی میراث اپنی
بی بی کی اُسکے باپ کیطرف سے پس کہا ابوبکر نے کہ کہا رسولؐ اللہ نے کہ ہم میراث نہین چھوڑتے جو کچھ کہ ہم سے رہتا ہی وہ صدقہ ہے
پس تم دونون نے اوسکو کاذب اور آثم اور غادر اور خائن جانا اور جانتا ہے کہ بدرستیکہ وہ البتہ صادق نیکوکار راشد تابع حق
تھا اور جب ابوبکر نے انتقال کیا تو مین نے کہا کہ مین ولی رسولؐ اللہ کا ہون اور ولی ابوبکر کا ہون پس تم دونون نے مجھے بھی ایسا ہی
جانا اور خدا جانتا ہی کہ مین ہر آئینہ صادق نیکوکار راشد تابع حق ہون اور صحیح بخاری مین بھی یہ حدیث لکھی ہوئی ہے پس یہ قول
حضرت خلیفہ صاحب کا اوّل دلیل ہے اسپر کہ جناب علیؑ نے کبھی ان لوگون سے تقیہ نہین کیا اگر تقیہ کرتے تو ایسے کلمات کیونکر فرماتے بلکہ
بظاہر اونکی تعریف کرتے جیسا کہ مقتضائے تقیہ ہے حاصل یہ کہ حضرت امیرؑ نے کبھی کسی باب مین اُنسے تقیہ نہین کیا مگر ہان چونکہ جناب رسولؐ خدا
نے جہاد کرنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر انصار و اعوان پاؤ تو جہاد کرنا والا صبر کرنا اور اپنی آپ کو ہلاکت مین نہ ڈالنا جیسا کہ اوپر گزرا پس اسواسطے
اُس جناب نے جہاد سنانی نفرمایا فقط جہاد لسانی پر کفایت کی مگر صاحبان عقل و داد اپنے دل مین تصور کرین کہ جس شخص کو معصوم یا مخصوص علی الاختلاف
المذہبین بسند آیہ تطہیر اور آیہ کونوا مع الصادقین اور بحدیث مثل اللہم ادر الحق مع علی حیث دار اخائن اور کاذب اور آثم جانین وہ درحقیقت
کیسا ہوگا والعاقل تکفیہ الاشارہ پس ان اوصاف پر مسند نشینی جناب خاتم النبیین واہ سبحان اللہ اب مقلدین حضرات شیوخ فارہ عن الرجال
کو لازم ہے کہ کوچہ سرگشتگی اور صراط اعوجاج سے فرار کر کر اوپر راہ مستقیم اور شاہ راہ قویم اہلبیت کے چراغ راہ ہدایت الی تارک فیکم الثقلین
ما ان تمسکتم لن تضلوا ابعدی کی روشنی مین اسطرف چلے آئین اور اپنے امام فخرالدین رازی کے قول پر عمل کرین کہ تفسیر کبیر مین جہان ذکر

بسم اللہ کی پکار کے پڑھنے کا نماز مین ہے لکھا ہے کہ ومن اقتدی فی دینہ بعلی ابن ابیطالب فقد اھتدی و الدلیل
علیہ قولہ اللھم ادر الحق مع علی حیث دار یعنی جس شخص نے اقتدا اور پیروی کی اپنے دین مین علیؑ ابن ابیطالب کی پس
اُس نے ہدایت پائی اور حق کو پہنچا اور دلیل اسپر قول جناب رسول مقبولؐ کا ہے کہ بار خدایا پھیر دے حق کو جسطرف کہ علیؑ پھرے انتہے پس جب کہ حق طرف علیؑ کے ہی
تو حق چھوڑنا مصداق خسر الدنیا والاخرۃ کا بنا ہی اور جو اگر بالفرض والتسلیم وہ جناب تقیہ بھی کرتے تو اشد اللہیت کے خلاف ہونیکی کیا وجہ ہے

اسواسطے کہ مرتبہ امامت اور وصایت کا کمتر مرتبہ نبوت سے ہے اور جس صورت مین کہ انبیا نے تقیہ کیا تو پھر اونکے نائبون نے بھی تقیہ کیا تو خلاف اسکے ثابت
کے کیونکہ ہوا اسواسطے کہ مرتبہ ہر نبی کا فوق ہے مرتبہ سے اوسکے وصی کے پس اگر تقیہ دلیل جُبن کی ہو تو چاہئے کہ انبیا بھی معاذ اللہ جبان ہون حالانکہ معتقد
اس کلمہ تو ہے اسواسطے کہ تقیہ کرنا انبیا کا بموجب حکم خالق ارض و سما کے تھا کہ اُس مین عین حکمت اور مصلحت باری تعالے کی ہے وہ تعالے شانہ فرماتا ہے
کہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ یعنی نہ ڈالو تم اپنے ہاتھون کو طرف ہلاکت کی پس بموجب اس آیہ وافی ہدایہ کی اگر اظہار حق مقتضی الی الہلاکت ہوگا تو
اجتناب اُس سے واجب اور لازم ہوگا اور دوسری جگہہ فرماتا ہے کہ المومنون الکافرون اولیا من دون المومنین ومن یفعل ذالک فلیس من اللہ فی
شیٔ الا ان تتقوا منہم تقیۃ یعنی نہ لیوین مومنین کفار کو دوست اپنے سوائے مومنین کے پس جو شخص کہ کریگا ایسا پس نہین ہے خدا کیطرف سے کوئی چیز مگر یہ کہ
تقیہ کرو اونسے تقیہ پس مفاد اس قول خدا تعالے کا اظہار دوستی ہے کافرونسے حال تقیہ مین اور جگہہ فرماتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما
بلغت رسالتہ یعنی اے رسول پہنچا اپنی اُمت کو وہ چیز کہ بھیجی گئی طرف تیرے جانب پروردگار تیرے سے اور اگر ایسا نکریگا تو نہ پہنچایا ہوگا تو نے اُمت کو کوئی پیغام
میرا پس یہ آیہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ آنحضرت بعض امور مین خائف اور ترسان تھے اور اوسکے پہنچانے مین توقف فرماتے تھے جب خدا تعالے نے اُنکی محافظت اور صیانت
کا وعدہ کیا جب اُسکو جاری کیا اور بھی تقیہ کرنا انبیا کا کتب صحاح اہلسنت سے بھی ثابت ہے کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیون سے بخوف جان تقیہ کیا جبکہ انہون
نے وقت بیع کہا کہ یہ ہمارا غلام ہے تو یہ نکہا کہ مین حُر ہون اور انکا بھائی ہون بخوف اسکے کہ مبادا قتل کرین پس اس خوف سے حضرت یوسف نے تقیہ کیا اور حریت کو
اپنی چھپایا حضرت موسی قبطی کو مار کر بخوف فرعون بھاگے اور حضرت شعیب کے پاس جا کر چھپے حضرت ابراہیم نے بتون کی ناکین کاٹین اور جب کفار نے پوچھا تو
حضرت نے چھپایا اور کہا کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے پوچھو اس سے اگر یہ بات کہے جناب رسولخدا نے اپنے نام کو صلحنامہ مین سے کفار کے تکرار کرنے سے نکلوا ڈالا اور حمیدی
نے جمع بین الصحیحین مین عائشہ سے روایت کی ہے اور اسکو شارح وقایہ نے کتاب حج مین نقل کیا ہے کہ رسولخدا نے عائشہ سے کہا کہ اگر تیری قوم کا عہد کفر اور زمانہ
جاہلیت قریب نہوتا اور یہ خوف مجھے نہوتا کہ یہ انکار کرین گے تو البتہ مین حکم دیتا کہ خانہ کعبہ کو گرا کر بنائے حضرت ابراہیم پر اُسکو بنا کرین پس یہ مال
تقیہ اُس جناب کا ہے کہ بخوف کفار اصلاح خانہ کعبہ سے اپنے آپ کو باز رکھا اور بخاری نے در باب اکراہ حسن بصری سے روایت کی کہ اُسنے کہا کہ تقیہ تا روز قیامت
باقی ہے یا جانئے الغرض کہ تقیہ سجیہ مرضیہ اور خصلت پسندیدہ حضرت رسالت پناہ کا تھا اور تمامی اہل اسلام پر ظاہر اور باہر ہے کہ جناب ختمی مآب جانتے تھے
کہ دین اُس حضرت کا تمام روئے زمین پر منتشر ہوگا اور اُس جناب کو تسلط عظیم اور اقتدار تام حاصل ہوگا اور مشرکان عرب حضرت کے ہاتھ سے مارے جائین گے
اور مواہب لدنیہ مین ابن عمر سے منقول ہے کہ جناب رسولخدا نے فرمایا ان اللہ قد رفع الی الدنیا فانا انظر الیہا و الی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر کفی
ہذہ یعنی حق جل و علا نے دنیا کو میرے واسطے بلند کیا پس مین اسکی طرف دیکھتا ہون اور طرف ہر چیز کے کہ دنیا مین روز قیامت تک ہونے والی ہے جیسا
کہ اپنے کف دست کو دیکھتا ہون پس با وجود اس علم اور اطلاع کے مدتون تک مخفی رہے اور کفار سے پُر خوف ہوتے تھے اور انتظار قوت اسلام کا دیکھتے
رہے کبھی طائف سے استمداد چاہی اور خائفا اس جگہہ سے پھرے اور کبھی اہل حدیبیہ سے پوشیدہ صلح کی ایکبار شب کو غار مین پناہ لی گئی پس سبب اسکا غیر
از تقیہ اور کیا تھا اور جبکہ جناب رسولخدا نے تقیہ کیا تو اگر اُسکا وصی بھی تقیہ کرتا تو کیا استبعاد تھا کہ وہ جناب نائب تھے اوس جناب
کے اور جیسے کہ تقیہ سے شجاعت حضرت کی نہین گئی ویسے ہی جناب امیر سے بھی درصورت تقیہ اسد اللہی نہین جا سکتی الغرض جسقدر کہ آیات اور احادیث
اور اقوال طرفین اثبات تقیہ مین وارد ہین یہ رسالہ اُن سب کی لکھنے کی گنجائش نہین رکھتا لہذا اسی قدر قلیل پر اکتفا کیا گیا

فقط تمام شد

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف مترجم ترجمہ شیعہ قسم دوم	۷ر	بشارت احمدی	۷ر	برق لامع	۵/۶/۸
ایضاً قسم سوم	صر	تنبیہ المنکرین مع مخزن الغرائض	۳ر	شرح دیوان جناب امیرؑ	عـ/ر
ایضاً قسم چہارم	للعہ	سراج الایمان	۱۰ر	حدیث نبوی	۴ر
تفسیر عمدۃ البیان قسم دوم	۵/	دلیل الحسنات	۳ر	تنقیح المسائل	۲/
ایضاً قسم سوم	۵/	شمس الضحیٰ	۸/	تنبیہ الاطفال	۱ر
تحفۃ الاشعریہ	۸/	فضائل مرتضوی کلان	عـ/	مثنوی آب و نمک	۱ر
معیار الہدیٰ	۱۲ر	ایضاً خورد	۸ر	موعظہ فاخرہ	۱ر
نصر المومنین	۱۰ر	تحفہ جعفری	۳ر	تحفۃ الحاجت	۶/۵/۴
مفید العوام	۴ر	بیاض نوحہ جات	عصر	ریحان معراج	۳ر
آیات محکمات	۶/۵	توضیح عزا	۸/	تکمیل الوضو	۱ر
عمدۃ الانشا (اردو)	۶ر	حسنیہ (اردو)	۳ر	عین الیقین	۱۰ر
سیف صارم (اردو)	۱۲ر	وقائع خلافت حضرت علیؑ	۶ر	تذکرۃ المعصومین	عہ/۱۲
ہاتف الغدیر (اردو)	۲ر	نان و نمک	۳ر	دفع المغالطہ (فارسی)	عہ/
تجبۃ الغدیر در باب حدیث غدیر	۳ر	تجہیز الموتیٰ	۱۰ر	تحفۃ العوام مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی	۷/